تاریخ اسلام میں عایشہ کاکردار

دوران معاویہ

جلد سوم

مو لف : سید مرتضی عسکری

مترجم : سید کرار حسین رضوی گوپالپوري

فهرست

گفتار مترجم ٣
پیش گفتار.. ١٠
)فصل اول(.. ١١
معاویہ کی زندگی پر ایك نظر ١١
ابو سفیان اور ھند ١٣
اموی خاندان جاہلیت کے زمانے میں... ١٧
ابو سفیان جنگ بدر میں ١٩
ابوسفیان جنگ احد میں ٢١
ھندہ جنگ احد میں.. ٢٥
جنگ خندق میں ابو سفیان کی قیادت... ٢٨
کمزوری کااحساس اور صلح کی پیش کش... ٣٠
مکہ فتح ہو گیا ٣١
ابو سفیان اسلامی معاشرے میں ٣٦
ابوسفیان شیخین کے زمانے میں ٣٩
ابوسفیان عثمان کے زمانے میں ٤٢
)فصل دوم(.... ٤٣
معاویہ رسول اسلام(ص) کے زمانے میں ٤٣
معاویہ خلفاء کے زمانے میں ٤٧
معاویہ و عثمان ٥١
ابوذر معاویہ کے مقابل.. ٥٤
تاریخ اسلام کا ایك افسانہ.. ٦٠
کوفے کے قاری شام میں ٦٤
معاویہ عثمان کے بعد... ٦٨
صفین معرکہ حق و باطل.. ٧٢
معاویہ کی چالاکي ٧٤
ابو موسی اور عمر و عاص.. ٧٨
شام کے لیڈرے.. ٨١
_١نعمان بن بشیر ٨٢
_٢سفیان بن عوف ٨٣
_٣عبد اللہ بن مسعدہ.. ٨٥
-٤ضحاك بن قیس.. ٨٦
-٥بسر بن ارطاة... ٨٧

لشکر علوی (ع) کا ایك سپاہی جاریہ بن قدامہ ۹۳
دو متضاد سیاستیں ۹٤
دوسرا واقعہ ۹۵
(۱) ۹٦
سیاست امیر المومنین (ع(.... ۹٦
(۲) ۹٦
سیاست معاویہ ۹٦
تجزیہ و تحلیل ۹٦
معاویہ امام حسن (ع) کے زمانے میں ۹۹
صلح کے اسباب و علل ۱۰٤
فصل سوم ۱۰۷
دشمنوں کے ساتھ نرمي ۱۰۷
عرب کے مکار معاویہ کے جال میں ۱۰۹
سنگین ٹیکس ۱۱۵
شیعہ شکنجہ و ازار میں ۱۱۹
حکومت خاندانی ہوتی ہے ۱۲۳
یزید کی بیعت بصرہ میں ۱۲٦
شام میں یزید کی بیعت ۱۲۸
یزید کی بیعت مدینہ میں ۱۲۹
یزید کی بیعت بلیدان چاہتی ہے ۱۳۲
یزید کی تاج پوشي ۱۳۳
فصل چہارم ۱۳٦
عائشه اور امویوں میں دوستی کے اسباب ۱۳٦
معاویہ کے تحفے ۱۳۹
اموی حکومت میں ، عائشه کا رسوخ ۱٤۱
عائشه اور معاویہ کا ایك دوسرے پر چوٹ ۱٤۲
قتل محمد بن ابی بکر ۱٤۵
عبد الرحمن بن ابی بکر کو زہر دیا گیا ۱٤۷
جنگ جمل سے عائشه کی شرمندگي ۱۵۲
"عائشه مرنے سے پہلے" ۱۵۳
فصل پنجم ۱۵۵
عائشه کی سخاوت ۱۵۵
خاندانی تعصب ۱۵۹
عائشه کی خطابت ۱٦۲
عائشه کی زندگی میں فاخره لباسي ۱٦۵
مسئلہ رضاعت میں ، عائشه کا نرالا فتوا ۱٦۷
عائشه کی زندگی کے چند گوشے ۱۷۲
فصل ششم ۱۷۷
معاویہ کی زندگی پر ایك طائرانہ نظر ۱۷۷
زمانہ معاویہ میں حدیث سازیاں ۱۸۰
معاویہ اور بنی امیہ کے بارے میں بزرگوں کا فیصلہ ۱۸٤
اپنے کرتوت پر جعلی حدیثوں کا غلاف ۱۸۸
معاویہ کے مقابلے میں بعض دلیروں کا کردار ۱۹۵
بلاد اسلامی کے منبروں سے امیر المومنین پر نفرین ۲۰۰
بعض لوگوں کا لعنت سے گریز ۲۰۲
معاویہ کا اخری ہدف ۲۰٦
عائشه کی ایك حدیث ۲۱۱
تحقیق اور نتیجہ ۲۱۳

زندگانی عائشه کی تحقیق کا مقصد ٢١٤
ايك حديث كے سلسلے ميں علماء اہلسنت کی توجیہیں: ٢٢٠

گفتار مترجم

اسلامی متن کو جا ننے کے لئے تاریخ اسلام کی شناخت اور مشہوروموثرشخصیتو ںکی شناخت بہت ضروری ہے یہاں تك کہ جرا ت کے ساتھ یہ دعوی کیا جا سکتا ہے کہ تاریخ اسلام کی گہرائي اوردقّت سے واقفیت حاصل کئے بغیراس کے ائین،حقائق اور واقعات کوسمجھا نہیں جاسکتا ،کیوں کہ ایك طرف تو بزرگ شخصیتوںکی پہچان اور ان کے مثبت اسلامی افکارواعمال خود دینی متن کاایك حصّہ ہیںجسے سنّت کے نام سے جاناجاتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ اس کے زبان و مکان ،اداب و رسوم اور اخلاق کو سمجھے بغیر اس کی واقفیت ممکن نہیں ہے اور دوسری طرف منفی شخصیتوںکو پہچاننا بھی صحیح اسلام کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کیوں کہ اس طرح اسلامی جنگ وجہاد کی نوعیت اور انکے رہبروںکے اقدامات کوسیاہ کار افرادہی کے اقدامات سمجھنے سے سمجھا جاسکتا ہے۔

اس بنیاد پر توجہ کرتے ہوئے ایك قیمتی تاریخ صحیح کی ہمیں تلاش کرنی چاہیئے،تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ حقائق تاریخی حاصل کرنے کے لئے اپنے دین کی واقفیت کے حصول میں کس قدر مددگار ہے ،اور کس حد تك ہم طلوع اسلام کے بعدصدیاں بیتنے کے باوجودہم صحیح اسلام کو حاصل کر سکتے ہیںاور اس چشمہ صافی سے نزدیك ہو سکتے ہیں۔

ہم ائندہ صفحات میں دیکھیںگے کہ اسلام میں تاریخ و حدیث کو کس طرح خواہش پرستی کانشانہ بنایا گیااور جھوٹ و تحریف کس حد تك اسمیں جگہ پاگئي ہے،احادیث و تواریخ کی کتابوں پران عیاروں نے حکومت اموی کے اشاروںسے ،خاص طور سے معاویہ کے اشارے پر کس حد تك تقویت دی گئي اسلام کی زندگی پر ہر دن ایك تازہ جھوٹ اور بناوٹ کاپلندہ بڑھادیا جاتا تھا دین

خدا کا درخشاںسورج اہستہ اہستہ ان تمام جھوٹ اور جعل کے دھند میں دفن ہو گیا،یہیں ہمیں ائمہ اہلبیت کی جانبازی وثبات کوافرین کہنا پڑتا ہے کہ ان بزرگواروںاور پاکباز شیعوں نے سچے اسلام کی حمایت کے لئے اقدام کیااور اپنے خون سے جہاد کی ایك ایسی فضا تیار کی کہ ان جھوٹے اور جعل سازوں کی ہمت پست ہو گئي_

دوسری طرف جاہلیت کے محافظوں ، اموی وعباسی خلفاء کی یہ کوشش جاری رہی ہے کہ معاویہ کے زمانے میں جو جھوٹ گڑھ دئے گئے ہیں ان کی حفاظت کی جائے اور جہاں تك ہو وسیع بنیادوں پر انکی اشاعت کی جائے

٣

کیونکہ انکے خلافت کی بنیاد اسی جھوٹ پراستوار تھی ،حق باطل کی یہ محاذارائي گروہ خدا اور گروہ شیاطین کے درمیان ہمیشہ جاری رہے گی اس سے کوئي زمانہ خالی نہیں رہا ہے_

ہمارے عہد میں ایك دوررس محقق اپنی شاندار ذہانت سے اس سچ اور جھوٹ کو ایك دوسرے سے الگ کرنے کیلئے عظیم اقدام کیا ہے اور سیکڑوںجھوٹ اور تحریف کومیدان تاریخ اسلام سے الگ کیا ہے علامہ مرتضی عسکری نے تاریخ وحدیث کے متون کو چالیس سال تك اپنی سخت کاوش سے حقائق کی رونمائي کی ہے جو دراسات فی الحدیث والتاریخ کے نام سے سلسلہ وار شایع ہو چکی ہے رات و دن کی محنتوں _ دقت نظر اور فکر صحیح کے ذریعہ تاریخ اسلام کے بے شمار مسائل اور واقعات کوجعلیات کے اندھیروںسے نکال کر حقائق کے متلاشی حضرات کے حوالہ کیا_

سچی بات تو یہ ہے کہ صحیح تاریخ اسلام اور اسکی عظیم رکاو ٹوںکاسب سے پہلا متن مشہور تاریخ طبری ہے یہ تاریخ نگاروں کاپیشوا ہے بغیر ا س کا مطالعہ کئے اور اس پر تحقیقی نظر ڈالے اسے مستند نہیں قرار دیا جا سکتا اسی طرح صحیح بخاری صحیح مسلم اور ابن اثیر وغیرہ پر بھی ہوش مندی کے ساتھ تحقیقی نگاہ ڈالنا ضروری ہےچنانچہ ازاد اور مشہور مصری دانشور،محمود ابو ریہ فرماتے ہیں کہ:

جس شخص کو بھی ارزوہے کہ تاریخ اسلام کے حقائق کو اوائل سے بیعت یزید کے زمانہ تك اچھی طرح سمجھے اس پر لازم ہے کہ وہ دو قیمتی تحقیقی

کتابوں کا مطالعہ کر ے ایك تو عبداللہ بن سبا اور دوسرے احادیث ام المومنین عائشہ_

* * *

مو لف کتاب علامہ سید مرتضی عسکری ایرانی ناد دانشور ہیں انکے اباء و اجداد صدیوں تك ساوہ اور سبزوارمیں علمی اور تبلیغی مرجعیت سے سرفرازتھے اپ کی ولادت سامرہ شہر میں ہوئي اور علمی گھرانے میں پرورش پائي ان کے بڑے ا ّباایۃاللہ مرزا محمد سامرائي نے انکی تربیت میں بہت ہاتھ بٹایااپ اس شہر کے بزرگ اور پرہیزگار عالم تھے علامہ عسکری نے ابتدائي دینی تعلیم(اور ثانوی حد تك) سامرہ میں حاصل کی اس کے بعد اپ نے قم کا سفر کیااور یہاں پانچ سال تك حوزہ علمیہ میں تکمیل علم کے مراحل طے کئے اس کے بعد اپ عراق اپنے بزرگ ومقدس اجداد کی پا بوسی کے لئے چلے ائے اپ کے تحصیلات علمی کااخری دورہ عراق کے مذہبی شہروں میں ہوااس کے بعد اپ تھوڑی دیر بھی ارام و سکون سے نہ بیٹھے اور ان ایام میںبھی اپنی زندگی کو علمی تحقیقات اورتبلیغی ومعاشرتی فعالیت

میں صرف کیاپندرہ شیعی ادارے قائم کئے ان میںثانوی مدارس کالج اسپتال اور امور خیر کے صندوق شہر بغداد میں قائم کئے_

علامہ عسکری کے علمی کارناموںکی چندخصوصیتیںہیں ان صفحات میں ان کے علمی نگارش کاکچھ تذکرہ کیا جاتاہے تاکہ اس کتاب کے سمجھنے میں معاون ہو_

اپ کی تمام کتابوں کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ تعصب اور جانبداری سے قطعی پاك ہوتی ہے،چنانچہ ہم اسی کتاب میںاس حقیقت کامشاہدہ کریں گے اپ نے صرف حق وحقائق کی پاسداری کے لئے شخصیت کے کمزورپہلوو ں سے بحث کی ہے اور ام المومنین کے امتیازات کی تشریح کے لئے بے شمار صفحات لکھ ڈالے ہیں_

دوسری خصوصیت و امتیاز یہ ہے کہ اپ نے متقدمین کے مصادر و متون کی طرف رجوع کیا ہے ، یہاں تك کہ اپ نے اپنے ابتدائي مباحث میں پانچویں صدی بعد

کی کسی کتاب پر بھروسہ نہیں کیا ہے اور ضمنی حیثیت سے اپ نے کوشش کی ہے کہ انھیں متقدمین کے متون کی طرف متوجہ کیا جائے تاکہ تمام امت کے افراد پوری طرح مان لیں جیسا کہ عصر حاضر کے بعض دانشور حضرات نے کچھ تاریخی کتابوں میں تشکیك پیدا کی ہے علامہ نے اپنی کتاب عبداللہ بن سبا میں صرف انھیں کو اپنا ماخذ نہیں بنایا ہے ،ڈاکٹر حفنی داو داستاد دانشکدہ ادبیات مصر نے عراقی رسالہ میں کتاب عبداللہ بن سبا کے بارے میں اپنی رائے لکھی ہے کہ اس محقق اور ماہر تاریخ نے اپنے علمی تحقیقات و مباحث میں بے شمار کتابوںکے حوالے دئے ہیں اور ہر ایك میدان تاریخ میں قدم ڈال کر فراموش شدہ حقیقت کو حاصل کیا ہے یہ استاد محقق ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ اپنی تمام کتابوں کے دلائل مخالفین شیعہ سے حاصل کئے جائیںاور انھیں سے اپنا مطلب ثابت کیا جائے اس طرح وہ قریب ترین راستہ اختیار کرتے ہیںتاکہ دشمنان شیعہ کو اپنے مدلل باتوں سے مغلوب کر سکیں۔

تیسری امتیازی صفت جو استاد عسکری کی تمام کتابوں میں پائي جاتی ہے کہ وہ حوالے بہت زیادہ دیتے ہیں چنانچہ اسی کتاب کے فصل اول میں بہت زیادہ مصادر و ما خذموجود ہیں حالانکہ فارسی میں چالیس صفحہ اور عربی متن میںبیس صفحہ سے زیادہ نہیں ہیں ،یہ خصوصیت کتاب عبداللہ بن سباکے متن عربی میںاور اس موجودہ کتاب میں ہرجگہ دیکھی جاتی ہے یہاں تك کہ کبھی ادھے صفحہ میں حواشی حوالہ جات بھرے ہوئے ہیں۔اور کہیں تو ان سے بھی زیادہ

حوالوں کو لکھ ڈالا ہے۔

اخری اہم ترین خصوصیت ایسی ہے کہ جو مشرق و مغرب کے تمام دانشوروںمیں کم ہی دیکھی جاتی ہے وہ یہ کہ انھوں نے قدیم ما خذ ومصادر پر پورے طور سے اعتماد نہیں کیا ہے چاہے وہ طبری ہوں یا ابن ھشام یا ابن اثیر انھوں نے کسی پر بھی پورا بھروسہ نہیں کیا ہے چاہے وہ کتنے ہی مشہور ہوں خواہ دوسروںنے اس پر اعماد بھی کیا ہو لیکن علامہ عسکری کی تحقیق میں لائق قبول نہیںہیں وہ پہلے مرحلے میں تاریخی روایات کے اسنادپر بحث کر کے اسکی قدر و قیمت تعین کرتے ہیں اس صورت حال میں وہ راویوں کی حیثیت کا تحقیقی تجزیہ کرتے ہیں اسکے بعد وہ مورد بحث کے متن کا اسطرح تجزیہ کرتے

ہیں کہ تمام روایات کی اس طرح تطبیق ہو جائے کہ صحیح و سقم جدا ہو سکیں؟

اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ مغربی محققین عام طور سے یا زیادہ تر اپنی توجہ متن پر مرکوز رکھتے ہیںاور انکی کوشش ہوتی ہے کہ حوادث کے متن کاصحت وسقم متعین کیا جائے وہ راویوںپر کم توجہ دیتے ہیں جدیدمستشرقین جنھوں نے مغرب اور یورپ سے علم حاصل کیا ہے وہ زیادہ تر انھیں اساتذہ کی ہاںمیںہاںملاتے ہیںانکی زیادہ تر تحقیق یورپی انداز فکرسے الگ نہیں ہے اور وہ زیادہ مو لف کتاب پر بھروسہ کرتے ہیں اسلئے زیادہ تر خرافاتی مطلب کو مان لیتے ہیں کہ اسے مشہور دانشور نے نقل کیا ہے اور اسی کو لکھ مارتے ہیں۔

لیکن اسلامی محدثین نے ان دونوں روش میںدقیق ترین راہ کا انتخاب کیا ہے وہ پورے طور سے راویان اخبار کو دیکھتے ہیں اورانکی روایت کا تجزیہ کرتے ہیں اور اس حوالے سے وہ تمام ما خذ پر غور کرتے ہیں ان تمام تحقیقات کے اندازکی روشنی میں وہ اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں علامہ عسکری کی عمدہ ترین تحقیقات کاانداز یہی ہے ، وہ تاریخ اسلام کے حوادث ومسائل کے سلسلہ میں جدید نظریات واراء کو اسی بنیاد پر پیش کرتے ہیں جن لوگوں نے کتاب عبداللہ بن سبااور دوسری کتاب(خمسون ومائة صحابی مختلق) (ڈیڑھ سومصنوعی صحابي)کوملاحظہ کیا ہے وہ ہمارے اس نقطہ نظر کی تصدیق کرینگے۔

کلاسگو یونیورسٹی کے پروفیسرجیمس ربسن نے علامہ کو خط لکھتے ہوئے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اپ نے (سیف) راوی کی روایتوں کا جوتجزیہ کیا ہے وہ بہت دلکش ہے وہ اس طرح ، پہلے کہ اپ نے سیف کی روایتوں کا تجزیہ کیاپھر انکادوسری روایتوںسے تقابل کیااور اس دقیق تقابل نے سیف کی روایت کا پول کھول دیا یہ بھی کہ ان روایتوں کی سند سے پتہ چلتا ہے کہ سیف نے غالباً مجہول راویوںسے روایت نقل کی ہیں پھر یہ بھی سوال

اٹھتا ہے کہ اخر دوسرے مو لفین نے ان روایتوںکو اپنی کتابوں میں جگہ کیوں نہ دی لہذا قاری اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ سیف نے خود ان راویوں کو گڑھ لیا ہے یہ الزام سیف پر ايك منطقی نتیجہ کے طور پر سیف اور دوسرے راویوںکے تقابل سے حاصل ہوتا ہے ، میں بہت زیادہ متشکر اور خوش بھی ہوں کہ اس بحث کے مطالعے میں اپنا وقت صرف کروںاور مطمئن ہوں کہ جو لوگ بھی اس کتاب کو

سمجھکر پڑھیں گے وہ اس شاندار بحث کی ستائشے کرینگے_

اب یہ بھی ضروری ہے کہ علامہ عسکری کی علمی اور تحقیقاتی کتابوںکابھی تذکرہ کر دیا جائے_

" _١عبداللہ بن سبا و اساطیر اخری "یہ کتاب نجف، قاھرہ، بیروت، اورتھران، میں طبع ہوئي اور فارسی ،ترکي، اور انگریزی میں ترجمہ کیا گیا_

"_٢خمسون وما تہ صحابی مختلق "یہ کتاب بیروت،بغداد،اور پھر کئي باربیروت میں طبع ہوئي اس میں ایك سو پچاس اصحاب رسول کابیان ہے جو جھوٹے بھی ہیں اور خیالی ہیں جو اج تك پیدانہیں ہوئے_

"_٣احادیث ام المومنین عائشہ ادوارمن حیاتھا "یہ کتاب فارسی میں تھران میں ٣جلدوں میں چھپی اور پاکستان میں اسکا اردوترجمہ شایع ہوا_

"_٤رواۃمختلقون "اسمیںجھوٹے راویوں کا پول کھولاگیا ہے جنہوںنے روایتیں گڑھ کے تاریخ میں بھردی ہیں یہ کتاب منطقی لحاظ سے خمسون وما ۃ صحابی مختلق کا نتیجہ ہے_

"_٥من تاریخ الحدیث " یہ بہت ہی اچھی تحقیقی کتاب ہے_

"_٦ا لسقیفہ "تاریخ اسلام کے اس عظیم حادثے کا ٣٠٠/صفحات میں تجزیہ کیاگیاہے_

"_٧مصطحات اسلامیہ" اسمیں اسلامی اصطلاحات کی تعریف ہے_

"_٨مع الدکتورالوردی فی کتابہ وعاظ السلاطین " بادشاہوںکے واعظوں پرعلمی تنقیدڈاکٹرعلی الوردی نے کی ہے ا س پر علامہ نے علمی تنقید لکھی ہے_

"_٩کیف تعلم الد ین " دو جلدو ں میں بچوں کو دینی مسائل سمجھائے گئے ہیں_

"_١٠مقدمہ ای بر مرا ۃالعقول " علامہ مجلسی نے اصول کافی کی شرح مرا ۃ العقول کے نام سے لکھی ہے ،علامہ نے اس پر ایك طولانی مقدمہ لکھا ہے_

" ـ۱۱مقدمہ بر کتاب علی و السنة" گیارہویںصدی کے عظیم دانشور سید ہاشم بحرانی کی تالیف علی و السنة پر مقدمہ لکھا ہے۔

" ـ۱۲مقدمہ و تحقیق در کتاب طب الرضا"

" ـ۱۳مقدمہ بر کتاب الاجازات العلمیہ عندالمسلمین " ڈاکٹرعبداللہ فیاض کی کتاب پر مقدمہ ہے۔

" ـ۱٤مقدمہ بر کتاب اصل الشیعہ و اصولھا "علامہ کاشف الغطاء کی کتاب پر تبصرہ کیا ہے۔

" ـ۱۵محمد صادق نجمی کی مطالعہ صحیحین پر مقدمہ لکھا ہے " ان کے علاوہ بھی علامہ عسکری نے عربی کے علمی رسالوںجیسے رسالة الاسلام المجتمع الاسلامی اورالاضواء اور الایمان اور العرفان میں بہت سے مقالے لکھے ہیں۔

* * *

موجودہ کتاب احادیث ام المومنین عائشہ ادوار من حیاتہا کی اخری جلد ہے جو معاویہ کے زمانے سے متعلق ہے اس سے پہلے دو جلدیں نقش عائشہ در اسلام اور عائشہ در دوران علی شایع ہو چکی ہیں ،کیونکہ عربی متن عربی زبان کے محققین کے لئے لکھا گیا تھااس لئے مباحث میں ایجاز وا ختصار تھافارسی ترجمہ کے وقت اس بحث کو پھیلانا ہمارے لئے ناگزیر تھا ،لیکن چونکہ پورا ترجمہ علامہ کی نظر سے گزرا ہے اسلئے مترجم کی یہ کوشش موصوف کی نئي کتاب سمجھی جانی چاہیئے مزید یہ کہ کچھ خاص جگہوں پر علامہ نے چند صفحات کا خود ہی اضافہ کیا ہے اس بنا پر یہ کتاب ترجمہ بھی ہے اور تالیف بھی ہے۔

اخر میںہم یہ تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیںکہ جن علماء نے اس کتاب کا مطالعہ کر کے اپنی مفید رائے دی ہے یا اسکے شکوك بر طرف کئے ہیں ہم ان کا شکریہ ادا کر تے ہیں ، نیز اقائے نورالدین عسکری کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوںنے ما خذ کی فہرست مرتب کی ان کے علاوہ بھی ان تمام دوستوںکا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے بڑ ی تو جہ سے اغلاط نامہ میں میری مدد کی۔

میں قارئین کرام سے امیدوار ہوںکہ اگر وہ کوئي اشتباہ یالغزش ملاحظہ

فرمائیں یا اصلاح کی نظر ڈالیں تو حقیر کو اس سے مطلع فرما دیں ،میں ان کا بہت ممنون ہوںگا_

م ۰ ع ۰ جاوداں

پیش گفتار

معاویہ کا زمانہ زمانہ، اسلام میں خاص امتیاز کا حامل کیونکہ اسمیں ہر جانب سے اسلامی احکام واثارکی تحریف کی گئي ہے اموی دور خلافت میں حدیث سازی پرتمام توانائیاں صرف کی گئیں اوراور حدیث سازی کابہت زیادہ کارخانہ صحابہ وتابعین جیسے نمك خواروںکے سہارے قائم کیا_

اس دوران جتنی زیادہ حدیثیں گڑھی گئیں کہ انھوں نے اسلامی اثار کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیااور تمام علوم کی کتابوں میںانھیں بھر دیاا س کا عمیق اور دیرپا اثراسلام کے فکری اعتقادی اور عملی مکتب پرہمہ جانبہ پڑا ،یہاں تك کہ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیاان مکاتب کی بنیاد اسی مصنوعی احادیث پر استوار ہوتی ہوگی_

اس سبب سے ہمارے لئے ناگزیر ہے کہ اموی دور خلافت کے ارباب حکومت اور مشاہیر کا تحلیل وتجزیہ کریں تاکہ ان جعلی احادیث کے سلسلہ میں ام المومنین عائشہ نے جو تعاون کیا ہے انھیں ہم اچھی طرح سمجھ سکیں_

اغاز بحث میں معاویہ کا حسب و نسب اور ان کے خاندان کے حالات بیان کرینگے ان کے بعد انکی حکومت وخلافت کے مسائل کاتذکرہ کرینگے جو ان سے متعلق ہیںپھر ہم عائشہ کامعاویہ سے تعلق اور اس عہد کے تمام ارکان حکومت کو متعارف کرائیں گے اخر میں ہم ام المومنین عائشہ کی زندگی کا تجزیہ پیش کرینگے جو اسی عہد معاویہ میںاختتام کو پہنچی_

یہ تذکرہ ضروری ہے کہ اس زمانہ کے شرمناك حالات کابیان بھی ناگزیر ہے جو معاویہ کے خانوادہ سے وقوع پذیر ہوااور جنھیں ماہرین انساب نے بیان کیا ہے ہم انھیں بھی بیان کرینگے کیونکہ معاویہ کی ان روحانی گرہوںکو پہچاننے میں بہت معاون ہوں گی ،جو خاصان خدااور پاك نفس افراد کی دشمنی پر ابھارتی تھیں_

جی ہاں _معاویہ کی بد نفسی کو اس زمانہ کی حدیث سازی میںبڑادخل ہے ان پر سے پردہ اٹھاکر ہی اسلام کے درخشاں چہرے کو پہچاناجا سکتا ہے ،ا س

وجہ سے ہم اس ضرورت کو کراہیت کے ساتھ اختیار کرنے پر مجبور ہوئے

٩

ہیں کہ معاویہ کا خاندان جیسا کہ ہے ان کی نشاندہی کی جائے ،ہم اس علم و تحقیق کی اشاعت پر خاص اللہ کے لئے اور اسی کی توفیق سے اس بحث کو ختم کرینگے۔

سیدمرتضی عسکری

١٠

)فصل اول(

معاویہ کی زندگی پر ایك نظر

معاویہ ابوسفیان اور ھند کا بیٹا تھا ۔اسکی کنیت ابو عبد الرحمن تھي مشہور ترین تاریخی روایات کے مطابق وہ فتح مکہ کے بعد بظاہر اسلام لایا اور ١٢ھمیں جبکہ ابو بکر نے ابو سفیان کے دوسرے بیٹے یزید کی سرکردگی میں رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے لشکر بھیجا تو یہ یزید کا بھائي اورا س کا علمدار تھا۔

ابو سفیان کا فرزند یزید ١٨ ہجری میں فلسطین کے ایك شہر عمواس میں مرض طاعو ن میں مر گیااور فوج کی قیادت اپنے بھائي معاویہ کو سونپ دی ،خلیفہ عمر نے بھی اس کی تقرری کو منظور کر لیا خلافت عثمان کے زمانہ میں جو خود بنی امیہ کی فرد اور معاویہ کے چچا زادبھائي تھے اپنی سلطنت کو کافی وسعت دی کیونکہ عثمان نے پورا شا م ان کے حوالے کر دیا تھاجس میں لبنان،شام،فلسطین اور اردن کا علاقہ بھی اتا تھا۔

ا س طرح معاویہ نے ١٩سال تك اطمینان کے ساتھ شام پر حکومت کی لیکن جب حضرت علی بن ابی طالب تخت خلافت پر بیٹھے تو معاویہ نے بغاوت کر دی اور انکا حکم ماننے سے انکار کر دیا ، معاویہ نے انتقام خون عثمان کے بہانے حضرت علی (ع) سے ایك بڑی فوج کے ساتھ صفین میں جنگ کی حضرت علی (ع) اسکی سر کوبی کے لئے مہاجرین وانصار کے ساتھ سر زمین صفین پر پہنچ گئے۔

دونو ں لشکروالے ذی الحجہ ٣٦ہجری میں امنے سامنے ہوئے ایك سو دس دن

تك دونوں میں جنگ ہوتی رہی ،اخر میں جبکہ امام کو حتمی کامیابی ملنے والی تھی عمروعاص کی عیاری سے قران نیزوںپر بلند کئے گئے اور لشکر شام نے امام کے فوجیوں کو حکمت قران کی دعوت دی اس عیاری سے سادہ لوح مسلمان دھوکہ کھا گئے اور انھوں نے امام کو مجبور کیا کہ جنگ سے ہاتھ روك لیں۔

ا س طرح جنگ ختم ہو گئي اسکے بعد امام کی رائے کے خلاف کوفیوں نے اپنی جانب سے ابو موسی کو حکم منتخب کیا معاویہ نے بھی اپنی جانب سے عمروعاص کو نامزد کیا ،یہ دونوںحکم ماہ رمضان ٣٨ہجری میں دومتہ الجندل کے مقام پر اپنا فیصلہ سنانے کے لئے جمع ہوئے ،عمر وعاص نے ابو موسی کو فریب دیتے ہوئے یہ پیش کش کی کہ ہم دونوں ادمی علی اور معاویہ کو

خلافت سے معزول کر دیں تاکہ تمام مسلمان جسے بھی چاہیںشوری کے ذریعہ خلیفہ منتخب کر لیں۔

ابو موسی نے یہ بات مان لی ،عمر و عاص نے پہلے انھیں کو ممبر پر بھیجاانھوں نے ممبر پر جاکر امیرالمومنین حضرت علی (ع) اور معاویہ کو خلافت سے معزول کر دیا ،ان کے بعد عمر و عاص ممبر پر پہنچااور معاہدے کے خلاف حضرت علی (ع) کو خلافت سے معزول کر کے اس نے معاویہ کے خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا ،ابو موسی کو عمر وعاص کے اس فعل پر بہت غصّہ ایاوہ وہیں عمر وعاص کو گالیاں دینے لگاعیّار عمر وعاص نے ترکی بہ تر کی ا س کو جواب دیا ا س طرح پہلی بار خلیفہ کی حیثیت سے معاویہ کا نام لیا گیا ۔

٤٠ہجری ماہ رمضان میں عبدالرحمان ابن ملجم کی تلوار امام کے فرق مبارك پر پڑی ،امام تین روز کے بعد شہید ہو گئے شامیوں کے علاوہ تمام مہاجرین و انصار اور مسلمانون نے امام حسن کی بیعت کر لی ،لیکن اخر کار معاویہ کے سامنے لوگوں نے امام حسن کاساتھ نہیں دیا ،ایسی سستی دکھائي کہ معاویہ کی تمام منحوس ارزوئیں پوری ہو گئیں۔

معاو یہ نے اس سال کا نام عام الجماعت رکھااور وہ تخت خلافت پر براجمان ہو گیا اس طرح وہ انیس سال تین مہینے اور کچھ دن تمام مسلمانوں پر حکمرانی کرتا رہا وہ ماہ رجب ٦٠ ہجری میں مر گیا اور دمشق میں دفن کیا گیا۔

ابو سفیان اور هند

معاویہ کا باپ ابو سفیان صخرابن حرب ابن امیہ ابن عبدشمس تھا ،اسکی ماں کا نام هند تھاجوعتبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس کی بیٹی تھی ،معاویہ کی ماں هند نے پہلے توفاکہ ابن مغیره سے شادی کی جو قبیلہ بنی مخزوم سے تھایہ شخص سر زمین غمیصاء (۱ (میں مارا گیا_

فاکہ کے مرنے کے بعد هند نے مغیره کے دوسرے فرزند حفص سے شادی کی کچھ دن کے بعد وه بھی مر گیا ،هند نے اخری با ر ابو سفیان سے شادی کی (۲)، بعض تاریخوں میں اس شادی کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ،وه یہ کہ

_۱غمیصامکہ کے پاس ایك جگہ ہے اس زمانے میںبنی جذیمہ کا قبیلہ وہاں ساکن تھا یہ قبیلہ اور فاکہ کے علاوه کچھ دوسرے قریش کے لوگ جاہلیت کے زمانہ میں قتل کئے گئے ، اسلام کے زمانے میں خالد بن ولید کو وہاں فتح مکہ کے بعد بھیجا گیاکہ وہاں قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دیں اس قبیلے نے اپنے خون کا معاوضہ طلب کیا رسول اکرم (ص) نے ان کے اس مطالبے پر سخت برهمی کا مظاہره کیا اور مقتولوں کا خونبہا بیت المال سے ادا کر دیا
_۲المحبر ص ٤٣٧ ،طبقات ابن سعد ج ۸ص۲۳۵

هند کا پہلا شوہر فاکہ اپنی زوجہ پر زنا کا الزام لگاتا تھا اس لئے اسکو علاحده کر دیا کیونکہ وه اس بدنامی کو اپنے سر نہیں ڈھونا چاہتاتھا (۱_(

دوسرے مورخین کا خیال ہے کہ بنیادی طور سے هند زناکاری کے سلسلے میں مکہ میں ہر جگہ شہرت رکھتی تھی ،هند کی ابو سفیان سے شادی کے واقعات ا س طرح بیان کئے گئے ہیں کہ مسافر بن عمر و،یہ هند پر بری طرح فریفتہ تھا یہ شخص بنی امیہ کی فرد تھاا س کے هند سے روابط عام طور سے لو گوں کے زباں زد تھے ،هند اس سے حاملہ ہوئي جس وقت ا س کا حمل ظاہر ہونے کے قریب تھا ،مسافر بن عمر و مکہ سے بھا گ کر حیره کے بادشاه نعمان ابن منذرکے پاس چلا گیا تاکہ اس سے مدد مل سکے ا س کی غیبت میں ابوسفیان سے هند نے شادی کر لی (۲(

ہشام ابن محمد کلبی مشہور ماہر انساب اپنی کتاب مثالب میں اور مشہور ادیب اصمعی یہ دونوں کہتے ہیں کہ معاویہ جاہلیت کے زمانہ میں چارافراد کی

طرف منسوب تھاجن کے نام اس طرح ہیں

_۱بنی مخزوم کا عمارہ ابن ولید

_۲بنی امیہ کا مسافر ابن عمر و

_۳بنی امیہ کا ابو سفیان

_٤بنی ہاشم کے عباس ابن عبد المطلب(۳ (

ان چاروں میں بہت دوستی تھی اور ان چاروں کا ھند سے ناجائز تعلق ہونا مشہور تھا_

_۱عمارہ بن ولید قریش کا بہت خوبصورت جوان تھا یہ وہی شخص ہے جو عمر و عاص کے ساتھ مسلمانوں کو حبشہ سے واپس لانے کےلئے نجاشی بادشاہ کے پاس گیا تھا اسنے عمر و عاص کی زوجہ سے تعلقات پیدا کر لئے تھے ا س لئے عمر و عاص کو انتقام لینے کی فکر ہوئي عمر و عاص نے کچھ ثبوت فراہم کر کے نجاشی بادشاہ سے اسکی چغلی کی بادشاہ حبشہ بہت برہم ہوااور ا س نے جادو گروں کو حکم دیا کہ اس کوپا گل بنا دیں اور یہ صحرامیں مارا مارا پھرے اور ا س طرح وہ وہاں درندوں کا شکار ہو جائے (٤ (

_۱العقد الفرید ج٦ص۸۷ ،الاغانی ج ۹ص۵۳
۲الا غانی ج ۹ ص ۵۳ ۵۰
_۳تذکرۃ الخواص سبط ابن جوزی ص ۱۱٦
٤الاغانی ج ۹ ص ۵۸ ۵۵

۲مسافر ابن عمر و مشہور ماہرا نساب کلبی ا س کے بارے میں لکھتا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں سبھی کا یہ خیال تھا کہ معاویہ اسی کا فرزند ہے کیونکہ ان چاروں اشناو ں میں سب سے زیادہ اسی کو تعلق تھا ،جب ھند حاملہ ہوئي تو مسافر بدنامی کے خوف سے حیرہ کے بادشاہ کے پاس بھاگ گیا اور وہیں رہنے لگا کچھ دن کے بعد ابو سفیان حیرہ گیا تو وہاں اسکے دیرینہ دوست مسافر سے ملاقات ہوئي اس زمانہ میں مسافر اپنی معشوقہ کے ہجر میں سخت بیمار تھاابو سفیان نے گفتگو کے درمیان مکہ والوں کے حا لات بیان کئے اور اخر میں کہا کہ میں نے تمہارے وہاں سے فرار کرنے کے بعد ھند سے شادی کر لی ہے

ابو سفیان کی اس گفتگو نے مسافر کے سینے پر ایك تیر سا لگایا ا س کے بعد وہ بہت زیادہ بیمار ہو گیا ہر روز ضعف و نقاہت بڑھتا گیا یہاں تك کہ لاعلاج ہو گیا اور اسکی زندگی کا خاتمہ ہو گیا (١)بعض مورخین کا خیا ل ہے کہ مسافر جاہلیت کے زمانے میں اسکا عاشق زار سمجھا جاتا تھا _(٢(

مشہور دانشور اور مفسّرزمخشری اپنی کتاب ربیع الابرارمیں ان چاروں افراد کے بارے میں جن سے معاویہ منسوب تھا یوںلکھتے ہیں کہ مسافر ابن عمر وعمارہ ابن ولید عباس ابن عبدالمطلب اور اخر میں عمارہ کا ازاد کردہ غلام صباح کی طرف منسوب ہے _(٣(

زمخشری کا بیان ہے کہ: ابو سفیان پستہ قد اور بد شکل تھا صباح ابو سفیان کا ملازم تھاجو شاداب جوانی رکھتا تھا ،ھند نے ا س جوان کو خریداری کی نیت سے دیکھا نتیجہ میں وہ اپنے کو سنبھال نہ سکی اور اپنی طرف دعوت دی اس طرح دونو ں میں پوشیدہ طریقہ سے تعلقات قائم ہوگئے ،اور یہ ناجائز تعلق اتنی شہرت پا گئے کہ بعض مورخین کا خیال ہے کہ معاویہ کے علاوہ ابو سفیان کا دوسرا بیٹا عتبہ بھی اسی صباح سے ہے ،بعض مورخین یہ بھی کہتے ہیں کہ ھند اپنے گھر میں اس بچّے کی پیدائشے سے خوش نہیں تھی ، اسلئے صحرا میں بھاگ گئي اور اسنے عتبہ کو وہیں اکیلے جنم دیا_

عظیم شاعر اسلام حسان ابن ثابت نے فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان جب شعری نوك جھوك ہو رہی تھی تو اس حادثہ کو اپنے دو شعروں میں ھند کی اس فحش حرکت کا ذکر کیا ہے_

_١تذکرة الخواص ص ١١٦
_٢الاغانی ج٩ ص ٥٣
_٣شرح نہج البلاغہ ج١ ص ٣٣٦

اخر یہ بچہ کس کا ہے جو بطحا کے ریگزاروں میںپھینك دیا ہے ،وہ بچہ جو خاك پر پڑ ا ہوا ہے جھولے سے بہت دور ہے اسکو ایك خوب صورت جوان عو رت نے جنم دیا ہے جو بنی امیہ کے خاندان سے ہے ،ھشام ابن محمد کلبی نے اپنی کتاب مثالب میں یوں لکھا ہے _ ھندہ ان عورتوں میں تھی جو سیاہ فام مردوں پر بہت فریفتہ تھی جب بھی اسکی کو کھ سے کوئي سیاہ فام بچہ پیدا ہوتاتھاوہ اسکو

قتل كر ڈالتی تھی .... پھر وہ اگے کہتے ہیں_

ايك دن يزيد ابن معاويہ اور اسحاق ابن طابہ کے در میان معاویہ کے سامنے نوك جھوك ہو گئي اس نے کنایۃً کہا کہ یہ تمہارے حق میں مفید ہے کہ حرب کے تمام بیٹے بہشت میں داخل ہو جائیں یعنی حقیقت میں تم اس خاندان کے ناجائز فرزند ہو اور اپنے باپ سے نہیں ہو اسکا اشارہ تھاکہ اسحاق کی ماں بنی امیہ کے افراد سے ناجائز تعلقات رکھتی تھي_ اسحاق نے بھی کنایۃً جواب دیا اے یزید یہ تمہارے حق میں مفید ہوگا کہ بنی عباس کے تمام افراد بہشت میں جائیں یزید نے اسحاق کی طنزیہ گفتگو کو نہیں سمجھا لیکن اسکے باپ معاویہ نے مطلب سمجھ لیا اسلئے جب اسحاق مجلس سے اٹھکر چلا گیاتو معاویہ نے یزید سے کہا کیوں دوسروں پر دشنام کی زبان کھولتے ہوحالانکہ تم دوسروں کی باتوں کو سمجھتے نہیںہو کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں،یزید نے کہا میرا مقصد تھا کہ اسحاق کے عیوب کو ظاہر کیا جا ئے ،معاویہ نے جوا ب دیا کہ اسنے بھی تم پر اسی لحاظ سے چوٹ کی تھی ،یزید نے پوچھا وہ کیسے .... معاویہ نے جواب دیا ،کیا تم نہیں جانتے کہ قریش کے اکثر افراد جاہلیت کے زمانہ میں مجھے ابو سفیان کا نہیں عباس کا بیٹا جانتے تھے ،اس وقت یزید کے سمجھ میں ایا کہ مجھکو کتنا برا بھلا کہا گیا ہے_

جی ہاں_ہند کی اوارگی اتنی قطعی اور مسلّم تھی کہ پیغمبر اسلام (ص) نے فتح مکہ کے دن اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا جس وقت ہند بیعت کے لئے انحضرت(ص) کے سامنے حاضر ہوئي پیغمبر اسلام(ص) نے ھند کے پچھلے خونخوار کرتوتوںکی وجہ سے اسکے قتل کا اعلان کر دیا تھا لیکن اسے بخش دیا اور اسکی بیعت قبول کر لی ،اپ نے اسکے تمام کالے کر توتوں کو نظر انداز فرمایا،(١ (

-١ايك عرب شاعر نے کہا ہے ملکنافکان العفومنا سجیّۃً ملکتم فسال منا بالدم ابطح
ترجمہ : ہم فاتح ہوئے تو ہم نے عام معافی کا رویہ اپنا یاکیونکہ یہی ہماری اخلاقی عادت ہے لیکن جب تم کامیاب ہوئے تو تم نے ہمارے خون سے صحراو ں کو بھر دیا

اسنے انحضرت (ص) کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کس بات پر اپ کی بیعت کروں_

رسول (ص) نے فرمایا: تو زنا نہ کر

ھند نے کہا: کیا ازاد عورتیں بھی زنا کرتی ہیں ا س طرح اسنے اپنے کو پاك دامن ظاہر کیا_

پیغمبر اسلام (ص) ھند کو اچھی طرح پہچانتے تھے لیکن اپ نے کچھ نہ کہا صرف تبسم فرماتے ہوئے عمر کی طرف دیکھا (۱ (

اموی خاندان جاہلیت کے زمانے میں

جیسا کہ بیان کیاگیا معاویہ کی ماں ھند اموی خاندان میں سمجھی جاتی ہے اسکے باپ کانام عتبہ اور چچا کانام شیبہ مشہور تھا یہ دونوں قریش کے بزرگ ،جاہلی زمانہ میں معززسمجھے جاتے تھے عتبہ اور شیبہ نے ظہور اسلام کے بعد اسلام سے اعلانیہ اپنی دشمنی ظاہر کی اور یہ دونوںجنگ بدر میں تمام قریش کے ساتھ موجود تھے یہی دونوں جنگ بدر میں سب سے پہلے میدان میں اکر اپنا مقابل طلب کر رہے تھے ا س وقت مجاہدین اسلام کی طرف سے امیرالمومنین علی (ع) اور حمزه نکلے اور تھوڑی سی جھڑپ کے بعد یہ دونوں ڈھیر ہو گئے ،(۲)معاویہ کا باپ ابو سفیان کوتاه قد اور بہت عیار تھا چونکہ اسکے ايك بیٹے کا نام حنظلہ تھا اسلئے اسکی کنیّت ابو حنظلہ پڑ گئي یہ حنظلہ وہی ہے جو بدر کے دن حضرت امیرالمومنین(ع) کے ہاتھوں قتل ہوا تھا (۳(

ابو سفیان ،جاہلی زمانہ میںبزرگ قریش سمجھاجا تاتھا وه جنگ بدر کے بعد تمام مکہ اورقبیلہ قریش کاسردارمانا جانے لگاکیونکہ جنگ بدر میںتمام سردا ر ان قریش قتل ہو گئے تھے اسکے بعد تو اس نے تمام جنگوں میں قریش کی قیادت کی ،یہودی قبیلوں کو اسلام کے خلاف بھڑ کا کر محاذ پر کھڑا کیا جنگ احد اور جنگ خندق اسی کی سرداری میں ہوئي _

-۱معاویہ کے نسب کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ صرف یہ چیز اسی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ عمرو عاص کی ماں نابغہ اور زیاد کی ماں سمیہ اور سعد ابن ابی وقاص اور مروان ابن حکم جیسے اکثر بزرگان جاہلیت کے بارے میں علماء انساب کی یہی رائے ہے اصل میں اس وقت شہر مکہ جنسی راه روی میں ایسا نہیں تھا جیسا کہ اجکل فرانس کا پیرس شہر ہے _رسول اکرم (ص) ایسے فاسد معاشرے کی اصلاح کیلئے مبعوث کئے گئے تھے _ تذکرة الخواص ص ۲۰۳ چاپ نجف ۱۹٦٤
_۲انساب الاشراف ج۱ ص ۲۹۷
_۳انساب الاشراف ج۱ ص ۲۹۷

عظیم مورخ محمد ابن حبیب ،ابو سفیان کو اٹھ ضنادقئہ قریش کی ایك فرد سمجھتے ہیں ،(۱)محمد ابن ھشام کا خیال ہے کہ ابو سفیان زمانہ پیغمبر(ص) اسلام میں تما م دشمنان اسلام کاسردارتھااس نے اسلام کے خلاف محاذ ارائي میں سخت کوشش کی یہ وہی شخص ہے کہ جو ابو طالب سے پیغمبر اسلام (ص) کی حمایت ختم کرنے میں کوشاں تھا ،(۲)یہی وہ ہے کہ جو قبیلہ قریش کی شوری میں جو دارالندوہ میں منعقد ہوئي تھی بہت جوش کے ساتھ حاضر تھا کہ پیغمبر(ص) اسلام کو قتل کیا جاسکے اس نے مجلس برخاست ہونے کے بعد بہت جوشیلے انداز میں رسول(ص) اسلام کے قتل پر لوگوں کو ابھارا _(۳(

رفتہ رفتہ قریش کے سرداروں ابوجہل، ابو سفیان، اور ابو لہب جیسوں نے مکہ کے مسلمانوں پرا س قدر سختیاںکیں کہ ان پر زندگی وبال ہو گئي اور پیغمبر(ص) اسلام نے انھیں مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دے دیا مسلمانوں نے اہستہ اہستہ اپنا گھر بار چھوڑ دیا اور اپنے مال ودولت عزیز واقارب کو چھوڑ کر حکم خدا کے مطابق ان ظالموں کے ہاتھ سے چھٹکارا حاصل کیا اور مدینہ پہنچ گئے حالت یہ ہو گئي کہ مکہ میں چند مسلمانوں اور پیغمبر اسلام(ص) کے علاوہ کوئي نہ رہ گیا ان ا خری سالوں میں پیغمبر اسلام (ص (پر مکہ کی زمین اتنی تنگ ہو گئي تھی اور ایسی گھٹن تھی کہ پیغمبر(ص) اسلام نے مکہ میں عمومی تبلیغ چھوڑ دی تھی اور اپ صرف حج کے زمانے ہی میں عرب قبیلوں کو توحید کی دعوت دیتے تھے لیکن چونکہ ان ایام میں جنگ وخونریزی ممنوع تھی اس لئے سرداران قریش اپ کو اذیت نہیں پہنچا سکتے تھے ، اس وقت انکی یہی کوشش ہوتی تھی کہ اپ کی تبلیغات کو ناکارہ کر دیں اسی وجہ سے ابو لہب اپ کے پیچھے پیچھے چلتا تھا اور لوگوں کو اپ سے گفتگو کرنے سے روکتا تھا اپ کو برابھلا کہتا تھا ، الزام لگاتا تھا تاکہ کسی طرح اپ کو تبلیغ سے باز رکھ سکے اخر خدا نے اپ کو وحی کے ذریعہ حکم دیا کہ ہجرت فرمائیں اور اس طرح اپ کو قریش کے چنگل سے رہائي ملی ،اپ نے حضرت امیرالمومنین (ع) کو اپنے بستر پر سلا کر مکہ سے ہجرت فرمائي اس شہر میں تھوڑے سے قیدی مسلمانوں کے سوا کوئي نہیں رہ گیا تھا اس زمانہ میں ابو سفیان نے مسلمانوں کے خالی گھروں کو غصب کر کے بیچ ڈالا_

۱المحبر ص ۱٦۱ چاپ ھند
_۲سیرہ ابن ہشام ج۱ ص ۳۱۷
_۳سیرہ ابن ہشام ج۲ ص ۹۵ _ ۹۲ ، طبری ج۲ ص ۳۷۰ چاپ دار المعارف مصر

ابو سفیان جنگ بدر میں

جس دن سے مسلمان مدینہ میں ائے انھیں قریشی یاپیوں کے چنگل سے نجات ملی لیکن یہاں موت سے زیادہ خوفناك فقر کا سامنا کرنا پڑا ، کیونکہ مہاجرین اپنی تمام دولت ،گھر اور اپنے خاندان کو چھوڑ کر اس شہر اسلام میں پناہ لینے ائے تھے حالانکہ مدینہ کے انصار نے اپنے امکان بھر ان پاك نفسوں کی ضیافت کی لیکن چونکہ اس زمانہ تك مسلمانوں کی مالی حالت اتنی اچھی نہیں تھی کہ اسائشے کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں خاص طور سے کچھ لوگ تو ایسے تھے کہ ا ن کے پاس نہ تو جگہ تھی نہ مکان تھا نہ انکا کوئي سہارا تھا لیکن ان تمام رکاوٹوں کے باوجود اسلام قبو ل کرنے والوں کی تعدادبڑھتی ہی گئي وہ اتنے طاقت ور ہو گئے کہ انھوں نے جزیرۃ العرب میں اپنی شناخت بنا لی اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے لگے ـ

ہجرت کے دوسرے سال ایسا حادثہ پیش ایا کہ اسلام کی سب سے بڑی پہلی جنگ پیش ائي قریش سالہاسال سے اپنے تجارتی مال کو دوسرے شہر میں لے جاتے تھے وہ سال میں ایك بار یمن اور ایك بار شام کی طرف جاتے تھے ہجرت کے دوسرے سال اپنی رسم کے مطابق ایك بڑا قافلہ معاویہ کے باپ ابو سفیان کی سر کر دگی میں شام گیا ہوا تھا جب وہ تجارتی قافلہ واپس ہوا تو رسول اکرم (ص) نے مسلمانوںکے ضایع اموال کے بدلے تقریباتین سو افراد کے ساتھ اس تجارتی قافلے کے سر را ہ پہنچ گئےـ

ابو سفیان کو جب یہ خبر معلوم ہوئي تو اس نے مکہ والوں سے مددطلب کی اس کے بعد اسنے کوشش کی کہ ایك دوسرے راستے سے بغیر کوئي خطرہ مول لئے منزل پر پہنچ جائیںقریش نے ابو سفیان کی مدد میں ایك ہزار کا لشکر تیار کر کے لشکر اسلام کے مقابلہ کے لئے بھیج دیا ،نتیجے میں بدر کے مقام پر ایك بڑی جنگ بدر ہوئي غیبی امداد اور اسلامی مجاہدوں کی جانبازی سے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئي اور لشکر مخالف کے لگ بھگ ستّر مقتول ڈھیر تھے اور ٧٠ ستّر افراد قید کئے گئےـ

عبد شمس اور اموی خاندان کے اس جنگ میں اٹھ ادمی قتل ہوئے ان میں ابو سفیان کا فرزند حنظلہ ،عتبہ وربیع ھند کے باپ اور چچااور ولید ابن عتبہ مقتول ہوئے خلیفوں کے چھ ادمی بھی ان میںقتل ہوئے اسیر وںمیں بھی اموی کے

سات ادمی تھے کہ ان میں ابو سفیان کا دوسرا بیٹاعمرو تھاابو سفیان نے اپنے فرزند کے قید ہونے کے بدلے

میں ايك معزز انصاری کو ناحق قید کر لیا جو حج عمرہ کے لئے مکہ گئے ہوئے تھے حالانکہ اس سے پہلے قریش نے کبھی اس واقعہ سے پیش تر کسی حاجی سے تعرض نہیں کیاتھا ،اسی لئے تمام مسلمان مجبور ہو گئے کہ ان جنگی قیدیوں کو ازاد کر دیں۔

جنگ بدر کے بعد چونکہ تمام سرداران قریش قتل ہو چکے تھے اس لئے ابو سفیان قریش کا سب سے بڑا سردار بن گیااسے قریش مکہ کی جنگ وصلح کا بھی اختیار مل گیا اسی حال میں اسنے منّت مانی تھی کہ اپنا سر نہیں دھوئے گا جب تك پیغمبر اسلام (ص) سے جنگ بدر کی ہار کا بدلہ نہ لے لے۔

کچھ دن بعد ابو سفیان نے اپنی مکروہ منّت پوری کر نے کے لئے (۲۰۰)دوسو سواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف ایا اور وہاں بنی نضیر کے یہودیوں کے یہاں قیام پزیر ہوا اسکے بعد وہ شہر مدینہ کے حالات کی جستجو میں لگ لیا پھر اسنے اپنے کچھ ادمیوں کو بھیجاتاکہ مدینہ والوں کے درخت خرما میں اگ لگا دیں ۔ان لوگوں نے اپنا کا م کرنے کے بعدمدینہ کے دو باشندوں کو بھی بے گناہ قتل کر دیا ابو سفیان کے اس چھوٹے سے لشکر نے اپنا یہ کا م انجام دیکر مکہ واپسی اختیار کی۔

معاویہ کی ماں هندہ ،جنگ بدر کے بعد سخت غم و غصّہ میں بھری ہوئي تھی کیونکہ اسکے باپ چچااور دوسرے رشتہ دار قتل ہوئے تھے ا س کا زیادہ تر وقت ان لوگوں کی ماتم پرسی میں صرف ہوتا تھا ، اس طرح وہ ہر لمحہ اس کوشش میں رہتی تھی کہ قریش کو انتقام پر ابھا رے۔

جنگ بدر اور ا سمیںستّر افراد کے قتل اور ستّر کی اسیری کے بعد قریش اس جنگ سے سخت پریشان اور بد حال تھے شام سے جو تجارتی منافع ہوا تھا اس میں سے ايك ہزار اونٹ اور لگ بھگ پچاس ہزار دینا ر اس غرض سے نکال لیا کہ مسلمانوں کے خلاف نئي جنگ لڑ سکیں انہیں کے بارے میں سر زنش سے بھر پور یہ ایت نازل ہوتی ہے۔

ان الذین کفروا ینفقون اموالهم_ _ _ _الخ_ _ (سوره انفال ٣٦(

تر جمہ : جن لوگوں نے حق کو ماننے سے انکار کیا ہے وہ اپنے مال خدا کے راستے سے روکنے کےلئے صرف کر رہے ہیں اور ابھی اس سے زیادہ خرچ کرتے رہیں گے مگر اخر کار یہی کوششیںان کے پچھتاوے کا سبب بن جائیں گی پھر وہ مغلوب ہوں گے پھر یہ کافر جہنم کی طرف گھیر کر لائے جائیں گے_

١٩

ابوسفیان جنگ احد میں

ابو سفیان نے جو اقدامات کئے تھے اور قریش نے جو کچھ جنگ کے لئے دولت جمع کی تھی اس کے سہارے تمام قریش رسول اکرم(ص) سے جنگ پر امادہ ہو گئے ، ابو سفیان نے اس جنگ کی قیادت سنبھال لی ،ا س کی بیوی ھندہ اور دوسری قریش کی عورتیں بھی ساتھ ساتھ تھیں مکہ اور مدینہ کے درمیان جب بھی ھندہ کی ملاقات جبیر ابن مطعم کے غلام وحشی سے ہوتی تھی تو وہ کہتی تھی ،کہ ہاں اے وحشی میرے سینہ میں جو پرانہ کینہ دفن ہے اس داغ سے مجھے شفاء دےدے میں تجھے غلامی سے ازاد کرا دوں گی_

اس طرح معاویہ کے ماں اورباپ ابو سفیان اور ھندہ احد کی حسرتوں سے بھر پور جنگ احد کے لئے تیار ہو گئے اسمیں اسلام کے بہت سے سچے مجاہد قتل کئے گئے جنگ کے دن علمدار فوج ابو سفیان نے بنی عبد الدار کے قبیلہ والوں کو مخاطب کر کے کہا:

اے فرزندان عبد الدار تم جنگ بدر میںہماری فوج کے علمدار تھے ہم نے اس جنگ میں بہت سے مصائب جھیلے یہ جنگی پرچم کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ہر لشکر وہاں شکست یا فتح کا سامنا کرے گایا تو پرچم کی حفاظت کرو یا اس پرچم سے دستبر دار ہو جاو تاکہ ہم خود اس ذمہ داری کو سنبھالیں_

ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنا علم تمہارے حوالے کر دیں ؟ ایسا ہر گز ممکن نہیں کل جب جنگ کے شعلے بھڑك جائیں گے تو تم دیکھ لو گے کہ ہم نے کیسی جانبازی دکھائي ہے یہ تھی ابو سفیان کی دلی ارزو کہ اسلام شکست کھا جائے اور رسول(ص) اکرم کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے_

جب دوسرادن ایا اور افتاب بلند ہو ا تو دونوں لشکر امنے سامنے ہوئے اور جنگ

شروع ہو گئي هنده اپنی تمام عورتوںکے ساتھ سپاہیوں کو جنگ پر ابھارنے کے لئے لشکر کے ہمراہ تھی وہ خیمہ سے باہر اکر دف بجاتی ہوئي یہ گیت گاکر قریش کو جنگ پر ابھا ر رہی تھی_

اے عبد الدار کے بیٹو اگے بڑھو اے محافظوں بھر پور کوشش کرو اپنی تیز تلواریں خوب چلاو ہم ستارہ صبح کی بیٹیاں ہیں اگر تم فاتحانہ اگے بڑھو گے تو ہم اپنی اغوش پھیلا دینگے اور تمھارے لئے بستر بچھائیںگے اور اگر میدان جنگ سے بھا گے اور تمہیں ہار ہو گئي تو ہم بھی تم سے اپنا منھ پھیر لینگے اور تم سے علحدہ ہو جائیںگے

٢٠

پھر تم ہم سے ہمیشہ کے لئے علحدہ ہو جاو گے اور ہم سے وفاداری اور مہر بانی کا کوئي اثر نہیں دیکھو گے اثنائے جنگ میں ايك انصاری سپاہی نے هنده کو دیکھا کہ مشرکوں کو جنگ پربھا رہی ہے تو وہ تلوار کھینچ کر ا س کی طرف لپکالیکن جب اسنے دیکھا کہ وہ جنگی سپاہی مرد نہیں ہے عورت ہے تو اسکے قتل سے باز ایا اور مردانہ انداز میں واپس لوٹ گیا_

یہ جنگ، جیسا کہ بیان کیا گیا اسلام کے لئے بہت سخت اور سنگین ثابت ہوئي اس جنگ میں مسلمانوںکے ستّر پاك نفس سپاہی قتل ہوئے ان شہیدوں میں سب سے زیادہ مشہور حضرت حمزه تھے جو پیغمبر(ص) اسلام کے چچا تھے ،اپ کا قتل ابو سفیان اور هند ہ کی کوششوں سے ہو ا اپ کا قاتل جبیر ابن مطعم کا غلام وحشی تھا_

کسی نہ کسی طرح جنگ ختم ہوئي میدان میں شهداء خاك و خون میں ا غشتہ پڑے تھے لیکن مکہ والوں کی روح درندگی کو چین نہیں تھا ،معاویہ کی ماں هنده کی سر کردگی میں عورتیں شہداء احد کے درمیان ائیں ہر ايك نے اپنے ہاتھ میں ہتھیار لے رکھا تھا انھوں نے شهداء اسلام کے کان ناك اور انکھ کاٹ ڈالے ،یہ کاٹے ہوئے اعضاء اتنے زیادہ تھے کہ هنده نے مجاہدوں کے کان اور ناك کا گلو بند اور دست بند بُن کر بنا لیا ،اس عورت نے وحشی کی اس خدمت کے صلے میں اپنا دست بند اور اپنے سینہ کا زیور اسے بخش دیا_

پھر وہ حضرت حمزه کی لاش پر ائي پھر اس نے رسول (ص) کے چچا شیر خداکا پہلوچیرا اور اپ کاجگر نکال کر انتہائي سنگ دلی کے ساتھ اسے منھ میں

رکھ کر دانت سے کاٹاتاکہ نگل جائے لیکن وہ نگل نہ سکی مجبوراً اسنے منھ سے باہر نکالا اسی شرمناك حادثہ کی وجہ سے اسکالقب جگر خوار ہو گیا وہ اپنے اس کرتوت کے بعد ایك اونچی پہاڑی پر چڑھ گئي اور یہ اشعار پڑھنے لگي

ہم نے تم سے جنگ بدر کابدلہ لے لیا

جنگ کے بعد جنگ کی اگ بھڑکتی ہے

مجھے عتبہ کی موت پر ہر گز چین نہیں .... نااپنے بھائي نہ اپنے چچاشیبہ اور نہ اپنے فرزند حنظلہ کی موت پر اب میرے دل کو شفاء حاصل ہوئي ہے

میں اپنی تمام عمر وحشی کی شکر گزارر ہونگي یہاں تك کہ میری ہڈیاں قبر میں گھل کر مٹی ہو جائیں

_اسکے جواب میں بنی ہاشم کی ایك خاتون ھند بنت اثاثہ نے یہ اشعار کہے

تو جنگ بدر میںبھي، اور اسکے بعد بھی ،ذلّت اور پستی میں مبتلاہوئي

اے ذلیل کفر کی بیٹي

اللہ تجھے روزی پہونچائے کہ تو بنی ہاشم کی اپی ہوئي تلواروں کا سامناکر سکے

حمزہ ہمارا بہادر شیر تھا اور علی بھی تیز چنگل والا

جس وقت تیرا باپ اور چچا،ہمارے قتل کی فکر میں تھا تو ان لوگوں نے ان کے گلے کو خون میں ا غشتہ کردیا

یہ تیری منحوس نظر تھی _ ہائے کیسی منحوس نظر تھی

جنگ احدکے بعد ایك شخص حلیس جو اپنے قبیلہ کا رئیس تھا یہ اپنے قبیلے کاسردار اور قریش کاحلیف تھااس شخص نے میدان جنگ میں ابو سفیان کو دیکھا کہ حضرت حمزہ کی لاش پر کھڑا ہے اور اپنے نیزے سے انکی لاش کو جھجھوڑکر کہہ رہا ہے_

موت کی تلخی چکھ لو ،اے وہ کہ تم نے رشتہ داری ختم کر دی تھی اسکا

مطلب یہ تھاکہ تمھیں اس بات کی سزا ملی ہے کہ تم مسلمان ہو گئے ،قبیلہ قریش سے علحدہ ہو گئے اور تم نے قریش سے جنگ کی_

حلیس (١) نے یہ ذلیل حرکت دیکھی تو چلّانے لگا _ اے قبیلہ قریش کے لوگوں_ذرا ابو سفیان کی یہ کمینی حرکت تو دیکھو یہ قریش کابزرگ کہاجاتا ہے ،ذرادیکھو تو کہ اپنے چچاکے فرزند کی لاش کے ساتھ کیا برتاو کر رہا ہے ،جو خاك پر پڑی ہوئي ہے_ (٢(

ابو سفیان نے اس سے کہا:

تجھ پر افسوس ہے _ اس وقت تونے جو میری حرکت دیکھی اسے لوگوں سے بیان نہ کرنا ،یہ مجھ سے لغزش ہو گئي ،پھر ابو سفیان پہاڑ پر چڑھ کر چلّانے لگاھم نے کیا اچھا کام کیا ،ہمیشہ جنگ کے دورخ ہوتے ہیں ،اج کا دن جنگ بدر کابدلہ ہے_

_١حلیس علقمہ ابن عمر و،ارقم کنانی کافرزند تھا انھوں نے قبیلہ ء بنی مصطلق اور بنی ہون سے معاھدہ کر رکھا تھااسی لئے اس پہاڑ کا نام کوہ احابیش مشہور ہو گیا
_٢سیرت ابن ہشام ج ٣ص٦٠٩، طبری ج٢ ص٥٢٧، ابن اثیر ج٢ ص ١١١

پھر اس نے اواز لگائي اعل ھبل یعنی ھبل کے جے ہو(١ (

رسول خدا (ص) نے حکم دیا کہ اس کے جواب میں کہا جائے اللہ اعلی واجل _اللہ برتروبلند ہے

ابو سفیان نے مسلمانوں کے توحید پرستانہ اواز کا جواب دیا " الا لنا العزی ولاعزّی لکم" اگاہ ہو جاو کہ ہمارے پاس تو عزی جیساخدا ہے اور تمھارے پاس عزی نہیں_

رسول(ص) خدانے حکم دیا کہ جو اب میں کہو "اللہ مولانا ولا مولالکم "اللہ ہمارا سرپرست ہے اور تمھاراکوئي سرپرست نہیں واپس جاتے ہوئے ابو سفیان نے اواز لگائي اگلے سال ہم بدر کے کنو ؤںپر انے کاوعدہ کرتے ہیںرسول اللہ (ص) نے اپنے ایك ساتھی کو حکم دیاکہ تم اواز دیدو .... ہاں _ائندہ سال ہم بدر پر انے کاوعدہ کرتے ہیں ،ابو سفیان اپنے قریشی ساتھیوں کے ساتھ میدان احد سے چلا گیا لیکن کچھ دن بعد ا س نے خیال کیا کہ مسلمان شکست اور کمزوری سے

دچار ہیں ا س لئے دوبارہ مدینہ کی طرف پلٹا ،تاکہ مسلمانوں کاخاتمہ کر دے رسول(ص) اللہ کوجب یہ خبر ملی تو اپ نے جنگی مسلمانوں کے ساتھ، شہر سے باہر اکر جنگ کے لئے تیار ہو گئے ،یہ دیکھ کر ابو سفیان کے ساتھیوں پر خوف کابھوت سوار ہو گیا اور وہ مجبور ہو کر واپس چلے گئے_

ھندہ جنگ احد میں

جنگ احد میں ھندہ کاکردار شوہر سے زیادہ سنگین تھابنیادی طور سے ا س نے جنگ بھڑکانے اور تبلیغ سے اس اگ کو پھیلانے میں بہت زیادہ حصہ لیا تھا چنانچہ وہ اس جنگ میں عورتوں کو بھی اپنے ساتھ لے ائي تھی تاکہ قریش کی حمیت کو ابھارے ،جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ جنگ کے بعد بھی ا س نے شیر اسلام حضرت حمزہ کاجگر نکال کر چبانا چاہا ،اس نے اس جنگ میں اشعار بھی گنگنائے جس سے اس کے شدید کینئہ دیرینہ کا پتہ چلتا ہے ،بعض اشعار کو ہم نے ابھی درج کیا ہے اب یہاں کچھ اور بھی اشعار نقل کئے جاتے ہیں_

جنگ احد میں میرے دل کو ٹھنڈك ملی اور حمزہ کے ساتھ جو کچھ کیا اس سے مجھے بڑی راحت ملی ،جب ہم

_١طبری ج٣ ص ٥٢٦ ، انساب الاشراف ج١ ص ٣٢٧

نے انکاپیٹ چیرااور جگر باہر نکالا اس برتاو سے میرے احساس کو چین ملا جو کچھ ہمارے سینے میں اندوہ پل رہا تھا جو خود میرے وجود کو جلا رہاتھا جنگ بھڑکتی رہی اور اپنی اگ کے ساتھ تم پر ٹوٹ پڑی اور ہم شیرنی کی طرح تم پر حملہ اور ہوئے جنگ کے بعد ایك مسلمان نے انصار کے بزرگ شاعر حسّان ابن ثابت سے کہا :

اے کاش اپ نے ھندہ کے وہ اشعار سنے ہوتے جو اس نے ایك اونچے پتھر پر چڑھ کر پڑھے تھے اور شہید راہ خدا حضرت حمزہ پر ڈھائے گئے مظالم کا فخر سے تذکرہ کیا تھا_

حسّان نے کہا کہ تم اسکی باتوں کو مجھ سے بیان کرو میں ا س کا جواب دونگا وہ انصاری ھندہ کے اشعار پڑھنے لگا حسّان نے اپنے بہترین شعروں میں ھندہ کی شرمناك حرکتوں کا ان اشعار میں جواب دیا_

اس پست فطرت عورت نے کیا کیا بدمعاشیاں کیں،اسکی تو عادت ہی یہی ہے وہ ہمیشہ کی پست فطرت ہے اسکی اس پستی کے ساتھ کفر بھی ہے۔

مشہور سیرت نگار ابن هشام نے اس کاصرف ایك ہی شعر لکھ کر باقی اشعار چھوڑ دئے ہیں، انھوں نے لکھا ہے کہ میں نے حسان کے تمام اشعارا س لئے نہیں لکھے کہ انھوں نے اپنے شعروں میں‌ہندہ کو بہت برا بھلا کہا ہے۔

لیکن طبری نے ان متذکرہ اشعار کے علاوہ قافیہ راء میں‌گیارہ شعراوربھی لکھے ہیں

خدا وندعالم هنده پر لعنت کرے اور اسکے شوہر کو بھی لعنت میں گرفتار کرے

اے هنده تو مردوں کے درمیان ناچتی ہوئي میدان احد میں ائي حالانکہ تو اونٹ پر ہو دج میں سوار تھی وہ ایسا سخت اونٹ تھا کہ تازیانہ اور شور فریاد سے بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلتا تھا۔

اپنے باپ اور بیٹے کے انتقام میں ،جو جنگ بدر میں قتل کئے گئے، تو میدان جنگ میں چلی ائي ،اور اپنے چچا کے انتقام میں جو اسی جنگ میں برہنہ خاك خون میں اغشتہ پڑا ہو ا تھا

اور اسی طرح تو اپنے بھا ئي کے انتقام میں ،جو ایك گڑھے میں چند مقتولوں کے ساتھ پڑا ہوا تھا۔

ہاں ۔اپنے ان کرتوتوں کو تونے فراموش کر دیا، جو تجھ سے سرزد ہوئے تجھ پر افسوس ہے یہ ایسی کمینی حرکت تھی کہ زمانہ ہمیشہ یا د رکھے گا۔

اخر کار تو ذلّت کے ساتھ واپس ہوئي پھر تو اپنا انتقام بھی نہ لے سکی اور کامیابی بھی نہ پاسکي ۔

دائیوں‌نے کہا ہے کہ، هند ہ نے زنا سے ایك معمولی بچہ پیدا کیا ہے حسّان کے دوسرے اشعار بھی قافیہ دال میں ہیں ،جو ان کے دیوان میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

یہ بچہ بطحا کی سر زمین کے ایك گوشے میں پڑاہے

یہ کس کا بچہ ہے ؟

یہ بچہ جو زمین پر پڑا ہے جسے جھولا بھی میسّر نہیں

اسکو ایك جوان اور خوبصور ت عورت نے جنم دیا ہے

وہ صبح سویرے روتی گاتی ہوئي اپنے عاشق صباح کے پا س گئي

ہاں ۔اے ھندہ تو کس قدر غصہ میں بھر گئي ہے ،کو ئي محترم عورت جب بھی اپنے کو معطر کرنا چاہے تو ملك ھند کا بہترین عطر استعمال کرے۔

یہ بچہ اپنی ماں ھندہ سے کتنی مشابہت رکھتا ہے

لیکن اپنے سیاہ فام باپ صباح سے زیادہ مشابہ ہے

اس کمینی عورت کی ہمیشہ سے سر کشی اور طغیان کی عادت تھي

وہ دانت سے ہڈّی چباتی رہتی تھی

اپنے ہجو امیز شعر میں حسان نے اسطرح توصیف کی ہے ،

یہ بچہ جو صحرا میں پڑا ہو ا ہے کس کا ہے ؟

یہ اجیاد کے ریگزاروں میں زمین پر ڈھیر ہے

اسے درد زہ لاحق ہو ا پھر اس نے بچہ پیدا کر دیا

حالانکہ اسکی کو ئي قابلہ نہیں تھي

صرف صحرا کے درندے تھے اور جنات

وہ بن باپ کے بچوں کے درمیان بیابان میں پڑے ہیں

انہیں میں ایك بچہ ہے جو اپنی ماں سے زیادہ مشابہ ہے

وہ عورت ولادت کی تکلیف سے کمزور اواز میںکہہ رہی تھی

اے کاش ۔میں اونٹ چراتی رہتی اور اج اس حالت سے دوچار نہ ہوتی ،اس

بچے کو زمین پر ڈال کر یوں ہی چھوڑ دیا، حالانکہ اسکی قابلہ اور باپ دونوں قبیلہ کے سردار تھے۔

مشہور سیرت نگارابن ھشام نے تیس۳۰ سے زیادہ قصیدے جنگ بدر کے بارے میں لکھے ہیں، اور انہیں تاریخوںمیں نقل کیا گیا ہے ،ان قصیدوں میں ھندہ اور ابو سفیان کی ہجو کی گئي ہے۔(۱(

جنگ خندق میں ابو سفیان کی قیادت

چوتھی صدی ہجری کے ماہ شعبان میں رسول خدا(ص) نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سر زمین بدر پر کوچ کیا کیونکہ اپ نے مشرکین سے قبل ازیں ایساہی عہد کیا تھا ادہر ابوسفےان بھی مکہ والوں کے ساتھ اپنے شہرسے باہر نکلا لےکن تھوڑا راستہ طے کر کے شرمندہ ہو کر واپس گیا ابو سفیان نے واپس ہوتے ہوئے قریش سے کہا:

اے گروہ قریش ۔یہ جنگ اسی سال تمہیں راس ائیگی جبکہ صحرا میںشادابی رہے ،لیکن کیاکیاجائے کہ ہم لوگ اس سال خشك سالی میں گرفتار ہیں ،ہم تو واپس جاتے ہیںتم بھی واپس جاو۔

سبھی ا س کی پیروی کرتے ہوئے واپس ہو گئےیہ سوچ کر کہ دوسری جنگ کیسے برپاکی جائے، کچھ زمانہ بیت گیا اور پانچویں صدی ہجری اگئي ،اس سال قبیلہ قریش نے ابو سفیان کی قیا دت میں بہت زیادہ جوش وخروش کامظاہرہ کیا بہت سے گروہ اس کے گرد جمع ہوگئے جو قریش کے حلیف تھے یہودی اور قریش ابو سفیان کی رہبری میں تھے ا س طرح ایك بہت بڑا لشکر تیار ہو گیا اور ان سب نے عہد کیا تھا کہ اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھیکاجائے ،مسلمانوںنے باہم مشورہ کیااور سلمان فارسی کی رائے کے مطابق جو ایران کے داناتھے رسول(ص) اسلام نے حکم دیا کہ مدینہ کے گرد ایك خندق کھودی جائے بہت سے لوگ مدینہ میں پہنچ گئے ،اور اس طرح دفاعی خندق کھودی گئي ساراشہر، دشمن کا سامنا کرنے کے لئے تیار تھا

۔۱سیرہ ابن ھشام ج۳ ص ٦٦٧

ابوسفیان اور ا س کی فوج نے مدینہ کا ایك مہینہ تك محاصرہ کیا لیکن خندق

کی وجہ سے ان کی عقل گنگ ہو گئیں اس درمیان دو ایك جھڑ پیں ہوئي کبھی کبھی دشمنوں کا کوئي بہادر سپاہی خندق عبور کر جاتا تھا تاکہ مسلمانو ں کی صف کے قریب پہنچ جائے انھیں‌میں سے ایك شخص عمرو ابن عبدود تھا جو عرب کامشہور جنگجو سمجھاجاتا تھااسنے خندق کے پاس اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور اسلامی فوج کے سامنے اکے جم گیا ، وہ رجز پڑھ کر مسلمانوں کو مقابلہ کی دعوت دے رہا تھا_

سبھی موت کے ڈرسے بولنے یااگے بڑھنے کی جرا ت نہیں کر رہے تھے اخر کار امیر المومنین(ع) کے سواا س کاسامنا کرنے کی کسی کو جرا ت نہ ہوئي امام (ع) نے عمر و ابن عبدود کوایك ہی جھڑپ میں اپنی خدائي طاقت سے اسے قتل کر ڈالا_

چونکہ عمر و قتل کر دیاگیا تھا ،دوسرے یہ کہ محاصرہ کا کوئي نتیجہ نہیں‌نکل رہا تھاکیونکہ رسول(ص) اکرم نے اس سلسلے میں خاص تدبیر اپنائي تھی اس سبب سے یہودیوں نے جنگ سے علحدگی اختیار کرلی اس درمیان بہت تیز ٹھنڈی ہو ا بھی چلنے لگی یہاں‌تك کہ قریش اور ان کے مددگار وں کے خیمے اکھڑ گئے اگ ٹھنڈی ہو گئي گھوڑے اور اونٹ صحراکی طرف بگٹٹ بھاگ گئے اب تو سارے لشکر کا تیا پانچہ ہو گیا_

ابوسفیان اس صور ت حال سے بہت زیادہ گھبرا گیا سرداران لشکر کو مشورے کے لئے بلا کر کہا کہ اے قریش تمہارے خدا کی قسم تم ایسی سر زمین پر ہو کہ زندگی محال ہے تمہارے گھوڑے اور اونٹ ختم ہو گئے بنی قریظہ کے حلیف جو ہمارے حلیف تھے انھوں نے بھی منھ موڑ لیااب تو ناگوارصورت حال پیش اگئي ہے ،تم بدلی ہوئي ٹھنڈی ہوادیکھ ہی رہے ہو ہم سخت پریشانی میں مبتلاہیں‌ہماری اگ بھی ٹھنڈی ہو چکی ہے خیمے بھی اکھڑ چکے ہیں‌اس لئے میں مصلحت اسی میں دیکھ رہاہوں کہ ہم لوگ یہاں سے کوچ کر جائیں یہاں سے کوچ کرو ہم بھی چلنے پر امادہ ہیں اسی اندھیری رات میں قریش اور اس کے حلیفوں کا لشکر مکہ کی راہ پر چل پڑا(۱) ،ابوسفیان گھبراہٹ میں بھاگنے پر ا س قدر امادہ تھا کہ ا س نے اونٹ کے بند بھی نہیں کھولے وہ بھاگنے کی جلدی میں تھا_

_۱سیرہ ابن ھشام ج۳ ص ۷۱۵

ا س طرح عظیم جنگ خندق یاجنگ احزاب ابو سفیان کی تمام کوششوں کے باوجود بے نتیجہ رہی اور مشرکوں کا زبر دست لشکر اپنی عددی زیادتی کے باوجود دین خداکو کوئي نقصان نہ پہنچا سکا _

کمزوری کااحساس اور صلح کی پیش کش

اسلام مخالف گروہوںکی کمزوری اورا ن کی جمیعت کاتتر بتر ہونا اسلام کی عزت وشوکت کے بڑھانے میں معاون ہوا اور اب مسلمان جزیرۃ العرب میں ایك جانی پہچانی طاقت سمجھے جانے لگے مسلمانوں کی تعداد اور ا ن کی اقتصادی اور حکومتی طاقت روز بروز بڑھتی گئي_

ہجرت کے ساتویںسال رسول(ص) اکرم نے لگ بھگ ڈیڑھ ہزار اصحاب کے ساتھ زیارت خانہ کعبہ کے لئے مکہ کوچ فرمایا سر زمین مکہ پر مسلمانوںکاداخلہ قریش کے لئے سخت ناگوار تھا کیونکہ مسلمانوں کو مراسم حج میںشامل کرنے کا مطلب یہ تھا کہ اسلام کی طاقت کو تسلیم کر لیں،ا س لئے انھوں نے مکہ میں داخلے سے روکا ،رسول (ص) اکرم نے بھی بڑے ٹھنڈے دل کے ساتھ عدم تعرض کے ایك معاھدے پر امادگی ظاہر کی اور مسلمانوں کو واپس چلنے کا حکم دیا ،یہ معاھدہ اگر چہ بظاہر مکہ والوں کے حق میں تھا اسی لئے بعض ظاہر پرستوں نے اعتراض بھی کیا لیکن ا س طرح مشرکین نے نادانستہ طور پر یہ معاھدہ تسلیم کرکے اسلامی طاقت کو عربستان میں قبول کر لیا اور یہ بات پورے طور سے اسلام کے حق میںتھی ،اس معاھدے کی رو سے رسول(ص) اسلام اپنے دوسرے دشمنوں کا سر کچل سکتے تھے جیسا کہ جنگ خیبر اسی وجہ سے واقع ہوئي اور مسلمانوں کو یہ موقع مل سکاکہ وہ اپنے مخالفوں کو جڑ سے اکھاڑ پھیکیں اور یہودیوںکی ریشہ دوانیوںکا سدّ باب کر سکیں_

اس وقت صحرائے عرب میں قریش کے علاوہ اسلام کا کوئي بڑادشمن نہیں تھا ،وہ بھی اس معاھدے کی وجہ سے اسلام کے خلاف کو ئي خطرناك اقدام نہیںکر سکتے تھے ا س طرح اسلام نے تیز رفتاری کے ساتھ سارے عرب کو اپنے قبضہ میں کرلیا_

صلح حدیبیہ کے بعد ایك سال بھی نہ گزراتھاکہ صلح نامہ کی ایك شرط مشرکین مکہ نے توڑ دی_

اب رسول(ص) اسلام نے مصمم ارادہ کر لیاکہ اس جاہلیت اور کفر کا اخری

قلعہ بھی ڈھا دیاجائے فتح مکہ نزدیك

تھا ،ابو سفیان نے روزافزون ناقابل شکست اسلامی طاقت کو سمجھ لیا تھا اس لئے وہ تجدید پیمان کے لئے مدینہ ایا لیکن رسول خدا(ص) نے اس دیرینہ دشمن اسلام کو جو انتہائي خوفزدہ ہو نے کی وجہ سے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کررہا تھا قبول نہیں فرمایا:

دوسرے دن ابو سفیان امیرالمومنین (ع) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا ،اے ابو الحسن، میںسخت ذہنی کشائشے کا شکار ہوں میری نجات کی راہ بتایئے

امام (ع) نے فرمایا خدا کی قسم میں تیری نجات کا کوئي راستہ نہیں جانتا ،لیکن تو قریش کاچودھری اور ان کا ہم پیمان ہے خودہی اٹھکر جا اور لوگوں سے معاھدے کر اور پھر اپنی سر زمین پر واپس جا_

ابو سفیان نے پوچھا، کیااپ کے خیال میں اس سے مجھے کوئي فائدہ پہنچے گا_

امام (ع) نے فرمایا _نہیں _لیکن اس کے سوا دوسراکوئي راستہ بھی نہیں ابو سفیان وہاں سے اٹھکر مسجد میں ایا اور پھر وہاں مسلمانوں کے درمیان چلّایا_

اے لوگو _میں تم لوگوں سے عدم تعرض و مسالمت کا معاھدہ کرتا ہوں پھر وہ وہاں سے باہر نکلا اور اپنی سواری پر بیٹھکر مکہ کی طرف چلا گیا _(۱(

_۱سیرہ ابن ھشام ج٤ ص ٧٥٤

مکہ فتح ہو گیا

ابوسفیان اس زمانے میں _یعنی جب جاہلیت اخری سانس لے رہی تھی یہ شخص مشرکین کا ایك زبر دست فوجی افسر سمجھا جاتا تھا وہ صرف یہی نہیں کہ قریش کی قیادت کر رہاتھا بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمام قبائل بنی کنانہ قریش اور اس کے حلیفوں نے ا س کے ریاست و بزرگی کو مان لیا تھا وہ انھیں

مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارتا تھا اور جنگی کاروائي کے نقشے بھی مرتّب کرتا تھا یاپسپائي کی صورت میں پیچھے ہٹنے یاصلح کرنے کا بھی مجاز تھا_جنگ بدر میں سرداران قریش کے قتل ہو جانے کے بعد تمام ریاست و قیادت اسی کے ہاتھ میں تھی_

یہ بزرگی ایسی مستقل تھی کہ جس وقت مجاہدین اسلام نے مکہ میں قدم رکھا اور اس شہر کو قریش کے چنگل سے

ازاد کرایااسی دن سے ابو سفیان کی قیادت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئي اور رسول(ص) اکرم کے اختیار میں اگئي جس طرح کے عرب کے بے شمار بت رسو ل(ص) ا کرم کے حکم کے مطابق امیرالمومنین(ع) کے ہاتھ سے ٹوٹ پھوٹ کر ستیاناس ہو گئے_

جس وقت پیغمبر(ص) اسلام دس ہزار مجاہدوں کے ساتھ پرچم توحید کے سایہ میں مکہ کے قریب پہنچے تو انحضرت(ص) کے چچا عباس اپنے مخصوص اونٹ پر سوار اگے تھے تاکہ کوئي مل جائے تو اسے پیغامبر کے عنوان سے مکہ والوں کے پاس بھیجا جائے انھیں خطرہ بھی تھا اس لئے وہ چاہ رہے تھے کہ کسی کو رسول(ص) اکرم کے پا س بھیج کر انحضرت(ص) سے امان کی درخواست کریں عباس نے راستہ میںتین بزرگان قریش سے ملاقات کی ابو سفیان بھی انھیں میں تھا یہ شہر سے نکل چکے تھے تا کہ حالات اور خطرات کو معلوم کرکے ا س کا تدارك کر سکیں عباس نے ابو سفیان سے کہا خداکی قسم اگر مسلمان تجھے پا گئے تو یقینی طورپر قتل کر دینگے ،ا س کے بعد عباس نے اسے رسول(ص) اکرم کے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور سیدھے پیغمبر(ص) اسلام کی خدمت میں ائے جیسے تیسے راستہ طے ہو گیا جس وقت ابو سفیان نے رسول(ص) اکرم کے خیمہ میں پہونچ کرسلام کیا انحضرت(ص) نے فرمایا:

اے ابو سفیان تجھ پر افسوس ہے کیا ابھی وقت نہیں ایا ہے کہ تو سمجھ سکے اور مان لے کہ خدائے واحد کے سوا کوئي خدا نہیں_

ابو سفیان نے عرض کیا ،میرے ماںباپ اپ پر قربان ،اپ کتنے حلیم اور با عظمت ہیں ، کس قدر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ ء رحمی کرنے والے ہیں ،خدا کی قسم میں سوچتا ہوں کی اگر اللہ کے سواکوئي خدا ہوتا تو ضرور مجھے

فائدہ پہنچاتا_

رسول(ص) خدا نے فرمایا:اے ابو سفیان تجھ پر افسوس ہے ،کیا وقت نہیں ایا ہے کہ سمجھ سکے میں خدا کارسول ہوں_

اس نے عرض کی ،میرے ماں باپ قربان ،ا پ کتنے عظیم و حلیم ہیں ،اور رشتہ داروں کے ساتھ مہر بانی کر نے والے ہیں مجھے اس مسئلہ میں کچھ شك اور تردد ہے_

عباس نے خطرے کا احساس کر لیا تھا ،وہ دھاڑے _اے ابو سفیان تجھ پر افسوس ہے اسلام قبول کرلے اپنے کوموت کے چنگل میں مت ڈال_

٣٠

ابو سفیان نے اسی لمحہ خوف اور مجبوری کے عالم میں کلمہ شہادتین زبا ن پر جاری کیا اور بظا ہر اسلام لے ایا _(١ (

جیسے ہی ابو سفیان نے اسلام قبول کیا عباس نے انحضرت (ص) سے ابو سفیان کے بارے میں امتیازی سلوك کی درخواست کی ،یعنی یہ اعلا ن کر دیا جائے کہ جو بھی ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسکو امان ہے_

انھوں نے عرض کیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ افتخار و شہرت کو پسند کرتا ہے لہذا ا س کی دلجوئي کے لئے یہ اعلان ضروری ہے ، پیغمبر(ص) اسلام نے اعلی ظرفی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اپنے سخت ترین دشمن دیرینہ کو جوبظا ہر اسلام لاچکا تھا امن کاگھر قرار دیتے ہوئے اعلان کیا ، ہاں _جو شخص بھی ابو سفیان کے گھر میں پناہ لےلے وہ امن میں ہے ،اور جوشخص اپنا گھر بند کر کے رہے وہ بھی امن میں ہے ،جو شخص خانہ خدا میں پہنچ جائے وہ امان میں ہے ،اور جو شخص بھی ہتھیار ڈال دے وہ ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ ہے_

اسلامی لشکر نے اپنے اطراف گاہ سے کوچ کیا تاکہ مکہ کااخری فاصلہ طے کیا جاسکے ،اور شرك کے مرکز کو توحید پرستی میں تبدیل کیا جاسکے_

رسول(ص) اکرم کا حکم بجالایا گیا تمام مسلمانوں کے قبائل اور گروہ جنگی اسلحے سے اراستہ ہو کر عبو ر کر رہے تھے ،جب بھی کوئي قبیلہ گزرتا تھا ،تو ابو سفیان عباس سے پوچھتاتھا کہ یہ کون ساقبیلہ ہے _عباس نے مثلاً کہا کہ یہ

قبیلہ بنی سلیم ہے_

تو ابو سفیان انتہائي تھکے تھکے لہجے میں کہتا تھا ،مجھے قبیلہ بنی سلیم سے کیا سروکار ؟ یعنی بنی سلیم کا قبیلہ مجھ سے جنگ کے لئے کیوں ایا ہے ،مجھے تو ان سے کوئي اختلاف نہیںتھا_

تمام قبائل اسی طرح گزرتے رہے یہاں تك کہ رسول خدا(ص) مہاجرین و انصار کے ساتھ یعنی اپنے خاص اصحاب کے ساتھ ا س کے سامنے سے گذرے ان مجاہدوں کے تمام بدن فولاد سے ڈھکے ہوئے تھے صرف انکھیں کھلی ہوئي تھیں _

ابوسفیان نے پوچھا _یہ کون لوگ ہیں ؟

عباس نے جواب دیا ،یہ خدا کے رسول(ص) ہیں مہاجرین و انصار کے درمیان

ابو سفیان نے کہا _کہ کسی کو بھی اس لشکر سے جنگ کرنے کی طاقت نہیںہے تمہارے بھتیجے نے تو بہت

_١اگے کے صفحات میں ہم بیان کرینگے کہ ابو سفیان نے ظاہری طور پر اسلام قبول کیا تھا اور اس کے دل میں کفر چھپا ہوا تھا

عظیم بادشاہی قائم کر لی ہے_

عباس نے کہا :اے ابو سفیان یہ خداکی جانب سے نبوت و رسالت ہے یہ بادشاہی نہیں ہے_

ابو سفیان نے کہا _ ہاں ایسا ہی ہے

اس وقت عباس نے ابو سفیان کو اس کے حال پر چھوڑ دیا اور خود لشکر میں شامل ہو گئے_

ابو سفیان نے بھی ،جس قدر جلد ہو سکا اپنے کو مکہ میں پہنچایا اور تیزی سے مسجد الحرام میں پہنچ کر اواز دی_

اے قریش _ یہ محمد (ص) ہیں کہ جن کے اصحاب بے شمار ہیں یہ تمہاری طرف ارہے ہیں اگاہ ہو جاو کے جوبھی ابو سفیان کے گھر میںداخل ہو جائے

گااسے امن مل جائے گا_

اس وقت ابو سفیان کی زوجہ هندہ اپنی جگہ سے اٹھی _ ا س نے اپنا ہاتھ اور چہرہ چھپا رکھا تھا زور سے چلّائي ،اس گوشت کے لوتھڑے کو قتل کر ڈالو ،ناس جائے تیرے جیسے خاندان کا_

ابو سفیان نے اپنی زوجہ کی بات پر توجہ نہیں دی ،دوبارہ کہا _یہ عورت تمہیں فریب نہیں دے انحضرت (ص) ايك لاتعدادفوج کے ساتھ تمہاری طرف ارہے ہیں،جوبھی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائیگااسے امن مل جائیگا ،لوگ چلاّنے لگے خداتجھے قتل کرے تیرے گھر میں ہم سب کے سب کیسے سماسکتے ہیں ؟ ابو سفیان نے کہا کہ ،جو شخص بھی اپنا گھر بند کر لے وہ امان میں ہے ، جو شخص مسجدالحرام میں داخل ہو جائے وہ بھی امن پائیگا ،لوگ مسجدالحرام کی طرف جانے لگے ،ذرادیر گزری تھی کہ رسول اکرم(ص) (ان پر اور ان کے خاندان پر صلوات) اسلحوںسے لیس فوج کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور تیزی سے خانہ کعبہ کے پاس پہنچ گئے ،اپ خانہ کعبہ کے دروازہ کے پاس کھڑ ے ہوئے اور ايك طویل تقریر کی ،اخر میں اپ نے قریش کو مخاطب کرکے فرمایا: تمہیں سوچو کہ میں تمہارے بارے میںکیا کروں گا_

سب نے کہا کہ ہمیں اپ سے بھلائي ہی کی امید ہے ،اپ عظیم بھائي اور عظیم بھائي کے بیٹے ہیں_

اپ نے فرمایا_"اذھبو فانتم الطلقاء .... " جاو کہ تم سب ازاد ہو(١_(

_١سیرہ ابن هشام ج٤ ص ٨٧٠ ، طبری ج٣ ص ٦١

وہ دن ايك روشن ودرخشاں اور عمیق اعلی ظرفی کے دن کی طرح گذر گیا ،رسول اکرم) ص) نے اپنے اول درجہ کے دشمنوں کو جنھوں نے سالہاسال تك اپ اور اپ کے اصحاب کو برا بھلاکہا تھا شکنجہ وازار دیا تھا یہاں تك کہ انھیں قتل کیا تھا ،سالہاسال تك اپ سے ہر طرح جنگ کی تھی اپ نے ان سبکو بخش دیااور یہ بخشش بھر پور طاقت وقوت کے بعد تھی_

البتہ یہ اعلی ظرفی سے بھر پور بخشش چند سال کے بعد اپنی شکل وصورت بدل چکی تھی طلقاء کالفظ قریش اور ان کے بچوں کے لئے شرمناك دھبہ

بن گیا تھا ،یعنی یہ لوگ ازاد کئے گئے ہیں ،یہ لوگ فتح مکہ کے دن ازاد کئے گئے تھے پھر تو بعد میں انھیں اسی لفظ طلقاء سے مذمت کی جانے لگی_

۳۳

ابو سفیان اسلامی معاشرے میں

رسول اسلام(ص) نے تقریر کرنے کے بعد خانہء کعبہ کاطواف کیا ،ابو سفیان وہیں ایك گوشہ میں کھڑا طواف کعبہ کے منظر کو بغور دیکھ رہا تھا ،جب ا س نے مشاہدہ کیا کہ مسلمان کس قدرجوش و خروش کے ساتھ رسول خدا(ص) کے پیچھے خانہ خداکے گرد طواف اور گردش کر رہے ہیں تو تیزی سے اسکے دل میں یہ خیال گزراکہ کیا اچھا ہو کہ میں دوبارہ لوگوں کو محمد (ص) کے خلاف بھڑکا دوں_

رسول اکرم (ص) نے ا س کی طرف رخ کرکے اسکے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اس دن اللہ تجھے ذلیل وخوار کرے گا_

ابو سفیان نے کہا _میں خدا سے رجوع کرتا ہوں اور اسکی مغفرت کاطلبگار ہوں ،اور میں نے تو صرف سوچا ہی تھا ؟

دوبارہ ا س نے دل میں کہا کہ میں نہیں جانتا محمد (ص) کس وجہ سے مجھ پرفتح پا گئے_

رسول (ص) اسلام نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا: خدا کی طاقت سے میں تجھ پر فتحمند وکامران ہوا اس وقت ابو سفیان نے مجبور ہو کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اپ خدا کے رسول ہیں (۱(

فتح مکہ کے بعد رسول(ص) اکرم حنین کی طرف روانہ ہوگئے ،تاکہ ہوازن سے جنگ کر سکیں اپکے ہمراہ کچھ قریش کے افراد بھی تھے_

مشہور مورخ مقریزی لکھتا ہے:

مکہ کہ وہ لوگ جو ظاہری طور پر مسلمان ہوئے تھے انحضرت(ص) کے ساتھ حنین گئے وہ اس انتظار میں تھے کہ دونوں گروہوں میں سے کون کامیاب ہوتا ہے تاکہ اسکے ساتھ مخالف گروہ کامال غنیم لوٹ سکیں ان میں ایك ابو سفیان بن حرب تھاجو اپنے فرزند معاویہ کو بھی ساتھ لے گیا تھا یہ دونوں اپنے ہمراہ اپنے

ترکش میںازلام بھی لائے تھے _

ابوسفیان لشکر اسلام کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا ،جوکچھ بھی لشکر والوں کاسامان زمین پر گرتا تھا_

جیسے ڈھال یانیزہ یاکوئي دوسری چیز اسے زمین سے اٹھا لیتاتھا ،یہاں تك کہ اسکا اونٹ ناقابل برداشت بوجھ سے بھر گیا (۲(

_۱تہذیب ابن عساکر ج٦ ص ٤٠٤ ، اصابہ ج۲ ص ۱۷۲ ،مطبوعہ مصر ۱۳۵۸شمسی
_۲متاع الاسماع ص ٤٠۵ مطبوعہ مصر

واقدی کہتا ہے کہ حنین وہ جگہ ہے جو مکہ سے تین شبانہ روز کے فاصلہ پر واقع ہے(۱)

اس سر زمین پر اعراب عدنانی سے ایك طاقتور قبیلہ زندگی گزار رہاتھا جوبنام)ہوازن) مشہور تھے (۲(

لشکر اسلام اپنی تمام طاقتوں کے باوجود اغاز جنگ میں ہوازن کے مد مقابل زیادہ کامیاب نظر نہیں ایا_کیونکہ مسلمان تنگ راستوں سے اگے بڑہے تو ناگہانی حملہ کاشکار ہو گئے اور لشکر میں بھگدڑ مچ گئي ،پیغمبر(ص) اسلام کے پاس معدودے چند مسلمانوںکے کوئي باقی نہ رہا جن میں ایك امیرالمومنین (ع) اور دوسرے عباس بن عبد المطلب ثابت قدم رہے (۳(

اس ہنگامی حالات میں چند بزرگان قریش جو تازہ مسلمان ہوئے تھے انہوں نے اپنی زبان پر ان کلمات کو جاری کیا کہ جسکو ابن ہشام نے اپنی تاریخ میں یوں ذکر کیاہے ،وہ لکھتا ہے جب مسلمانوں نے فرار اختیار کیا تو وہ لوگ جو مکہ سے انحضرت (ص) کے ساتھ ہوئے تھے جب انہوں نے اس منظر کو دیکھا تو اپنے کینہ دیرینہ کو اشکار کر دیا جیسے ابو سفیان نے کہاتھا "لاتنتھی ھزیمتھم دون البحر" ابھی کیاہے یہ لوگ شکست کھاکر سمندر تك بھاگیں گے_

یہ اس وقت بھی جاہلیت وکفر کی علامت ازلام کو ساتھ میں رکھتا تھا ،ازلام لکڑی کاایك تیر تھا جو کفار قریش خاص مو قعو ں پر فال نکالنے کے کام میںلاتے تھے ،حالا نکہ یہ خود جاہلیت عرب اور بت پرستی کی کھلی ہوئي نشانی ہے_

قران کریم نے اصنام جاہلی کے ساتھ ساتھ اسکی بھی بڑی مذمت کی ہے (٤)

ايك دوسرے سردار قریش نے کہا _ ہاں اب جادو اور سحر ٹوٹ گیا_

فرمان رسول (ص) اور فریاد عباس نے مسلمانوں کو جو دشمن کے ناگہانی حملہ سے بھاگ گئے تھے واپس بلا لیا ،اور دشمن پر حملہ اور ہوئے زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ دشمن اسلام کو منھ کی کھانی پڑی اور اسلام کو شاندار فتح حاصل ہوئي_

اس جنگ میں جو کچھ مال غنیمت حاصل ہو ا تھا ا س کا زیادہ تر حصہ ان تازہ مسلمانوں پر تقسیم کیاگیاکیونکہ قران کے مطابق یہ لوگ مولفتہ القلوبھم سمجھے جاتے تھے ،خداو رسول (ص) کانقطہ نظر یہ تھا کہ انھیں مادی فائدے

_١معجم البلدان ج٢ ص ٣١٣ مطبوعہ بیروت
٢جمهرة انساب العرب ص ٢٥٤ ٢٥٢ مطبوعہ مصر
_٣المغازی ج٣ ص ٣٠٠ ، یعقوبی ج٢ ص ٤٧ ، انساب الاشراف ج١ ص ٣٦٥
_٤سورہ توبہ ، سورہ مائدہ ایت ٩٠

پہنچاکر دین خداکی طرف سے انکا دل نرم کیا جائے ،اسی غرض سے ان سبھی تازہ مسلمانوں کو سو اونٹ بخشے گئے ،ابو سفیان و معاویہ نے بھی ١٠٠ _ ١٠٠ _ اونٹ لئے اور کچھ زیادہ مقدار میں چاندی بھی لی ،ابو سفیان نے رسول(ص) اکرم کایہ سلوك دیکھ کر کہا ،خداکی قسم میرے ماںباپ اپ پر فدا ہو جائیں اپ ایك عالی ظرف انسان ہیں جسوقت میںنے اپ سے جنگ کی اپ بہترین جنگ جو تھے اور جب اپ سے صلح کی ہے تو اپ بہترین صلح کرنے والے ہیں قبیلہ انصار جن کو مال غنیمت کم دیا گیاتھاانھوں نے اپنے دل میں خیال کیاکہ انحضرت (ص) نے اپنے قوم وقبیلہ والوں سے ترجیحی سلوك کیا ہے_

پیامبر(ص) اکرم نے انصار کو طلب کیااور اپنی تقریر میں ارشاد فرمایاکہ ہر گز ایسا نہیں ہے جس طر ح سے تم لوگ اس مسئلہ کو سوچ رہے ہو ،میں نے ان لوگوں سے یہ برتاو محض اس لئے کیاہے تا کہ وہ ثابت قدم رہیںاور بدد ل ہو کر اسلام سے برگشتہ نہ ہوجائیں،لیکن تمہارے لئے(انصار) اسلام وایمان کو ساتھ قرار دیا ہے (١(

فتح مکہ کے بعد ابو سفیان نے ظاہری طور سے اسلام قبول کر لیاتھاوہ مسلمانوں کے گروہ میں بھی شامل ہو گیا تھا ،لیکن مسلمانوں نے اسکی گزشتہ کی زیادتیوںاور اسلام دشمنی کو کسی بھی لمحہ فراموش نہیں کیایہی وجہ تھی جو معاشرہ اسلامی نے اس پر لطف و مہر بانی کی نگاہ نہیں ڈالی (٢(

اہلسنت کے عظیم محدث مسلم بن حجاج اپنی کتاب صحیح مسلم میں مسلمانوں کے سلوك کو ان الفاظ میںبیان کرتے ہیں_

ایك دن ابو سفیان کچھ پاکباز مسلمانوں کے درمیا ن سے گزرا جیسے سلمان ، بلال ، صھیب یہ حضرات اپس میں باتیں کر رہے تھے جب ان لوگوں کی نظر ابو سفیان پر پڑی تو کہا

اس دشمن خداکو اللہ کی تلواروںنے ابھی تك کیفرکردار تك نہیں پہو نچایا ،یہ بات جب ابو بکر نے ان لوگوں سے سنی تو خفا ہو کر کہا ،کیاتم لوگ ایك بزرگ قریش کے بارے میں ایسی بات کرررہے ہو ،یہ بات کہہ کہ وہ اسلامی معاشرے کے نامناسب رد عمل کے خوف سے گھبر اتے اور دوڑ تے ہوئے رسول اکرم (ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے

_١سیرت ابن ہشام ج٤ ص ٩٣٥ ، طبری ج٣ ص ٩٤ المغازلی ج٣ ص ٩٥٦
_٢صحیح مسلم ج٧ ص ١٧١ مطبوعہ مصر

،اپ نے فرمایا :شاید تم نے ان لوگوں کو ناخوش کیا ہے اگر تم نے انہیں غضبناك کیا ہے تو یاد رکھو کہ تم نے اپنے پروردگار کو غضبناك کیا ہے ابو بکر نے جب رسول(ص (کی زبان سے ان کلمات کو سناتو تیزی سے مسلمان اور ان کے ساتھیوں کے پاس پلٹے اور معذرت کرتے ہوئے کہا :اے بھا ئیو_میںنے تم لوگوں کو ناخوش اور غضبناك کیاہے؟ سب نے کہا نہیں اللہ تمہیں بخشے اے بھائي (١(

مسلمانوں کی یہ نفرت رسول (ص) اکرم ہی کے زمانہ میں نہیں تھی بلکہ عام مسلمانوں کی ابو سفیان سے نفرت کایہی حال رہا قارئین ائندہ فصل میں ملاحظہ فرمائیں گے_

ابوسفیان شیخین کے زمانے میں

عظیم مورخ ابن عساکر دمشقی لکھتا ہے:

ایك دن ابو بکر نے اپنی حکومت کے زمانے میںابو سفیان کو بہت کچھ کہہ ڈالا، ان کے باپ ابو قحافہ نے کہا کہ اے ابو بکر ابو سفیان سے تم اسطرح باتیں کرتے ہو ؟

ابوبکر نے جواب دیا ،بابا ہاں ،خداوند عالم نے اسلام کی خاطر بلند خاندانوں کو پست کر دیاہے اور ہمارے خاندان ان میں ہیںجو پست تھے اب اسلام کی وجہ سے بلندہو گئے ہیں

جس زمانے میں عمر بن خطاب حج کے لئے مکہ ائے تو انھیں بتایا گیاکہ ابو سفیان نے ایك گھر بنایاہے اور اپنے گھر کے لئے ٹھیك راستے میں ایسی تعمیر کی ہے کہ پانی کابہاو شہر کولپیٹ میں لے سکے عمر نے ان شکو ہ کرنے والوں کے ساتھ ابو سفیان کے گھر کارخ کیا ،پھر حکم دیا کہ ابو سفیان ان پتھروں کو اپنی پشت پر لاد کر راستے سے ہٹائے_

اسکے بعد اپنے ہاتھ اسمان کی طرف بلند کر کے کہا :خداوندا ساری تعریف تیرے لئے مخصوص ہے کہ میں نے شہر مکہ میں بزرگ قریش ابو سفیان کوحکم دیا اور اس نے میری بات مان لی ہے_

_١صحیح مسلم ص ١٧٣ ، سیر اعلام انہلاء ج٢ ص ١٥

دوسرے مورخین نے بھی لکھا ہے کہ ایك دن خلیفہ دوم عمر مکہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے ، انھوں نے دیکھا کہ گلیوں میں گندگی ہے انھوں نے حکم دیا کہ جس شخص کے گھر کے سامنے گندگی ہے وہ خود صاف کرے ،کچھ دن بعد دیکھا کہ بعض جگہوں پر گندگی باقی ہے تو غصہ میں ابو سفیان کے سر پر تازیانے لگانے لگے ،ابو سفیان کے تازیانہ کھانے کی خبر ھندہ کو ملی تو اپنے جاہلی وراثت کابھر پور مظاہرہ کرتے ہوئے بولی ،اوعمر خد اکی قسم اگر دور جا ہلیت میں تم نے انھیں تازیانہ مارا ہوتاتو مکہ کی زمین لرز جاتی تمھارے پیروں تلے زمین کھسك جاتی عمر نے جواب دیا تونے سچ کہا لیکن کیاکیا جائے خداوندے عالم نے اسلام کی وجہ سے عزت دار گروہ کو ذلیل کر دیاہے اور ذلیل گروہ کو باوقار بنا دیاہے (١(

جیساکہ اپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اسلام نے ابو سفیان کو کسقدر ذلیل ورسواکیا اور دوسروں کو نعمت و عزت بخشی اس وجہ سے وہ مجبوراً اپنے دل کی گہرائیوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کینہ وعناد ہوتا رہا ،اسکایہ عناد مختلف اوقات میں اسکی باتوں سے ظاہر ہوتا رہا_

عبداللہ بن زبیرکابیان ہے کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ جنگ یرموك میں شریك تھا لیکن اتناکمسن تھاکہ جنگ نہیں کر سکتا تھا ،اثناء جنگ میں‌نے دیکھا کچھ لوگوں کو ایك پہاڑ کی چوٹی پر،جواس جنگ سے علحدہ تھے_

میں ا ن کے پاس گیاتو وہاں ابو سفیان تھا جو چند سرداران قریش کے ساتھ بیٹھاہو ا تھا ،یہ سب لوگ وہ تھے جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے تھے ،میں انکے درمیان بیٹھ گیاانھوں نے مجھے بچہ خیال کیا اس لئے سمجھ رہے تھے کہ میں انکی باتوں کو نہیں سمجھ سکوں گا ،وہ ازادانہ اپنی باتیں جاری رکھے ہوئے تھے ،کوئي بات چھپانہیں رہے تھے و ہ لو گ جب مسلمانوں کو پیچھے ہٹتا ہو ا دیکھتے تھے اور رومیوں کو اگے بڑھتا ہو اتو چلّاتے تھے _ہاں_ زندہ باد رومیوں

لیکن جب رومیوں کو پیچھے ہٹتاہو ا دیکھتے تھے اور اسلام کاغلبہ دیکھتے تھے تو افسوس کے ساتھ اواز دیتے تھے ہائے رومیوں تم پر افسوس ہے_

اخر خدا وند عالم نے رومیوں کو شکست دی اور وہ بھاگ گئے تو میں‌نے سارا واقعہ اپنے باپ زبیرسے

_١تہذیب ابن عساکر ج٦ ص ٤٠٧

بیان کیا ،انھوں‌نے ہنستے ہوئے کہا :خدا انھیں‌نیست نابود کرے یہ کبھی اپناکینہ وعناد ختم نہیں کریں‌گے کیاہم رومیوں‌سے بہتر نہیں‌ہیں ؟ (١(

ایك دوسری روایت میں یوں منقول ہے کہ جب رومی ،مسلمانوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کرتے تھے تو ابو سفیان کہتا تھا شاباش رومیوں ،لیکن جب مسلمان غالب اتے تھے توابوسفیان کہتا تھا ،ہائے بلند مرتبہ رومی ،اب بادشاہوں کاذکر بھی باقی نہیں رہے گا_

جس وقت اسلامی مجاہدوں کو مکمل فتح حاصل ہو گئي تو میں‌نے اس

داستان کو اپنے باپ سے بیان کیا ،انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مسلمانوں کے مختلف گروہ کے درمیان پھرایا_ ہر گروہ کے سامنے پہنچ کر کہتے تھے کہ اے بیٹے _ساری بات ان لوگوںسے بیان کرو_میں نے جو کچھ سناتھا ان سے بیان کر دیتا تھا _وہ سب لوگ ابوسفیان اور سرداران قریش کے نفاق اور دورنگی چال کو سنکر سخت تعجب کرتے تھے (٢(

ابوسفیان عثمان کے زمانے میں

ایك زمانہ گذر گیا _ عمر قتل کئے گئے اور عثمان خلیفہ ہو گئے ،ابو سفیان کو خلیفہ سے رشتہ داری کی بنا پر تازہ احترام حاصل ہو گیا ،اب گزشتہ تحقیر کی حالت بدل گئي تھی ،اسی زمانہ میں ایك دن ابو سفیان عثمان کی مجلس میں وارد ہوا اور کہنے لگا_

اے فرزندان امیہ اب خلافت قبیلہء بنی عدی و تیم سے نکل کر تمھارے چنگل میں اگئي ہے جس طرح بچّے گیند سے کھیلتے ہیں اسی طرح ا س کو اپنے درمیان گھماتے رہو، خداکی قسم نہ بہشت ہے نہ دوزخ (٣(

ایك دوسری روایت میں ہے کہ ابوسفیان نے کہا :اے بنی امیہ خلافت کو گیند کی طرح کھیلو اسکی قسم جسکی ابو سفیان کھاتا ہے ہمیں عرصے سے یہ ارزو تھی کہ خلافت تمہارے قبضہ میں اجائے اب اسے وراثت کے طور پر اپنے فرزندوںکو سونپے جانا، عثمان نے یہ بات سن کر ناپسندیدگی کا مظاہرہ کیا (٤(

_١طبری ج٤ ص ١٣٧ ، ابن اثیر ج٢ ص ٢٨٢ ، اصابہ ج٢ ص ١٧٢ ، تہذیب ابن عساکر ج٥ ص ٣٥٦
_٢اغانی ج ٦ ص ٣٥٦ ، استیعاب ص ٦٨٩ ، اسد الغابہ ج٥ ص ٢١٦
_٣اغانی ج ٦ ص ٣٥٦، استیعاب ص ٦٩٠
_٤مروج الذھب ج ٥ ص ١٦٦

ایك دوسری روایت میں ہے کہ جب ابو سفیان بوڑھاہو گیا اورانکھ بھی کھو بیٹھا تھا توایك دن عثمان کے پاس ایا اور بیٹھتے ہی کہنے لگا ،یہاں کوئي غیر شخص تو نہیں ہے جو میری بات دوسروں تك پہنچا دے عثمان نے کہانہیں ،ابوسفیان نے کہا ،یہ خلافت کامعاملہ دنیاوی معاملہ ہے اور یہ حکومت جاہلی عہدکی حکومت کی طرح ہے اس لئے تم ا س کے تمام عہدوں کو بنی امیہ کے حوالے کرو (١(

انھیںایام میں وہ ایك دن شہیداسلام حضرت حمزہ کی قبر پر پہنچااور اس عظیم شہید کی قبر پر ٹھوکر مار کر بولا، اے ابو عمارہ جس معاملہ میں کل ہم سے اور تم سے تلوار چلی تھی ، وہ اج ہمارے بچّوں کے ہاتھ میں ہے وہ اسے گیند کی طرح کھیل رہے ہیں (٢(

ا س سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان کے خلیفہ ہو جانے سے ابوسفیان کی ناپاك تمنّائیں پوری ہو گئیںجس ارزو کے لئے بڑے بڑے سرداران قریش قتل کئے گئے تھے لیکن مسلمانوں کی استقامت سے وہ ارزوپوری نہیں ہوئي تھی ا ب خلا فت عثمان میں وہ تمام ارزوئیںپوری کر دیں ابو سفیان خلافت عثمان کے زمانہ میں ٣١ھ یا٣٢ھ یا٣٤ھ میں مرگیالیکن اسکی زوجہ) ھند) خلافت عمر ہی کے زمانہ میںمر چکی تھی (٣(

١اغانی ج ٦ ص ٣٥٥ اگر خلافت عثمان کا گہرائي سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ ابو سفیان کا منحوس مشورہ سر بسر بنی امیہ کے ہاتھوں پورا ہوا معاویہ کے ہاتھ میں یہ موروثی حکومت ائي اور عثمان کے دور میں ساری سلطنت اسلامی پر امویوں کی حکمرانی تھي
_٢شرح نہج البلاغہ ج٢ ص ١٠٢
_٣اسد الغابہ ص ٥٦٣

)فصل دوم (

معاویہ رسول اسلام(ص) کے زمانے میں

معاویہ نے کفر واسلام کے درمیان ٹکراو میں کلیدی کردار اداکیا اور ایك لمحے کے لئے بھی سرداران کفّار سے دوری اختیار نہیں کی ،یہاں تك کہ اس دن بھی جب اسکے باپ) ابوسفیان) نے ظاہری اسلام قبول کیا تب ا س نے مذمت امیز اشعار میں اسکو مخاطب کیا

اے صحر _اسلام قبول مت کرناکیونکہ ہم لوگ رسوائي اور ذلت سے دوچار ہو جائینگے_

حالانکہ ہمارے رشتہ دار جنگ بدر میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے_

ہمارے ماموںچچا اور بھائي تینوں مارے گئے ،اپنے بھائي حنظلہ کی موت پر تو ہماری راتوں کی نینداچاٹ ہو گئي_

ايك لمحے كے لئے بھی اسلام كو قبول نہ كرناكيونكہ ہم ذليل ہو جائينگے

ا ن اونٹوں كی قسم جو راہ مكہ ميں رواں دواں ہے

موت اسان ہے دشمنوں كی ملامت سے

جويہ كہيں كہ حرب كے بيٹے ابوسفيان نے خوف ووحشت سے عزی بت سے منہ موڑ ليا ہے (۱(

معاويہ فتح مكہ كے بعد اپنے تمام لوگوں كے ساتھ جنھوں نے بظاہر اسلام قبول كيا تھا مولفة القلوب كے حصہ ميں جنگ حنين كے مال غنيمت سے _۱۰۰ _اونٹ اور كافی مقدار ميں چاندی حاصل كی تھی اسی سال كے اواخر ميں پيغمبر اسلام(ص) نے اپنی اعلی ظرفی كامظاہر ہ كركے اسے كاتبوں كی فہرست ميں شامل كر ديا (۲(

ايك دن اسی كتابت كی غرض سے عباس كو بلانے كے لئے بھيجا اور حكم دياكہ رسول(ص) اكرم تمھيں خط لكھنے كے لئے بلا رہے ہيں ،عباس نے د يكھا كہ كھاناكھا رہا ہے تو واپس جاكر رسول(ص) خداكو اگاہ كر ديا دوسری مرتبہ رسول (ص) خدانے

_۱شرح نہج البلاغہ ج۲ ص ۱۰۲ ، تذكرة الخواص ص ۱۱۵ ، جميرة الخطب ج۲ ص ۱۲
_۲تنبيہ الاشراف ص ۲۸۳

عباس كے فرزند كو بلانے كے لئے بھيجا ا س مرتبہ بھی وہ كھاناكھانے كی وجہ سے نہيں ايا،اپ نے تيسری مرتبہ بھيجاليكن معاويہ مسلسل كھاناكھاتے جارہاتھا تيسری بار بھی ابن عباس نے جب كھانے كی وجہ سے حكم رسول(ص) كو نظر انداز كرتے ديكھا تو ابن عباس كابيان ہے كہ رسول(ص) اسلام نے ا س پر لعنت فرمائي _ اور فرمايا :ميں اميدوار ہوں كہ اللہ اسكا كبھی پيٹ نہ بھرے (۱(

ا س كے بعد تو معاويہ اكثر كہتا تھا كہ دعائے رسول (ص) نے مجھے اپنی گرفت ميں لے ليا ہے اور ميرے حق ميں لعنت قبول ہو گئي، ا س لئے وہ روزانہ متعدد بار كھاناكھاتا تھا اور بہت زيادہ مقدار ميں كھاناكھاتا تھا پھربھی وہ بھوكھا ہی رہ جاتاتھا ،يہاں تك كہ معاويہ كی پر خوری ضرب المثل بن گئي تھی ،جوشخص بھی زيادہ كھاناكھاتاتھا تو لوگ اسے كہتے تھے كان فی احشائہ

معاويہ ا س کاپیٹ تو معاویہ کاخندق ہو گیا ہے_

اس مسئلہ سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ کاتب رسول (ص) ہونے کااکثر نے انکار کیاہو، معاویہ سابق قریش مکہ کارئیس تھا ،ابوسفیان کی بیوی سے سیادت ختم ہو گئي تھی وہ اسلامی معاشرے میںکوئي وقعت نہیں رکھتا تھا اور نہ کوئي اسکی طرف توجہ دیتاتھا،کیونکہ اولاً عوامل احترام جیسے علم وتقوی سے وہ خالی تھااور دوسرے مادی اور مالی لحاظ سے بھی وہ تہی دست تھاجولوگوں کی انکھیںخیرہ کرتی ہیں_

ايك دن کسی مہاجر عورت نے بارگاہ رسول خدا(ص) میںمعاویہ یاکسی دوسرے شخص سے شادی کی گزارش کي، رسول(ص) اکرم نے فرمایا :معاویہ مفلس ہے اسکے پاس دولت و ثروت نہیں(۲(

ائندہ جواس سے گناہ سر زد ہونے والے تھے وہ رسول(ص) اسلا م کی نگاہ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتے تھے اس لئے اپ نے مختلف موقعوں پر مسلمانوں کو اسکی مدداور نصرت سے روکا_

مندرجہ ذیل تاریخی نمو نوں کو دیکھا جاسکتا ہے ،ايك دن رسول خدا (ص) مدینہ سے نکل کر کسی سفر پر جارہے تھے_

اپ نے سماعت فرمایاکہ دو ادمی چلّارہے ہیں‌اور دونوں ايك دوسرے کے ساتھ یہ شعر پڑھ

_۱انساب الاشراف ص ۵۳۲ ، صحیح مسلم ج۸ ص ۲۷ ، شرح نہج البلاغہ ، مسند طیالسی ، ابن کثیر ج ۸ ص ۱۱۹
_۲صحیح مسلم ج٤ ص ۱۹۵ ، مسند طیالسی ، مسند ابن داو د، سنن ابن ماجہ

رہے ہیںکہ ہمارے ہمراہیوںاور دوستوںکی ہڈیاں اتنی ظاہر ہو چکی ہیںجنگ انکے دفن ہونے اور چھپ جانے سے مانع ہے_

رسول(ص) نے فرمایاکہ تلاش کرو اور دیکھوکہ یہ کون لوگ ہیں

لوگوں نے اکر بتایاکہ معاویہ اور عمر و عاص ہیں

رسول(ص) اکرم نے دونوںہاتھ بلند کر کے فرمایا :خدایا،ان دونوں کو فتنہ میں

ڈال د ے اور اتش جہنم میں جھونك دے (۱(

ایك دوسری حدیث میں ہے كہ رسول اسلام (ص) نے ان دونوں كو جنگ تبوك سے علحدہ دیكھا كہ اپس میںباتیں كرتے ہوئے جارہے ہیں ،اپ نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو كر فرمایاكہ جب بھی ان دونوں كو ایك دوسرے كے ساتھ دیكھو تو انھیںعلحدہ كر دو كیونكہ یہ دونوں (معاویہ وعمروعاص) كبھی خیر وصلاح پر متّفق نہیں ہونگے (۲(

تیسری حدیث میں ہے كہ انحضرت(ص) نے ا ن دونوں كو اكٹھا دیكھاتو بہت تیز و تند نگاہ ڈالي، دوسرے اور تیسرے روز بھی ایسا ہی اتفاق ایا روزانہ رسول(ص) اكرم كافی دیر تك ان پر تیز و تند نگاہ ڈالتے رہے ،تیسرے د ن فر مایاكہ جب بھی د یكھو كہ معاویہ اور عمرو عاص ایك ساتھ ہیںتو انھیںعلحدہ كر دو كیونكہ ان دونوں كی رفاقت كبھی خیر وصلاح پر نہیںہو سكتی ہے(۳(

ایك روز ابوسفیان سواری سے جارہاتھااور اسكے دونوں فرزند یزید و معاویہ ہمراہ چل رہے تھے ایك نے لجام تھام ركھی تھی اور دوسراپیچھے سے ہنكارہاتھا ـ

رسول اسلام(ص) نے جب اس حال میںدیكھاتو فرمایا

خدایا ـ اپنی لعنت اس سوار پرفرما ،اور اسكے ہانكنے والے پر بھی لعنت فرما اور اسكے كھیچنے والے پر بھی ان سبكو

ـ۱مسند احمد ج٤ ص ٤۲۱ ، صفین ، نصر بن مزاحم ، النصائح الكافیہ
ـ۲عقد الفرید
ـ۳صفین ـ نصر بن مزاحم

اپنی رحمت سے دور ركھ (۱ ـ(

یہ حوادث اور ا س طرح كے ارشادات رسول(ص) اكرم كتابوںمیںموجود ہیں ،اگر چہ ہم نے ان سب كاتذكرہ نہیں كیاہے ،ان تمام بے شمار نمونوںكو كتب تاریخ و حدیث سے ملاحظہ كرنے كے بعد معاویہ اور اسكے خاندان كی صحیح تصویر سمجھی جاسكتی ہےـ

معاويہ خلفاء كے زمانے ميں

وفات رسول (ص) كے بعد جب ابو بكر تخت خلافت پر ائے تو سب سے پہلے جس نے مخالفت كى وہ ذات ابوسفيان كى تھى ،وہ اس بات كو برداشت نہيں كر سكتا تھاكہ پست خاندان كے لوگ قريش كے سرداروں پر حكومت كريں ،قريش كے اہم قبيلہ بنى ہاشم اور بنى اميہ جودونوں ايك نسل اور عبد مناف كے فرزند تھے اور چچيرے بھائي تھے اس تخت خلافت سے كيوںدور رہيں ،يہى وجہ تھى كہ ابوسفيان پہلى فرصت ميںحضرت امير المومنين(ع) كى خدمت ميں اكر بولا_

اے ابولحسن _اپ اپناہاتھ بڑھايئےاكہ اپكى بيعت كروں_

حضرت اميرالمومنين(ع) _وہ اپنے ہر اقدام پر اپنے اسى قول كے سلسلے ميںتيار تھاكہ ميںاس فضا كو غبار الود ديكھ رہاہوںكہ سوائے خون كے كوئي چيز نہيں بٹھاسكتى ہے (٢(

ارباب سقيفہ، ابوسفيان اور اسكى قدرت سے بخوبى اشناتو تھے ہى لہذاانھوں نے اسے لالچ كے جال ميں جكڑ كر خاموش كر ديا_

عمر نے ابو بكر سے كہا :جوصدقات رسول(ص) كے زمانے ميںا س كے قبضہ ميںہيںاسى كے پاس رہنے دياجائے تاكہ ا س كے شر سے محفوظ رہيں (٣(

اس پر عمل ہو ا اور ابوسفيان نے بيعت كر كے انكى رياست و حكومت كو استحكام بخشا_

_١صفين _ طبرى _ شرح نہج البلاغہ _تذكرة الخواص
_٢طبرى ج٢ ص ٤٤٩
_٣عقد الفريد ج٣ ص ٦٣ ، طبرى ج٢ ص ٤٤٩

كيونكہ ايك طرف تو اسے حكومت و رياست كى اميد نہيں تھى اور دوسرى طرف اميرالمومنين(ع) نے اسكى ہونكارى بھى نہيںبھرى اور ايساكرتے بھى نہيں لہذاتيسرے راستہ كے علاوہ كوئي چارہ نہيںتھا كہ اپنے كو ارباب حكومت كے حوالے كر دے ،ا س طرح ابوسفيان بھى سقيفہ كے مددگاروں ميںشامل ہو گيا ،وہ اور ا س كا خاندان سقيفہ كاحمايتى بن گيا_

ابو بكر نے بھى ابوسفيان كو خاموش كرنے اور اسكاتعاون حاصل كرنے كے لئے

،اسکے بیٹے یزید کو شام کے علاقے فتح کرنے کے لئے بھیجے جانے والی فوج کاسردار معین کر دیا ،یہ حادثہ ہجرت کے تیسرے سال پیش ایا ،معاویہ بھی بھائي کے ساتھ فوج میں شامل تھا ،شام فتح ہونے کے بعد ابو بکر کے حکم سے یزید ابن ابوسفیان حکومت دمشق پر فائز ہو گیا، وہاںوہ فوج کا سپہہ سالار بھی تھا اور دمشق کاحاکم بھی_

خلافت عمر کے زمانے میں جس وقت یزید ابن ابوسفیان طاعون کے مرض میںگرفتار ہوا تو اسنے اپنے بھائي معاویہ کو اپنی جگہ معین کرنے کے لئے، خلیفہ کو خط لکھا خلیفہ دوم نے اسکی بات مان کر حکومت معاویہ کے حوالے کردی (۱(

شام پر معاویہ کی حکومت کے زمانے میں عمر نے مصر کاسفر کیا ،جس دن وہ دمشق میں پہنچے تو معاویہ نے ا ن کا شاندار استقبال کیا ،عمر نے جب معاویہ کاجاہ وجلال دیکھاتو کہا ،یہ شخص عرب کاکسری ہے_

جب معاویہ اسکے قریب ایا تو اس سے کہا کہ ،تم اتنے جاہ وجلال کے مالك ہو گئے ؟

معاویہ نے جواب دیا _جی ہاں امیرالمومنین

عمر نے پوچھا ،ایسا کیوں کرتے ہو ؟

معاویہ نے کہا :اخر ہم ایك ایسی سر زمین پر رہتے ہیںجہاں دشمن (رومیوں) کے جاسوس زیادہ ہیںلہذا ضروری ہے کہ ہم سطوت وشکوہ کامظاہرہ کرکے ان پر اپنا رعب و دبدبہ قائم رکھیں تاکہ یہ لوگ ہم سے خوف کھائیں (۲(

عمر کازمانہ حکومت ختم ہو گیا ،اور تخت خلافت پر عثمان براجمان ہوئے تو انھوںنے دمشق کے ساتھ تمام

_۱طبری ج٤ ص ۲۰۲ سیر اعلام النبلہ ج۱ ص ۲۳۸
_۲استیعاب ج۱ ص ۲۵۲ ،اصابہ ج۳ ص ٤۱۳ ، ابن کثیر ج۸ ص ۱۲۰

شامی علاقہ معاویہ کے حوالے کر دیا جو اج شام ،فلسطین ،اردن ،اور لبنان کاعلاقہ ہے_

معاویہ اپنے امور میں پو ری طرح ازاد ہو گیا، معاویہ نے اپنی عادت کے مطابق جو انھیں جاہلی انداز کی تر بیت ہوئي تھی حکومت کو بھی جاہلی انداز پر ڈھالنا شروع کیا ،انھیںانکی منحوس خواہشوں پر بندش عائد کرنے والاکوئي نہیں تھا_

ان کی مطلق العنانی کے کچھ نمونے یہ ہیں جوبزر گ خزرجی صحابی رسول (ص) عبادہ ابن صامت کے ساتھ پیش ائے ،عبادہ ان بارہ افراد میںتھے جنھوں نے بیعت عقبی میںشرکت کی تھی اور نفساء کے افتخار امیز لقب کی ایك فرد تھے ،یہ مدینہ کے اولین مسلمانوں میں شامل تھے یہ ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے رسول اکرم (ص) کے زمانے میں قران جمع کیاتھا

عمر ابن خطاب نے اس عظیم صحابی کو یزید ابن ابوسفیان کے زمانے میں شام والوں کو قران کی تعلیم دینے کے لئے بھیجا ،وہ یزید کی موت تك شہر حمص میں رہے ،یزید کے مرنے کے بعد جب معاویہ ا ن کا جانشین ہو ا تو ان کی سر کردگی میں رومی علاقوںسے جنگ کے لئے فوج بھیجی گئي ، اہلسنت کے مشہور اور عظیم محدث اپنی کتاب، صحیح مسلم میں نقل کرتے ہیں کہ ،ایك اسلامی جنگ میں معاویہ اور عبادہ دونوں شریك تھے ،جنگ فتح ہوئي اور ڈھیر ساراما ل غنیمت ہاتھ ایا اس مال غنیمت میں سونے اور چاندی کے بہت سے ظروف بھی تھے، معاویہ نے حکم دیاکہ ان ظروف کو بیچ کر اسکی قیمت مسلمانوں میں تقسیم کردی جائے ،لوگ برتنوںکوخریدنے کے لئے جمع ہوئے اورا نھیں ظروف کے مقدار میں مساویانہ حیثیت سے قیمت معین ہوئي ،جب اس حادثہ کی خبر عبادہ کو پہنچی تو اپنی جگہ سے اٹھ کر اعلان کرنے لگے کہ میں نے رسول خدا(ص) سے سناہے کہ سونے کے بدلے سونااور چاندی کے بدلے میں چاندی مساویانہ حیثیت کے علاوہ کسی دوسری طرح خریدنے پرمنع فرمایاہے جوزیادہ قیمت دے گا وہ سود میں گرفتار ہوگا_

اس حدیث کو سننے کے بعد لوگوں نے اپنی اضافی قیمت واپس لے لی_

جب معاویہ کو معلوم ہو ا تو سخت غصہ کی حالت میں تقریر کی_

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ حدیث رسول بیان کرنے لگے ہیں ،ہم بھی انحضرت(ص) کے ساتھ رہے اور انھیں دیکھا ہم نے کبھی ایسی حدیث نہیں سنی _

یہ سن کر عبادہ نے اپنی بات کو دوبارہ کہا پھر اضافہ کیا کہ ہم نے جو کچھ حدیث رسول(ص) سنی تھی وہ تم لوگوں کو سنادی چاہے معاویہ اس سے ناخوش ہوں یاراضی نہ ہوں_

ایك دوسری روایت کے مطابق انھوں نے کہا کہ چاہے معاویہ اس سے ناخوش ہی ہوں مجھے اسکی پرواہ نہیں ہے کہ ایك رات بھی معاویہ مجھے اپنے لشکر میں قبول نہ کرے (۱(

احمدبن حنبل اور نسائي کی روایت کے مطابق عبادہ نے کہا کہ خداکی قسم ہم نہ کسی سے متاثر ہوئے ہیں اور نہ ہی ہونگے ،ہم اس سر زمین پر ایك شب بھی نہیں رہینگے جہاں معاویہ رہے گا (۲ (

صاحب اسد الغابہ اور سیر اعلام النبلاء نے عبادہ کے حالات لکھتے ہوئے اس مسئلے کو یوں بیان کیا ہے کہ عبادہ نے معاویہ کے کچھ امور سے سر پیچی کی اور ان امور کو قوانین اسلامی کی صریحی خلاف ورزی بتایا ، پھر کہا کہ میں اورتم ایك سر زمین پر ہر گز نہ رہیں گے ، پھر وہ شام سے کوچ کر کے مدینہ اگئے عمر ا س وقت تك خلیفہ تھے ،پوچھا کہ مدینہ کیوں واپس اگئے ؟عبادہ نے معاویہ کی نا شائستہ حرکتوں کو بیان کیا گیا ، عمرنے کہا اپنی جگہ واپس جائو ، خدا و ند عالم اس زمین کو غارت کر ے جہاں تم اور تمھارے جیسے لوگ نہ رہیں ، اسکو ، تم پر حکمرانی کرنے کا حق نہیں ہے (۳(

ذہبی سیر اعلام النبلاء میں بیان کرتا ہے کہ ایك دن عبادہ بن صامت اور معاویہ مسجد میں پہنچے ، اذان ہونے کے بعد خطیب منبر پر پہنچا ، اس نے خطبہ میں معاویہ کی خوب تعریف کی عبادہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور ایك مٹھی خاك خطیب کے منھ میں ڈال دی ، معاویہ کو اس پر بہت غصہ ایا عبادہ نے معاویہ کی طرف رخ کر کے کہا ، کہ تو ا س وقت جبکہ ہم سر زمین عقبی پر رسول اکرم (ص) کے ہاتھوں پر اس بات کیلئے عہد و پیمان کر رہے تھے کہ جہاں بھی رہینگے حق قائم کر کے رہینگے ، تو ہمارے ساتھ نہیں تھا ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ خدا کی راہ میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرینگے ، رسول خدا (ص (نے فرمایا ہے کہ جب کسی کو دیکھو کہ رو در رو کسی کی مدح کر رہا ہے تو اسکے منھ میں دھول جھونك دو (٤(

_۱صحیح مسلم ج۵ ص ٤٦ ، تہذیب ابن عساکر ج7 ص ۲۱۲

_٢مسند احمد ج ٥ ص ٣١٩ ، سنن نسائي ج٢ ص ٢٢٢
_٣اسد الغابہ ج٣ ص ١٠٦ ، اعلام النبلاء ج٢ ص ٢
_٤سير اعلام ج٢ ص ٢ ، تہذيب ابن عساكر

ايك دوسرے دن معاويہ نے اپنى تقرير ميں مرض طاعون سے فرار كے سلسلے ميں كچھ باتيں كہيں ، عبادہ وہاں موجود تھے ، انھوں نے كہا كہ تيرى ماں ھندہ تجھ سے زيادہ دانا تر تھى ، معاويہ نے خطبہ تمام كيا پھر نماز پڑھى اور اپنے قصر ميں واپس جا كر عبادہ كو بلانے كے لئے ادمى بھيجا ، كچھ انصارى افراد شام ميں تھے جو عبادہ كے ساتھ ہو گئے ليكن حكومتى افراد نے ان لوگوں كو قصر ميں داخل ہونے سے روكا ، عبادہ اكيلے ہى معاويہ كے پاس پہونچے معاويہ نے ان سے كہا ، كيا تمھيں خوف خدا نہيں ہے اور اپنے امام سے شرم و حيا نہيں كرتے ، معاويہ نے امام سے خود، اپنے كو مراد ليا تھا_

عبادہ نے جواب ديا كيا تم نہيں جانتے كہ ميں نے شب عقبى رسول(ص) خدا سے عہد ليا تھا كہ اللہ كى راہ ميں ہم كسى سر زمين سے خوف نہ كھائينگے_

معاويہ اس دن نماز عصر كے لئے ايا نماز ختم كرنے كے بعد منبر تھام كر بولا ، اے لوگو ، ميں تم سے حديث بيان كرتا ہوں اور اپنے گھر واپس چلا جاتا ہوں ، پھر مجھے ايسى چيز ملتى ہے كہ عبادہ نے اسے دوسرى طرح سے بيان كيا ہے ان كى بات صحيح ہے تم لوگ انھيں كى پيروى كرو كيونكہ وہ مجھ سے زيادہ جانتے ہيں_

ان سارے حوادث ميں جن سے معاويہ كى نرمى كا اندازہ ہوتا ہے خلافت عمر كے زمانہ تك رہى كيونكہ وہ عمر كى سختى اور طاقت سے بہت ڈرتے تھے ، انكى تند مزاجى حد سے اگے بڑھنے كى اجازت نہيں ديتى تھى_

معاويہ و عثمان

معاويہ كى حالت عثمان كے زمانے ميں وہ نہيں تھى جو قبل كے دونوں خليفہ كے زمانے ميں تھى_

معاويہ، عثمان كے زمانے ميں پورى طرح مطلق العنان ہو كر تمام قانون و اخلاق كو بالائے طاق ركھ چكا تھا_

ثروت و اقتدار نے انھيں تما م اسلامى مسائل اور انسانى تقاضوں كو فراموش

کر دیا تھا_

ابن عساکر اور ذہبی نقل کرتے ہیں کہ ، ایك دن عبادہ بن صامت دمشق کی سڑکوں سے گذر رہے تھے ، انھوں نے اونٹوں کی قطار یں دیکھیں جن پر شراب تھی ، پوچھا ، یہ کیا ہے؟ کیا روغن زیتون ہے ؟

٤٨

لوگوں نے کہا _ نہیں _ یہ شراب ہے _ معاویہ نے اسے خریدا ہے ، انہیں کے لئے لے جائي جارہی ہے ، عبادہ بے دھڑك بازار سے ایك تلوار لائے اور شراب کی تمام مشکوں کو پھاڑ ڈالا_

ابو ھریرہ اس زمانے میں شام میں ہی تھے ، وہ رسول خدا (ص) کے زمانے میں تو کسی گنتی میں نہیں تھے لیکن بعد رسول (ص) خلافتوں کی پشت پناہی کیوجہ سے لائق صد احترام ہو گئے تھے ، معاویہ نے ایك شخص کو ابو ھریرہ کے پاس بلانے کے لئے بھیجا ،اور کہا کہ اپنے بھائي عبادہ کو کیوں نہیں روکتے ، وہ صبح صبح بازار میں پہونچکر ذمیوں کی اجیرن کر رہے ہیں ، راتوں کو مسجد میں بیٹھ کر سوائے اسکے اور کوئي کام نہیں کہ میری چھتاڑ مچائیں_

ابو ھریرہ معاویہ کے کہنے سے عبادہ کے پاس جانے کے لئے گھر سے نکلے ، جس وقت ان سے ملاقات ہوئي تو بولے اے عبادہ ، تمھیں معاویہ سے کیا مطلب ، انھیں ان کے حال پر چھوڑ دو ان کے کاموں میں مداخلت کیوں کر رہے ہو ، عبادہ نے کہا اے ابوہریرہ جس وقت ہم نے رسول(ص) خدا سے عہد و پیمان کیا تھا کہ اپکی باتوں پر توجہ دیں گے_

اور اپنی طاقت بھر امر بالمعروف اور نہی از منکر کرینگے ، تم تو اسوقت ہمارے ساتھ نہیں تھے ، ابو ھریرہ کو خاموشی کے سوا کچھ بس نہ چلا ، مجبور ہو کر معاویہ نے عثمان کو خط لکھا کہ عبادہ اہل شام کو خراب اور فاسد کر رہے ہیں یا تو اپ انھیں اپنے پاس بلایئےور انھیں انکے اقدامات سے روکئے یا پھر میں ہی شام کو انکے اختیار میں دیدوں عثمان نے انھیں لکھا کہ عبادہ کو شہر سے نکال دوتا کہ اپنے وطن مدینہ واپس اجائیں_

مورخین کا بیان ہے کہ جس وقت عبادہ مدینہ ائے اور عثمان کے پاس گئے تو عثمان اپنے گھر پر بیٹھے تھے ، اچانك انھوں نے سراٹھایا تو عبادہ کو اپنے سامنے

كھڑا پايا ان سے بولے ، تمھيں ہم لوگوں سے كيا مطلب ، تم ہمارے امور ميں كيوں ٹانگ لڑا رہے ہو ؟

عبادہ وہيں لوگوں كے سامنے كھڑے ہو كر كہنے لگے ، ميں نے رسول اسلام كو يہ فرماتے ہوئے سنا ہے كہ ميرے بعد ايسے لوگ حكومت كرينگے جو اپنے عمل سے تمھيں منكرات اور نا شائستہ حركتوں كا رسيا بنا دينگے ، اور اچھائيوں كى تمہارى عادت ہو گى ، اسكو چھين لينگے ، ايسى صورت ميں ايسے پاپيوں كى اطاعت تمھارے لئے مناسب نہيں ، ديكھو ہو شيار .... خدا كى راہ و روش سے اپنے كو گمراہ نہ كرنا_

ابن عساكر كى روايت كے مطابق ، ا س كے بعد مزيد كہا كہ اس خدا كى قسم جس كے قبضہ قدرت ميں عبادہ

كى جان ہے ، معاويہ اس گروہ كا ايك فرد ہے_

عبادہ كى باتيں سنكر عثمان نے پھر كچھ نہ كہا ، اورنہ كوئي اعتراض كيا (١(

معاويہ كى شراب خوارى اور اصحاب رسول (ص) سے نوك جھونك يا لڑائي جھگڑے كى داستان صرف عبادہ ہى تك منحصر نہيں ہے ، مورخين كا بيان ہے كہ:

عبد الرحمن بن سہل بن زيد انصارى جہاد ميں شريك ہونے كى غرض سے شام و دمشق گئے ہوئے تھے ، اس زمانے ميں جيسا ہم جانتے ہيں كہ معاويہ كى حكومت شام پر تھى ايك دن وہ راستے سے گذر رہے تھے كہ كچھ شراب كى مشكوں كو لے جاتے ديكھا_

اپنے نيزے سے تمام مشكيزوں كو پھاڑ ڈالا ، مشك كے ہمراہ جو غلام تھے ان سے ہاتھا پائي كرنے لگے ، يہاں تك كہ معاويہ كے پاس خبر پہونچى ، معاويہ نے اپنے كارندوں سے كہا ، انھيں چھوڑ دو ا ن كى عقل زائل ہو گئي ہے_

معاويہ كى بات عبد الرحمن سے بيان كى گئي تو بولے خدا كى قسم ميرى عقل نہيں مارى گئي ہے _ليكن رسول خدا (ص) نے ہميں حكم فرمايا ہے كہ شراب اپنے گھروں ميں ہرگز نہ لے جائيں،ميں قسم كھاتا ہوں كہ اگر ميں اس سر زمين پر رہونگا اور معاويہ كو وہ باتيں كرتا ہوا ديكھوں گا جن سے رسول خدا نے

منع فرمایا ہے تو اسکا پیٹ پھاڑ دونگا، یا پھر اس راہ میں جان دیدونگا (٢(

مسند احمد بن حنبل میں عبد اللہ بن بریدہ سے منقول ہے کہ:

میں اپنے والد کے ہمراہ معاویہ کے یہاں گیا ، ہمیں فرش پر بیٹھا یا گیا اور کھانے کے بعد شراب پیش کی گئي ، معاویہ نے اسکو نوش کیا ، پھر ایك شراب کا جام میرے والد کو دیا لیکن میرے والد نے انکار کرتے ہوئے کہا ، جب سے رسول اکرم (ص) نے شراب کو حرام کیا ہے اس دن سے میں نے منھ کو نہیں لگایا ہے (٣(

_١تہذیب ابن عساکر ج٨ ص ٢١٢ ، اعلام النبلاء ج٢ ص ٤ ، مسند احمد ج ٥ص ٣٢٥
_٢اصابہ ج٢ ص ٣٩٤ ، استیعاب ص ٤٠٠ ، اسد الغابہ ج٣ ص ٢٩٩ ٣_مسند احمد بن حنبل ج٥ ص ٣٤٧

معاویہ کی شراب نوشی کی اسکے علاوہ بھی ڈھیر ساری داستانیں ہیں جنھیں ابن عساکر نے نقل کیا ہے(١) ، جنھیں اس سے زیادہ کی طلب ہو تو اسکی معتبر کتابوں کی طرف رجوع کریں_

ابوذر معاویہ کے مقابل

انہیں عثمان کے زمانے میں معاویہ سے مشہور اور بزرگ جری صحابی رسول حضرت ابوذر کی سخت محاذ ارائي ہوئي ، اسکی تفصیل تو طوالت چاہتی ہے لیکن ہم نا گزیر طور سے ا س کا مختصر تذکرہ کر رہے ہیں ، مورخین کا بیان ہے کہ ابوذر ان پاکباز مسلمانوں میں ہیں جو زمانہ جاہلیت میں بھی توحید پرست تھے وہ خدا کو یکتا مانتے تھے جاہلی عہد میں وہ بت پرستی سے متنفر رہے (٢(

جب انھیں خبر ملی کہ مکے میں پیغمبر اخر کا ظہور ہوا ہے تو لپك کر مکہ پہونچے وہ پانچویں یا چوتھے شخص تھے جنھوں نے اسلام قبول کیا_

انہوں نے مسلمان ہونے کے دوسرے دن مسجد الحرام میں جاکر مشرك قریش کے سامنے بلند اواز سے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا ، ان پر قریش نے چاروں طرف سے حملہ کیا اور ا س قدر زد و کوب کیا کہ لہو لہان ہو کر بیہوش ہو گئے ، اگر رسول اکرم (ص) کے چچا عباس مدد کو نہ پہونچتے تو ممکن تھا کہ لوگوں کی اذیت سے مر جاتے ، کچھ دیر بعد زخمی حالت میں تھکے تھکے اپنی جگہ

سے اٹھے ایك کونے میں گئے تاکہ زخموں کو دھوئیں اور اذیت و تکلیف کم کر سکیں_

دوسرے دن بھی ابوذر مسجد الحرام میں ائے اور بلند اواز سے خدا کی یکتائي اور محمد (ص) کی رسالت کا اعلان کیا ، انھیں حق کی راہ میں کسی قسم کا خوف و ہراس نہیں تھا ، دوسری بار بھی لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور پہلے دن کی طرح زد و کوب کر کے لہو لہان کر دیا_

ا س کے دوسرے دن بعد اپ حکم رسول (ص) سے اپنے وطن واپس چلے گئے تاکہ وطن والوں پر اپنے اسلام کا اظہار کر کے

_١ابن عساکر ج ٧ ص ٢١٣ _ ٣٤٨ ، اصابہ ج٢ ص ٢٨٢
_٢طبقات کبری ج٤ ص ٢٢٣، سیر اعلام ج٢ ص ٣٨ ، اسد الغابہ ج١ ص ٣٠١

تبلیغ کر سکیں ، ابوذر اپنے قبیلہ غفار میں پلٹ گئے اور انھیں قبول اسلام پر امادہ کرنے کی بہت کوشش کی اسی طرح کئي سال گذر گئے یہاں تك کہ انھوں نے خبر سنی کہ رسول(ص) اسلام مدینہ ہجرت کر گئے ہیں اور وہاں شان و شوکت بڑھ گئي ہے ، انھوں نے دوبارہ رخت سفر باندھا اور اپنے کاشانہ کو خیر اباد کر کے اپنے خلیل کے جوار میں جانے کا قصد کیا تاکہ انھیں کے زیر سایہ سکون پائیں ، ا پ کی ہجرت جنگ خندق کے بعد ہوئي ہے ، ا س کے بعد تو انھوں نے ایك لمحے کے لئے بھی رسول اکرم (ص) کا ساتھ نہیں چھوڑا اپنی صلاحیت بھر انھوں نے انحضرت(ص) سے علم و روحانیت کے خرمن سے کسب فیض کیا ، انھوں نے ا س قدر خلوص کا مظاہرہ کیا ، اس قدر عبادت و ریاضت کی اس قدر ذکر و فکر میں اپنا سر کھپایا کہ محبوب ترین اصحاب رسول (ص) میں شمار کئے جانے لگے_

پیامبر اکرم (ص) نے بہت سی احادیث صحیح میں اپکی ستائشے فرمائي ہے

_١وما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لہجة اصدق من ابی ذر _ ترجمہ : نہ نیلگوں اسمان نے سایہ کیا اور نہ زمین نے بوجھ اٹھایابوذر ایسے سچے انسان کا_

_٢جنگ تبوك میں ابوذر لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے تھے ، کیونکہ اپکا

اونٹ بہت ہی کمزور تھا لہذا اس نے اپکا ساتھ نہیں دیا ، ناچار ،وہ سواری سے اتر پڑے اور ایسے ا س کے حال پر چھوڑ کر اپنا سامان پشت پرلادا ، اور پیادہ ہی لشکر اسلام سے ملحق ہو نے کے لئے چل پڑے ، صحراء تپ رہا تھا ،ریگ زاروں میں سوزش تھی اس لئے چلنے میں بڑی تکلیف ہو رہی تھی ، لیکن ابوذر کے سچے عشق و ایمان نے یہ کام بھی سہل و اسان بنا دیا تھا ، بڑی محنت اور کوشش کے بعد اپ نے اپنے کو لشکر اسلام تك پہونچایا ، جس وقت رسول (ص) نے اپ کو دیکھا کہ اکیلے ہی مجاہدان اسلام کی طرف چلے ارہے ہیں تو فرمایا " : رحم الله ابا ذر، یمشی وحدہ و یموت وحدہ و یبعث وحدہ"

ترجمہ : خدابوذر پر رحمت نازل کرے وہ اکیلے چلیں گے ، اکیلے مرینگے ، اور اکیلے ہی مبعوث ہو نگے_(۱(

جب عثمان مسند خلافت پر بیٹھے تو جب تك انھوں نے اپنے رشتہ داروں کی منھ بھرائي نہیں کی ، چند سال تك اسی طرح حکومت کرتے رہے جیسے ابو بکراور عمر کی حکومت تھی_

_۱سیرہ ابن هشام ج٤ ص ۱۷۹ ، طبری ج۳ ص ٤٥

قریش کے معزز لوگ ان سے راضی تھے لیکن جس روز سے بنی امیہ کے لوگ حکومت میں نفوذ پیدا کرنے لگے تو تمام سرداران قریش طلحہ ، زبیر ، عمر وعاص اور ان کے ہم خیال افراد علیحدہ ہو گئے ،معاشرتی حالت منقلب ہو گئي ، اپنے داماد مردان کو بہت بڑا تحفہ افریقہ کی تمام امدنی دے ڈالی اپنے دوسرے چچیرے بھائي جنکا نام حارث بن حکم تھا بیس ھزار درہم بخش دیا ، اپنے ایك ہواہ خواہ زید بن ثابت انصاری کو ایك لاکھ درہم دیدیا ، اس زمانے میں ابوذر نے اپنی عظیم ذمہ داری کا احساس کیا کہ عام مسلمانوں کا مال خطر سے دو چار ہے ، ابوسفیان کی تمنائوں کے مطابق جاہلی حکومت واپس ارہی ہے ، انھوں نے قران کے فراموش شدہ احکام یاد دلا کر مسلمانوں کو غفلت سے چونکا یا ، انھیں احساسات کی بناء پر اپ نے اس ایت کو اپنا شعار قرار دیا ،" الذ ین یکنزون الذ هب و الفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم "سورہ توبہ ایت٣٤

ترجمہ : جو لوگ سونے و چاندی کو ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے پیغمبر اپ انھیں دردناك عذاب کی بشارت دیدیں_

اپ کا روئے سخن بنی امیہ کی طرف تھا ، جو مسلمانوں کے بیت المال کو ذاتی جا گیر سمجھ بیٹھے تھے اور بڑے اطمینان سے استفادہ کر رہے تھے جسے چاہے دیدیتے، محل کی تعمیر کر رہے تھے نیز بخشش و اسراف کر رہے تھے ، ابوذر کی باتیں ناگزیر طور پر اموی خلافت کے متضاد تھیں ، ابوذر اور عثمان کے درمیان تلخ کلامی بڑھنے لگی ، عثمان نے دیکھا کہ ابوذر جیسے سچے اور خدا ترس مجاہد اسلام سے چھٹکارا پانا مشکل ہے وہ کسی حالت میں بھی جاہلی رسموں کو اسلام کے زیر سایہ پروان چڑھتے برداشت نہیں کرینگے ، کبھی اسکی تائید نہ کرینگے ، عثمان نے ابوذر کو حکم دیا کہ شام چلے جائیں وہاں مسلمانوں سے رومیوں کی جنگ ہو رہی تھی ، شاید ابوذر وہاں جا کر جنگ میں الجھ جائیں اور خلافت کو اس سے نجات مل سکے ، لیکن شام میں کون حکومت کر رہا تھا معاویہ ، جو بنی امیہ کی فرد تھا گھنگھور جاہلیت کا نمائندہ ، پکا منافق جو اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوا تھا ، نا چار وہاں بھی ابوذر امر بالمعروف اور نہی از منکر سے باز نہیں ائے ، معاویہ جیسا کہ بیان کیا گیا ، جاہلیت کا رکن بزرگ تھا جو عثمان کی مدد سے ایك وسیع و عریض مملکت اسلامی پر حکومت کر رہاتھا ، وہاں بھی جھڑپ نا گزیر تھا ، ابوذر نے وہاں معاویہ کی غیر اسلامی حرکتوں ، مطلق العنانی اور کافرانہ حرکتوں پر ٹوکا اور منع کیا_

٥٣

ایك دن معاویہ نے ان کے پاس تین سو دینار بھیجے ، ابوذر نے معاویہ کے فرستادے کو دیکھا جو سونے کے تین سو دینار لایا تھا ، اس سے فرمایا ، اگر یہ رقم بیت المال سے سالانہ وظیفہ ہے جس سے سال گذشتہ محروم رکھا گیا تو اسکو قبول کرتا ہوں ، لیکن یہ ہدیہ اور تحفہ ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے _

جس گھڑی معاویہ اپنا عالی شان محل بنوا رہا تھا ، وہ قصر بہت عظیم اور سنہرا ،پتھروں سے تعمیر ہو رہا تھا ، ا س وقت تك اسلام میں ایسا کوئي قصر نہیں تھا ، وہ اسلامی عہد میں جاہلی ہوا پرستی کا نمونہ تھا ، ابوذر صدائے فریاد بلند کرنے لگے ، انھوں نے معاویہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے معاویہ ، اگر اس قصر کو بیت المال سے تعمیر کروا رہا ہے تو قطعی طور پر تم نے خیانت کی ہے ، کیونکہ ایسے اموال کو مسلمانوں اور اسلام کی فلاح و بہبودی میں خرچ ہونا چاہئے ، یہ کسی کی مخصوص ملکیت نہیں ہے ، لیکن اگر یہ خود کا مال ہے تو

اسراف و زیادتی کیا ہے، ارے ایك شخص اپنے رہنے کے لئے اتنا بڑا قصر بلا وجہ بنو اربا ہے ، معاویہ کی بولتی بند تھی ، ابوذر ہمیشہ مضبوط منطقی بنیادوں پر خطابت فرماتے تھے_

ابوذر نے بارہا فرمایا ، خدا کی قسم ، تو ایسی حرکات کا مرتکب ہو رہا ہے جسکا نمونہ نہ تو اسلامی معاشرے میں ہم نے دیکھا، نہ سنا_

قسم خدا کی _ یہ حرکتیں نہ تو قران کے مطابق ہیں اور نہ ہی سنت کے مطابق ، خدا کی قسم ، میں حق کو دیکھ رہا ہوں ،کہ بجھ رہا ہے ، باطل زندہ ہوتے دیکھ رہا ہوں سچوں کی تکذیب کی جا رہی ہے ، نالائقوں اور اواروں کو سر بلندی مل رہی ہے ، امیر المومنین (ع) جسیے صالح اور نیك کردار کو خانہ نشینی پر مجبور کیا جا رہا ہے (۱(

لوگ اس بوڑھے خیر خواہ کے گرد خدا و مخلوقات کی رضا کے لئے جمع ہو گئے ، تاکہ اسکی دل سے نکلی باتیں جو خدا و اسلام کے دفاع سے میں ان سے فائدہ اٹھا سکیں ، لیکن کیا معاویہ جیسا طاغوت اسکی اجازت دے سکتا تھا ، اس نے اعلان کرا دیا کہ ، اے لوگو کوئي شخص ابوذر سے ملاقات نہ کرے نہ انکی صحبت میں بیٹھے_

کیونکہ وہ اسلام کے معدودے چند مخلصوں میں تھے جو شام کی سر زمین پر زندگی گذار رہے تھے اسلام نہ تو جاہلیت سے سمجھوتہ کر سکتا ہے نہ جاہلیت اسلام سے

۱مروج الذھب ، ابن اثیر ج٥ ص ١٦٣ ١٦١

ایك مورخ لکھتا ہے: معاویہ نے شب کے سناٹے میں ایك ہزار دینار ابوذر کے پاس بھیجا ، انھوں نے اسی رات تمام دیناروں کو فقراء میں تقسیم کر دیا ، کیونکہ روح زاہدانہ اور تربیت اسلامی اس کی متقاضی نہیں تھی کہ مال دنیا کو دوست رکھے ، صبح سویرے جب معاویہ نماز کے لئے ایا تو اس نے اس فرستادے کو بلایا کہ تیزی سے جائو اور ابوذر سے کہو کہ مجھے معاویہ کے عذاب و شکنجہ سے نجات دیجئے ، میں نے غلطی سے گذشتہ شب دوسرے کا پیسہ اپ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا ، میں چاہتاہوں کہ اپ اسکو مجھے واپس کر دیں تاکہ اصلی

جگہ پر پہونچا سکوں اور معاویہ کی سزا سے بچ سکوں_

ابوذر نے فرمایا ، اس سے کہو کہ ابوذر نے کہا ہے کہ خدا کی قسم اس صبح کے اجالے تك اسمیں کا ایك پیسہ بھی باقی نہیں بچا ہے تم مجھے تین دن کی مہلت دو تاکہ فقراء سے وہ پیسہ واپس لے سکوں معاویہ نے سمجھ لیا کہ یہ شخص صرف کہتا ہی نہیں ہے بلکہ پہلے ہی مرحلے میں اقدام کر بیٹھتا ہے ، اسکی گفتار عمل سے ہم اھنگ ہے_

یہی وجہ تھی کہ معاویہ ابوذر سے خوف کھانے لگا ، اکیلے ابوذر معاویہ کو لرزہ بر اندام کر رہے تھے_

کیونکہ وہ اسلام شناس اور اس پر عمل بھی کرتے تھے_

اس وقت معاویہ نے مجبور ہو کر اپنے رہبر سے پناہ مانگی اور اس نے عثمان کو لکھا کہ ، اگر تمہیں شام اور اسکے باشندوں کو بچانا ہے تو ابوذر کو اپنے پاس بلا لیجئے کیونکہ انھوں نے لوگوں کے سینے کینے سے بھر دیئے ہیں (۱(

بقول بلاذری کے، کہ عثمان نے جواب خط میں لکھا ، ابوذر کو ایك سخت و سر کش سواری سے مدینہ بھیج دو ، وہ بوڑھے صحابی ایك سر کش سواری پر زبر دستی سوا ر کئے گئے ، رات دن بغیر کہیں دم لئے مدینہ کی طرف لیجائے گئے راستہ بہت طویل اور تھکا دینے والا تھا ، صحراء خشك اور ریگ زاروں سے بھرا ہوا ، کارندے ہر قسم کے انسانی جذبات رحم سے عاری تھے (۲(

یعقوبی نے مزید تفصیل لکھی ہے کہ ، عثمان کا یہ سخت فرمان اس بندہ خاص پر نافذ کیا گیا ، نتیجہ یہ ہوا کہ جس وقت وہ مدینہ پہونچے تو ران کا گوشت اڑ چکا تھا (۳(

_۱سیر اعلام النبلاء ج۲ ص ۵۰
_۲انساب الاشراف ج۵ ص ۵۳
_۳یعقوبی ج۲ ص ۱۲۲

مسعودی لکھتا ہے کہ :اپکو اس شتر پر سوار کیا گیا جس پر صرف ایك سوکھی لکڑی تھی پانچ سنگ دل ادمی صقالبہ سے ان کے ساتھ ہوئے جو سواری کو بڑی تیزی سے ہنکا رہے تھے ، اسی طرح انھیں مدینہ تك لے جایا گیا

اپ کی ران سخت زخمی ہو چکی تھی ، گوشت اڑ چکا تھا ، نتیجہ یہ کہ اپ پر یہ چنددن ایسے گذرے کہ بالکل مردہ حالت میں ہو گئے تھے_

لیکن یہ دلیر ایسا نہ تھا کہ ان ہوائوں سے لرز جائے نہ اپنے بارے میں قران و اہلبیت کی ذمہ داریوں کو فرموش کر جائے ، وہ پہاڑ کی طرح ڈٹے رہے جسے کوئي حادثہ اسکی جگہ سے ٹس سے مس نہ کر سکا اسی طرح وہ مدینہ تك گئے ، وہ چلانے لگے عثمان نے جاہلی عہد پلٹا دیا ہے وہ کہہ رہے تھے چھو کروں کو حکومت دیدی گئي ہے حکومت کی جا گیر یں اپنی خاص ملکیت بنا لی ہیں ، فتح مکہ کے طلقاء کی عزت افزائي کی جا رہی ہے انکو حکومت میں خاص تقرب حاصل ہے_

اس مرد خدا کی یہی سزا تھی کہ ربذہ جلا وطن کر دیا جائے ، وہ سخت اور خشك صحراء نہ اب و گیاہ نہ چارہ ، وہیں پر ابوذر نے اسلام سے قبل زندگی گذاری تھی ، انھیں ربذہ سے سخت نفرت تھی_

اس کے بعد ابوذر کی تمام زندگی ربذہ میں گذری وہ اخری سانسوں تك اسی ہولناك بیابان میں رہے ، اخر کار اپنی زوجہ اور فرزند ذر کی موت کے بعد بھوك اور بیماری کیوجہ سے موت کے منھ میں پھونچ گئے ، موت کے وقت انکے سرہانے صرف انکی بیٹی تھی مورخین کے بیان کے مطابق ابوذر نے ایك سال شام میں گذارے ، وہ ٢٩ھ میں شام سے جلا وطن کئے گئے ٣٠ھ میں معاویہ نے عثمان سے شکایت کی پھر انھیں اس اندوہ ناك طریقے سے جسکو اوپر بیان کیا گیا ، مدینہ روانہ کیا گیا ، پھر وہ اسی سال ربذہ تبعید کر دیئے گئے ، وہیں ربذہ میں انھوںنے ٣١ھ یا ٣٢ ھ میں وفات پائي_

٥٦

تاریخ اسلام کا ایك افسانہ

جو کچھ ہم نے گذشتہ صفحات میں حضرت ابوذر کی زندگی اور انکی مدینے سے شام اور شام سے مدینہ اور مدینہ سے ربذہ کی جلا وطنی بیان کیا یہ سب اصل میں صحیح ترین روایات کا خلاصہ تھا جسے مورخوں نے ہمارے حوالے کیا_

لیکن جو کچھ طبری اور انکے پیر و کاروں ، ابن اثیر ، ابن کثیر ، ابن خلدوں ، ابوالفداء ، وغیرہ نے اس بارے میں جو کچھ روایات کو سیف بن عمر کوفی سے

حاصل کیا ہے جو تاریخ کا سب سے بڑا مکار اور جھوٹی روایتیں گڑھنے والا ہے۔

طبری اور دوسرے مورخین نے اس سال کے تاریخی حوادث کو سیف ہی کے بناوٹی ذہن سے حاصل کیا ہے اور اپنی تاریخوں میں اس جھوٹ کو بھر دیا ہے۔

طبری اپنی تاریخ میں لکھتا ہے اس سال یعنی ۳۰ھ میں ابوذر کا واقعہ پیش ایا کہ انھیں معاویہ نے شام سے مدینہ جلا وطن کیا ، اس جلا وطنی کا سبب راویوں نے مختلف انداز سے بیان کیا ہے جنھیں بیان کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا۔

لیکن جن افراد نے معاویہ کی صفائي دیتے ہوئے داستانی عذر تراشا ہے اسکی روایت سیف سے لی گئي ہے اور اس نے یزید فقعسی سے روایت کی ہے ، فقعسی یہاں کہتا ہے کہ جس وقت ابن سوداء شام میں وارد ہوا تو اسکی ابوذر سے ملاقات ہوئي اس نے کہا ، اے ابوذر کیا اپکو معاویہ کی حرکتوں پر تعجب نہیں ہے کہ جو یہ کہتا پھررہا ہے کہ مال، اللہ کا مال ہے حالانکہ ہر چیز خدا کی ملکیت ہے۔

پھر وہ اضافہ کرتا ہے گویامعاویہ چاہتا ہے کہ تمام عوامی مال اور بیت المال کی امدنیوں کو ہڑپ لے اور مسلمانوں کو اس سے محروم رکھے (۱(

یہاں طبری نے تاریخ اسلام کے ہیرو عبد اللہ بن سبا کو ابن سوداء کے لقب سے یاد کیا ہے جس کی بناوٹی و جعلی

۱_طبری ج۵ ص ٦٦

افسانوں کو میں نے اپنی دو جلدوں پر مشتمل کتاب عبداللہ بن سبا میں بیان کیا ہے ، اگر قارئین کرام جذبہ ء مطالعہ رکھتے ہیں تو اس کتاب کی طرف رجوع کریں ۔

طبری کے بعد جتنے بھی مورخین ائے ہیں کم و بیش سب نے اس کی پیروی کرتے ہوئے اس خیالی شخص کے بارے میں اسی سے نقل کیا ہے مثلا ابن اثیر جو ساتویں صدی ہجری کے مشہور مورخ ہیں اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ ، اسی سال ۳۰ھ میں ابوذر کی جلا وطنی کا حادثہ جو معاویہ کے ہاتھوں پیش ایا ، انھوں نے انھیں شام سے مدینہ جلا وطن کیا اس بارے میں اور اسکی وجوہات

کے سلسلے میں بہت سی باتیں کہی گئیں ہیں ،ان میں یہ ہے کہ معاویہ نے ابوذر کو بہت زیادہ برا بھلا کہا اور ڈرایا دھمکایا ، معاویہ نے انھیں بے کجاوہ او نٹ پر سوار کر کے مدینہ بھیجا وہ مدینہ اس ناگوار حالت میں پہونچے جس کا بیان کرنا مناسب نہیں

اگر یہ تمام واقعات صحیح ہیں تو ہمارے لئے مناسب ہے کہ عثمان کے لئے عذر تراشی کی جائے مثلا یہ کہ امام و پیشوا کو اپنی رعیت کی تادیب کرنی چاہیئے یا اسی طرح کا کوئي عذر تراشا جائے_

نہ یہ کہ اس طرح کے واقعات کو بیان کر کے عثمان پر لعن و طعن و تنقید کی جائے ، اس قسم کے واقعات کا بیان کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا لیکن معاویہ کی صفائي دینے والوں نے اس بارے میں بہت سی صفائي دی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ (۱(

اس کے بعد وہ جھوٹے اور خیالی ہیرو عبد اللہ بن سبا کی داستان سیف بن عمر کی زبانی طبری سے نقل کرتے ہیں ، یہ وہی حرکت ہے جو ابن کثیر و ابن خلدون اور دوسرے لوگوں نے کی ہے_

لیکن جب ہم طبری کی باتوں پر رجوع کرتے ہیں تو ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ ابوذر کے ساتھ پیش انے والے بے شمار حوادث کو غلط اور جعلی ہونے کیوجہ سے نہیں چھوڑا ہے، بلکہ صرف اس وجہ سے بیان کرنا پسند نہیں کرتا کہ وہ نہیں چاہتا ہے کہ اصحاب رسول) ص) میں عثمان و معاویہ جیسے افراد کا کہیں دامن، داغدار نہ ہو جائے_

اسی لئے وہ عذر تراشی کرنے اور صفائي دینے والوں کے سراغ میں جاتا ہے اور اپنی تاریخ کی بڑی کتاب کو

_۱تاریخ کامل ج۳ ص ٤۳

جھوٹی خبروں اور افسانوں سے بھر ڈالتا ہے ، ان روایتوں کو اس نے خود بنام قصہ یاد کیا ہے اس طرح انے والی نسل کے لئے حقیقت کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور ابوذر جیسے پاك نفس صحابی رسول کو اندھیرے میں ڈال دیتا ہے_

قرن وسطی کا بزرگ مورخ ابن اثیر بھی اسی کی ڈگر پر چلا اور اس نے اس

عظیم جنایت اور تاریخ کی دلسوز حقیقت کو طبری کے حوالے سے لکھ مارتا ہے ، ابن اثیر نے بہت سی باتیں لکھنے کے بعد اسکے اسناد اور حوالوں کی تضعیف نہیں کی ہے ، انھیں بہت تفصیل سے لکھ مارا ہے ، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس قسم کی باتوں کا بیان کرنا مناسب نہیں کیونکہ انھیں نقل کرنے سے خلفاء اور اموی حکمرانوں کا دامن داغدار ہوتا ہے۔

لیکن ہم اج نہ تو عیب جوئي کے پیچھے پڑے ہیں نہ بلاوجہ کسی کی صفائي پر تلے ہیں بلکہ صرف حوادث تاریخ کی واقفیت اور اسکی جستجو میں ہیں تاکہ علم و دانش کی خدمت کر سکیں ، لیکن ہم ان تاریخ اسلام کے حقاۓق کو چھپانے والے مورخین کو ہرگز معاف نہیں کر سکتے کیونکہ ان لوگوں نے اپنی اس حرکت سے صرف خوشنودی خلفاء اور اموی حکمرانوں کی خدمت ہی کی ہے۔

ابوذر کا واقعہ جیسا کہ ہم نے ملاحظہ کیا طبری نے سیف سے نقل کیا ہے دوسرے تمام مورخین نے بھی یا تو سیف سے نقل کیا ہے یا طبری کے واسطے سے نقل کیا ہے ، یہ داستان خود عبد اللہ بن سبا کے افسانہ کا جز ہے جو سیف ابن عمر کے فکر کی ساختہ و پرداختہ ہے ، ہم نے اس کتاب کی دوسری جلد میں افسانہ عبد اللہ بن سبا کا سند و اصل کے ذریعہ چھان بین کی ہے ، یہاں صرف اتنا اضافہ کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ ابوذر کا واقعہ زیادہ تر عبد اللہ بن سبا کے واقعہ میں سیف پر انحصار کرتے ہوئے لکھا گیا ہے اور اس نے سارا ماجرا یزید فقعسی سے نقل کیا ہے۔

اب ہمیں جاننا چاہیئے کہ یزید فقعسی کون ہے ؟ اور اسکی روایت کیا ہے ؟

ہم نے اس شخص کو پہچاننے کے لئے تمام موجودہ کتب رجال و حدیث و تاریخ و سیرت و انساب اور ادبیات اسلام کو کھنگال مارا ، اصولا اسکے بارے میں کوئي چھوٹی سی روایت یا نام نہیں پایا ، سوائے ان روایتوں کے جنھیں طبری و ذہبی نے سیف سے نقل کیا ہے اور وہ بھی چھ روایتیں ہیں پانچ تو طبری کی ہیں اور ایك ذہبی کی تاریخ اسلام میں دیکھی جا سکتی ہے ، اس سے زیادہ کچھ نہیں ۔

سیف متذکرہ روایات میں داستان عبد اللہ بن سبا کو یزید فقعسی سے نقل کیا ہے اس میں ایك روایت ابوذر

کے واقعہ سے مخصوص قرار دیا ہے اس روایت میں سیف نے عظیم صحابی اور پیغمبر کے دانائے راز ابوذر کو اتنا پست دکھایا ہے کہ وہ عبد اللہ بن سبا جیسے ایك مجہول یہودی کے زیر اثر اگئے ، اور معاویہ اور دوسرے اموی حکمرانوں کے خلاف بغاوت پر امادہ ہو گئے اس طرح انھوں نے تمام مملکت اسلامی کوفتنوں میں جھونك دیا_

ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ ان تمام ہنگاموں میں امویوں کی کوئي ذرہ برابر غلطی نہیں ہے نہ معاویہ کی نہ عثمان کی اور نہ دوسرے حکمرانوں کی ، ان سب کا دامن برگ گل کی طرح پاك و صاف ہے_

ہم مدتوں تحقیق کے بعد داستان ابوذر اور عبد اللہ بن سبا کی سند سے اس نتیجہ تك پہونچے کہ ان ساری داستانوں کو مورخوں نے سیف بن عمر سے روایت کی ہے اور سیف اول درجے کا جھوٹا اور جعل ساز تھا ، اس نے اپنے ذہن سے ایك واقعاتی روایت گڑھ لی اور اس نے راوی کا یزید فقعسی جیسے جھوٹے راوی کو بھی اختراع کر لیا ، کہ جعلی راوی فقعس کے قبیلے کا فرد ہے جو قبیلہ اسد کی شاخ تھی ،لیکن سیف نے اپنی تمام روایات میں قبیلہ کا نام تو لکھا ہے لیکن اس کے باپ کا نام نہیں لکھا ہے جیسےاس کا کوئي باپ ہی نہیں تھا ، سچی بات تو یہ ہے کہ اس راوی کا باپ اور تمام ساختہ و پر داختہ صحابہ و راویان کے باپ جو داستان سیف کے پیرو ہیں یہ صرف سیف بن عمر تمیمی کی اختراع ہیں اکیلے سیف کی اختراع وحدہ لا شریك لہ_

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تاریخ کے بزرگ علماء جیسے طبری ، ابن اثیر ، ابن عساکر ، ابن خلدون ، ابن عبد اللہ ،اور ابن حجر کے علاوہ دوسرے سب کے سب اپنی تاریخوں میں سیف بن عمر کی جعلی روایتوں کو جو ایك نمبر کا جھوٹا مکار تھا اس سے لیکر بہت سے مسلمانوں کے عقائد کو اصحاب رسول (ص) کے بارے میں گندہ کر دیا ہے_

اج ان افسانوں کی حیثیت ہو گئي ہے اور لوگ دین اسلام کو اسی راہ سے پہچان رہے ہیں ، کیا اج بارہ صدیاں گذرنے کے بعد اجازت ہے کہ ہم ان افسانوں کو حدیث اور تاریخ کی کتابوں سے نکال دیں ، تاکہ لوگوں کے لئے اصل اسلام کی پہچان اسان ہو سکے_

کوفے کے قاری شام میں

معاویہ کی نوك جھونك صرف ابوذر غفاری و عبادہ جیسے افراد سے نہیں ہوئي تھی بلکہ اسکی خاص عادت یہ تھی کہ جو

بھی تھوڑا سا اسلام کی معلومات رکھتا تھا اس سے اختلاف کر بیٹھتا تھا اسی لئے اس نے کوفے کے ان قاریوں سے جو شام جلا وطن کر دیئے گئے تھے سخت جھگڑا کر لیا عظیم مورخ بلاذری اپنی کتاب انساب الاشراف میں لکھتے ہیں_

جب حکومت کوفہ سے عثمان نے ولید کو معزول کر دیا تو اسکی جگہ سعید بن عاص کو منصوب کر دیا عثمان نے سعید بن عاص سے کہا کہ کوفہ والوں سے اچھے انداز میں پیش انا اور انکی خاطر و مدارات کرتے رہنا اور ولید کی طرح اہل کوفہ سے اختلاف کر، نہ بیٹھنا ، انہیں وجوہات کی بناء پر سعید بن عاص بزرگان شہر اور قاریوں کے ساتھ ہر شب اٹھتا بیٹھتا تھا اور ان لوگوں سے گفتگو کیا کرتا تھا_

ایك دن سعید بن عاص کے گھر سواد و جبل پر بحث چھڑی ، حاضرین نے سواد کی پیداوار کو جبل عامل پر ترجیح دیکر کہا کہ سواد میں جبل (لبنان) کی تمام پیداوار کے علاوہ اس میں خرما کے درخت بھی پائے جاتے ہیں_

دار وغہ شہر نے کہا ، اے کاش ان پیداواروں کا تعلق امیر (سعید) سے ہوتا کیونکہ امیر ان زراعات و باغات کے دیکھ بھال کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں_

مالك اشتر نے جواب دیا ، اگر امیر کے لئے ارزو کرتے ہو تو ارزو کرو کہ انھیں اس سے بہتر باغات و زراعات نصیب ہو لیکن ہمارے اموال کو ان کے لئے ارزو نہ کرنا اور ا س کو اس کی حالت پر چھوڑ دو_

شہر کے داروغہ نے کہا ، انھیں اس ارزو نے کیا نقصان پہونچادیا کہ اس طرح کی تلخ کلامی کر رہے ہیں ، خدا کی قسم ،اگر امیر نے ٹھان لیا تو ان تمام باغوں پر قبضہ کر سکتے ہیں_

مالك اشتر نے جواب دیا ، خدا کی قسم اگر ان باغات کو لینے کا ارادہ کر بھی لیں تو اس کو نہیں لے سکتے ہیں سعید ابن عاص ان باتوں سے بہت غضبناك ہوا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا:

سواد کے باغات صرف قریشیوں (قریش سے مراد بزرگان بنی امیہ و قبیلہ بنی تیم اور عدی نیز اسکے مانند جو مکہ میں تھے بر خلاف انصار کے در اصل اہل یمن سے ہونگے ، اور مالك اشتر نیز اہل کوفہ اسی قبیلوں سے تھے) کا مال ہے_

مالك اشتر نے غصے میں کہا کہ ، تم چاہتے ہو کہ ہماری جنگوں کے ثمرات اور جو کچھ خدا وند عالم نے ہمیں نصیب فرمایا ہے اس کو اپنے خاندان اور اپنے قبیلوں میں تقسیم کردو ، خدا کی قسم اگر کسی نے ان زمینوں کی طرف ترچھی

نگاہ سے بھی دیکھا تو اسکو ایسا مزہ چکھائوں گا کہ ڈر کے مارے بھاگ جائے گا (١)

اس بات کے بعد مالك اشتر داروغہ پر حملہ اور ہوئے لیکن اطرافیوں نے انکو پکڑ لیا_

سعید بن عاص نے اس واقعہ کو عثمان کے یہاں خط لکھ کر تاکید کیا کہ جب تك مالك اشتر اور انکے ساتھی (جو قاریان کوفہ کے نام سے جانے جاتے ہیں کچھ نہیںجانتے اور ان کے پاس عقل بھی نہیں ہے) اس شہر میں رہینگے تو ہماری کوئي ذمہ داری نہیں رہے گی_

عثمان نے جواب میں لکھا کہ ، ان تمام لوگوں کو شام بھیج دو ، قاریان کوفہ جنھوں نے سعید سے جھگڑا کر لیا تھا کوفہ سے جلا وطن کر کے دمشق بھیج دیئے گئے_

معاویہ جو بہت چالاك تھا اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کام کیا کہ ان قاریوں کا خیر مقدم کر کے ان لوگوں کو اپنے قریب کر لیا لیکن حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہ سکتے تھے مالك اشتر اور ان کے دلیر ساتھی دین شناس تھے جبکہ معاویہ مکار اور بے دین تھا اس صورت میں ان سب کا ایك ساتھ رہنا ممکن نہیںتھا ، سر انجام جس دن کاانتظار تھا وہ دن اگیا ، مالك اشتر اور معاویہ کے درمیان سخت کلامی ہوئي جسکی وجہ سے مالك اشتر کو رسی میں جکڑ کے زندان میں ڈال دیا گیا ، وہاں وہ طویل زمانے تك رہے مگر چھوٹنے کے بعد حالات نے اپنے اپ کروٹ لے لی کیونکہ مالك اشتر اور انکے ساتھی جو حاکم شام

معاویہ سے دور ہو گئے تھے انھوں نے اہل دمشق کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا ، اس کی خبر عثمان کو دی گئي کہ جو لوگ ہمارے یہاں ائے ہیں انھیں نہ عقل و شعور سے واسطہ ہے اور نہ ہی دین و مذہب سے لگائو ہے ان کا مقصد صرف فتنہ پروری ہے ، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ یہاں رہ گئے تو فتنہ و فساد کو پھیلا دینگے ، اہل شام کو بغاوت پر امادہ کر دینگے ،ان لوگوں سے ان باتوں کو سیکھ لینگے جو ابھی تك نہیں جانتے ہیں ، شام والے بھی اہل کوفہ کی طرح فاسد اور اپنی اعتدال فکر کو کھو بیٹھیں گے_

عثمان نے سوچا کہ مالك اشتر اور ا ن کے ساتھیوں کو ایك دور افتادہ شہر کی طرف بھیجدیا جائے تاکہ ان لوگوں کی چھاپ نہ پڑ سکے ، معاویہ نے ان تمام لوگوں کو شہر حمص بھیج کر عثمان کے حکم کی تعمیل کی (۱(

_۱انساب الاشراف ج۵ ص ٤٠
_۲انساب الاشراف ج۵ ص ٤٣

پہلی صدی کا مشہور مورخ مدائنی نقل کرتے ہیں:

ان لوگوں کی شام میں معاویہ کے ساتھ نشست ہوئي تھی اس نشست میں ایك دوسرے کو برا بھلا کہتے تھے _ منجملہ

ایك روز معاویہ نے یہ کہدیا کہ ،قریش سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ میرا باپ ابوسفیان قریش میں سب سے زیادہ معزز اور با وقار تھا ، لیکن رسول (ص) کو نبوت مل گئي جو کسی اورکو نصیب نہ ہو سکی اگر تمام لوگ ابوسفیان کی اولاد ہوتے تو سب کے سب حلیم و بردبار ہوتے_

صعصہ بن صوحان نے فورا جواب میں کہا:

اے معاویہ تو جھوٹ بولتا ہے ، حضرت ادم ابوسفیان سے بہر حال بہتر تھے جو اللہ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ان میں اپنی روح پھونکی فرشتوں کو سجدہ پر مامور فرمایا ، انکی اولاد میں عقلمند بھی ہیں اور بیوقوف بھی اچھے بھی ہیں اور برے بھی پائے جاتے ہیں تمام ایك شکل کے نہیں ہیں (۱(

جیسا کہ اپ نے ملاحظہ فرمایا ، معاویہ جس طرح ابوذر غفاری اور عبادہ جیسے صحابی رسول کے شام میں رہنے سے کڑھتا تھاا سی طرح نہیں چاہتا

تھا کہ تابعین اور قاریان قران اور نیك و صالح افراد اس شہر میں رہیں ، اس مسئلے نے معاویہ کو اس قدر حیران و پریشان کیا کہ فورا خلیفہ سوم سے شکوہ و شکایت کیا ، معاویہ کو اس بات کا خوف تھا کہ کہیں یہ لوگ حقائق اسلام کو جو لوگوں سے پنہاں کر رکھا ہے ان سے بیان نہ کر ڈالیں ، اگر یہ لوگ احکام خدا کو جان گئے تو پھر ہماری قیصر و کسری کی شان و شوکت اور خواہشات نفسانی خاك میں مل جائے گی_

_١طبری ج٥ ص ٩٠ ، ابن اثیر ج٣ ص ٦٠

معاویہ عثمان کے بعد

جیسا کہ پہلے ملاحظہ کیا گیا کہ _ دولت کی جمع اوری اور عثمان کے رشتہ دار جو تمام اسلامی سر زمین پر قبضہ کئے ہوئے تھے ان کے جرائم نے تمام بڑے بلاد اسلامی کو فتنہ و اشوب کے سیلاب میں گھیر لیا تھا ، اور ناراض مسلمانوں نے مدینہ کے اندر عثمان پر عرصہ حیات کو تنگ کر ڈالا تو جس طرح خلیفہ سوم نے تمام حکمرانوں اور والیان شہر کو خط لکھا اور ان

لوگوں سے مدد مانگی تھي، اسی طرح معاویہ کو بھی خط بھیجا اور اس سے مدد و نصرت طلب کی_

عثمان نے معاویہ کو اس طرح خط لکھا:

اہل مدینہ نے کفر اختیار کر لیا ہے اور اطاعت و پیروی کا قلادہ گردن سے اتار کر اپنی بیعت کو توڑ ڈالا ہے ، لہذا جتنا بھی ممکن ہو سپاہ شام کو ہماری نصرت کے لئے جلد بھیج دو ، خط معاویہ کو ملا اس نے اچھے طریقہ سے حالات کو پڑھ لیا ، شاید اس انتظار میں تھا کہ عثمان کے مرتے ہی تخت خلافت پر قبضہ ہو جائے گا ، اسی بناء پر عثمان کے تمام حقوق کے باوجود جو اسکی گردن پر تھے مدد

پهونچا نے میں کسی قسم کی جلدی نہیں دکھائي ، اور اپنی کوتاہیوں کی اس طرح توجیہ و تاویل کی کہ _ ہم مسلمین اور اصحاب رسول (ص) کی مخالفت سے راضی نہیں ہیں ، جب عثمان نے اپنے خط کے سلسلے میں پہلو تہی دیکھی تو اہل شام کو خط لکھا اور ان سے درخواست کی کہ _ تم لوگ ہماری نصرت کے لئے شہر سے نکلو_

بلاذری لکھتے ہیں

جب عثمان نے معاویہ کو خط بھیجا اور اس سے مدد مانگی تو معاویہ نے یزیدابن اسد قسری کی سر براہی میں چھوٹی سی فوج مدینہ کی جانب روانہ کی ، اور یزید بن اسد قسری کو کہا کہ جس وقت تم سر زمین ذا خشب پر پہونچنا تو اسی مقام پر پڑائو ڈالدینا اور اسکے اگے نہ بڑھنا ، کبھی اپنے ذہن میں بھی نہ لانا کہ ہم پائے تخت اسلامی کے حوادث و واقعات سے باخبر نہیں ہیں اور معاویہ کی عدم موجودگی میں تمام چیزیں ڈھکی چھپی ہیں ، درانحالیکہ ہم با خبر بھی ہیں اور موجود بھی ؟ لشکر اپنے سربراہ کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوا ، جب مقام ذاحشب پر پہونچا تو یہیں پر ٹھر گیا ، اور اس قدر دیر لگائي کہ عثمان لوگوں کے ہاتھوں سے مار ڈالے گئے ، جب پانی نیزے سے اتر گیا اور فتنہ و اشوب فرو ہوگئے تو معاویہ نے یزید بن اسد کو لشکر کے ہمراہ واپس بلوالیا_

تیسری صدی کا معتبر مورخ بلاذری کا کہنا ہے کہ ، معاویہ نے بغیر سوچے سمجھے ایسا نہیں کیا تھا وہ چاہتا تھا کہ عثمان اس حادثہ میں مار ڈالے جائیں ، پھر اسکے بعد اپنے کو بھتیجے کی حیثیت سے خلافت و حکومت کا حقدار ثابت کر دے (۱ (

_۱شرح النہج ص ۵۸

لیکن جب کہ اپ جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا اور لوگ امیر المومنین (ع) کے گرد جمع ہو گئے اور ان کو خلیفہ تسلیم کر لیا ، جب حضرت علی (ع) کے ہاتھوں پر بیعت ہو گئي تو معاویہ جس نے عثمان کی مدد کرنے میں کوتاہیاں کی تھیں بہت شرمندہ ہوا ، کیونکہ اب تخت خلافت بہت دور نظر انے لگا ، لہذا ایك نئي چال چلی کہ طلحہ و زبیر کو مخفیانہ طور پر خط لکھا اور اس خط میں کچھ ایسی باتیں تحریر کیں تاکہ ان دونوں کے دل خلافت کی چٹکیاں لینے لگیں ، کیونکہ یہ دونوں

ہوا پرست اور خلافت عثمان کے زمانے میں دولت و ثروت کی چاشنی بھی چکھے ہوئے تھے ، اسی بناء پر یہ دونوں معاویہ کے دام فریب میں اگئے (١_ (

معاویہ کا نقشہ یہ تھا کہ ان دونوں کو جوان دنوں صاحب نفوذ و رسوخ سمجھے جاتے تھے ، حضرت امیر المومنین سے جنگ کرنے پر ابھاردے ، البتہ خلیفہ مظلوم اور قصاص خون عثمان ان دونوں کے لئے اچھا بہانہ تھا ، طلحہ و زبیر نے معاویہ کی مکارانہ چال میں اکر خونبار جنگ جمل برپا کر دی_

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ اغاز جنگ میں طلحہ مار ڈالے گئے اور زبیر نے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی اور مرد تمیمی کے ہاتھوں بے رحمانہ قتل کر دیئے گئے (٢(

اس طرح معاویہ کے دو طاقتور رقیب خلافت کے سلسلے میں میدان سے خارج ہو گئے جی ہاں جب کوئي مارا جاتا تھا تو معاویہ کی خلافت قریب الوقوع نظر انے لگتی تھی_

جب امیر المومنین (ع) تخت خلافت پر ائے تو جریر کو پیغام دیکر معاویہ کے یہاں بھیجا ، اور اس سے بیعت طلب کی_

معاویہ نے جریر سے کہا _ اپنے رفیق کو لکھ دو کہ ہم دو شرط کے ساتھ بیعت کرنے پر حاضر ہیں_

_١شام اور مصر کو ہمارے حوالے کر دیں نیز ان دونوں سر زمین کا خراج ہمارا ہو گا

_٢مرتے وقت کسی کی بیعت کا قلادہ ہماری گردن میں نہ ڈالیں

اس عبارت سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ خلافت سے معاویہ کا اشتیاق کس قدر ہے معاویہ جانتا تھا کہ

_١مروج الذهب ج٢ ص ٣٣٣
_٢شرح نہج البلاغہ ج٢ ص ٥٨١

حضرت امیر المومنین (ع) سے رقابت نہیں ہو سکتی ، کیونکہ جو فضیلتیں امام (ع) میں پائي جا رہی تھیں مجھ میں نہیں ہے_

اسی وجہ سے خلیفہ وقت کے خلاف بھڑکانے کی جرائت و جسارت نہیں ہو رہی تھی ، اسی لئے وہ چاہتا تھا کہ پہلے عائشہ طلحہ و زبیر اس خطرناك راستے کو طے کریں ، اسکے بعد وہ اس راستہ کو طے کرے ، لہذا بہتریہی ہے کہ امام (ع) سے جنگ کرنے کے بجائے ان سے مصر اور دوسرے بڑے شہروں کی مانگ کر کے اپنی حکومت کو وسیع کرے تاکہ امام (ع) کے مرتے ہی بڑے اطمینان کے ساتھ تخت خلافت پر براجمان ہو جائے ، جریر نے معاویہ سے کہا کہ تمھیں جو کچھ لکھنا ہے لکھو ہم خط نہیں لکھیںگے_

معاویہ نے اپنی رائے کو امام (ع) کے پاس لکھ کر بھیجا ، امام (ع) نے جریر کے ذریعہ معاویہ کو جواب دیا کہ تو نے حتمی فیصلہ کر لیا ہے کہ میری بیعت نہیں کرے گا اور جو کچھ دوست رکھتا ہے اسکو انجام دیگا ، وہ چاہتا ہے کہ تم کو اتنا سر گردان و معطل رکھے تاکہ لوگوں کی توجہات کو مبذول کرلے_

جب ہم مدینہ میں تھے تو مغیرہ بن شعبہ نے اس طرح کا اشارہ کیا تھا کہ معاویہ کو شام کی حکومت پر رہنے دیجیئے لیکن ہم اس کام کو ضرور انجام دینگے ، اس لئے کہ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ خدا وند عالم معاویہ جیسے بدکردار و گمراہ کے ذریعہ ہماری مدد و نصرت کرے ، اگر اس نے میری بیعت قبول کر لی تب تو ٹھیك ہے ورنہ فورا ہماری طرف پلٹ ائو (۱(

اٹھویں صدی کا مورخ ابن کثیر اپنی تاریخ البدایہ و النہایہ میں لکھتے ہیں:

عقبہ بن ابی معیط نے جب یہ سنا کہ معاویہ نے حضرت علی (ع) سے مصر اور شام کی حکومت کا مطالبہ کیا ہے تو اس نے معاویہ کو ایك خط لکھا اور اس خط میں اسکی خوب مذمت کی نیز اس میں چند اشعار لکھکر روانہ کئے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ، معاویہ شام کی حکومت کو ہاتھ سے نہ جانے دینا ذرا دشمن سے ہوشیار رہنا کیونکہ یہ دشمن ادہے کی مانند ہے لہذا اسکو چھوڑ نہ دینا ، علی (ع) اسکے منتظر ہیں ، کہ تم کیا جواب دیتے ہو، اسکے خلاف جنگ کے شعلے ایسے بھڑکا دے کہ جوانوں کے سیاہ بال سفید ہو جائیں، شام سے شمشیر اور نیزوں کی حمایت کر اور ہاتھ پر ہاتھ رکھکر نہ بیٹھنا اور نہ اس سلسلہ میں تساہلی کرنا اور اگر ایسا نہیں کرنا ہے تو سر تسلیم کو خم کر دے_

_۱نصر بن مزاحم کی صفین ص ۵۸ ، شرح النہج ج۱ ص ۲۵۰

تاکہ جو لوگ امن پسند اور جنگ کے خواہاں نہیں ہیں وہ اطمینان و ارام کے ساتھ زندگی گذار سکیں اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

اے حرب کے بیٹے ، تم نے طمع و حرص میں اکر جو اسکو خط لکھدیا ہے اس کام کو انجام دیکر اپنے سر پر بہت بڑی مصیبت مول لی ہے۔

معاویہ ،حضرت علی (ع) سے جو تم نے خواہش ظاہر کی ہے وہ ہرگز پوری نہیں ہو سکتی ، اور اگر اپنی مراد تك پہونچ بھی گئے تو سوائے چند دنوں کے زیادہ پایدار بھی نہیں ہے۔

اخرتیرے دل میں اس قدر تمنائیں کروٹ لے رہی ہیں جو ایك نہ ایك دن ہلاکت کی باعث ضرور بنیںگي، لہذا بہتر یہی ہے کہ اپنے دماغ سے ان امنگوں کو نکال دے ،کیونکہ علی) ع) جیسے تمہارے دام فریب میں نہیں اسکتے ہیں ، اور اس سے تم نے اچھے طریقہ سے ان کی ازمائشے بھی کی ہے جو تم نے خراب کیا اسکو علی نے بنایا ہے۔

اگر اس کے چنگل میں ایك بار چلے گئے تو یاد رکھو کہ تم نے تو اسکی کھال نہیں کھینچی لیکن وہ تمھاری کھال کو ادھیڑ دے گا (۱(

صفین معرکہ حق و باطل

اس سے قبل اپ نے ملاحظہ فرمایا کہ _ معاویہ نے کس طریقہ سے عثمان کے تمام حقوق کے باوجود جو اسکی گردن پر تھے انکی نصرت کرنے میں کوتاہی کی ، اور اس قدر عذر تراشی کی کہ ناراض مسلمانوں نے انکو گھر کے اندر قتل کر ڈالا ، شاید معاویہ اس انتظار میں تھا کہ جو اسکی خلافت کی راہ میں کانٹے ہیں وہ سب صاف ہو جائیں ، لیکن قتل عثمان کے بعد معاویہ کی خواہش کے بر خلاف لوگوں نے امیر المومنین(ع) کو خلیفہ تسلیم کر لیا ، جب زمام حکومت علی (ع) کے ہاتھوں میں اگئي تو اپ نے خاص طور سے اپنی بیعت کا مطالبہ معاویہ سے کیا لہذا معاویہ نے ایك بڑی پلاننگ تیار کی _ اس نے مظلومیت عثمان اور انتقام خون کو بہانہ بناکر جو پہلی مرتبہ جنگ جمل میں اس پرچم کو لہرایا جا چکا تھا امام (ع) سے بر سرپیکار ہو

_۱بدایہ النہایہ ج ۸ ص۱۲۹

جانے اور اسکے ذریعہ سے اپنے دل کی تمنائیں نیز اپنے باپ ابو سفیان کی وصیت پوری کر کے اسلام کی وسیع و عریض حکومت کو اپنے ہاتھوں میں لینے کا ارادہ کیا_

اسی لئے اس نے عثمان کا خون الود کرتہ مسجد دمشق کے منبر کے نزدیك لٹکا دیا ، بوڑھے اسکے گرد جمع ہو کر رونے لگے ، پھر اپنی تقریر میں اس بات کا اعلان کیا کہ میں مقتول کا وارث ہوں اور جن لوگوں نے خلیفہ کو ناحق قتل کیا ہے ان سے خون کا انتقام لینا چاہیئے اہل شام معاویہ کے دام فریب میں اکر سخت دھوکہ کھائے ، جی نہیں ، بلکہ ان لوگوں نے یزید بن ابو سفیان (برادر معاویہ) کے ہاتھوں اسلام کو قبول کیا تھا اور تقریبا بیس سال سے معاویہ کی حکمرانی میں زندگی گذار رہے تھے ، لہذا ایك طرف شام والوں کی سادہ لوحی تھی ، جسکی وجہ سے بنی امیہ جدہر چاہتے تھے انکو گھما دیتے تھے اور دوسری طرف خاندان بنی امیہ سے ان لوگوں کی بیس سالہ رفاقت و محبت تھی ، یہی وہ کڑی سے کڑی تھی جو اہل شام کو معاویہ کے افکار و نقشہ کو قبول کرنے میں معاون ومدد گار ثابت ہوئي ، اسی لئے شام والوں نے فورا اس کی بیعت کر کے اس کے فرمان پر اپنا سر تسلیم خم کر دیا (١) اہل شام چاہتے تھے کہ امام (ع) سے جنگ کریں کیونکہ ان لوگوں کو سمجھایا گیا تھا کہ قاتل عثمان اپکے حاشیہ نشین اور پناہ میں ہیں ، لہذا ان لوگوں کو کھینچ کر لایا جائے گا پھر خلیفہ ء مظلوم کے خون کا بدلہ ان سے لیں گے _ شام والے معاویہ کی سر براہی میں خون عثمان کا بدلہ لینے کےلئے امام) ع) سے جنگ کرنے کی خاطر یہاں سے چل دیئے ، دونوں لشکر کا ربیع الثانی ٣٨ھ میں میدان صفین میں امنا سامنا ہوا (٢)

صفین کے کھلے میدان میں نہر فرات کے کنارے دونوں لشکر کے ما بین کافی دنوں تك جنگ بند رہی ، امیر المومنین (ع) نے جنگ میں کبھی پیش قدمی نہیں کی اور جس طرح اسلام نے حکم دیا تھا اسی طرح اپنے لشکر والوں کو دستور دیا ، معاویہ نے پہلے ہی روز نہر فرات کا پانی جو تنہا مخزن اب تھا امام (ع) کے لشکر پر بند کر دیا ، چالاك مشاور عمر و عاص نے کہا _ اے معاویہ _ تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ علی (ع) اور انکے ساتھیوں کے ہاتھ میں جب تك چمکتی ہوئي تلواریں اور لچکتے ہوئے نیزے ہیں کبھی پیاسے نہیں رہ سکتے ہیں ، بہتر یہ ہے کہ تم انھیں پانی سے نہ روکو ، لیکن لشکر امام (ع (کا دلیر سردار مالك اشتر کی سعی و کوشش نے نہر فرات کو معاویہ کے سپاہ سے چھین لیا_

_١صفين ص ١٢٨
_٢صفين ص ٢٠٩، شرح نہج البلاغہ ج١ ص ٢٥٠

جب لشكر علی نے نہر فرات پر قبضہ كر ليا تو حضرت علی (ع) نے اپنی شان و شوكت سے معاويہ كے پاس پيغام بھيجوايا كہ ، اگر چہ فرات پر ہمارا قبضہ ہے مگر تم اور تمھاری فوج چاہے اور جتنا چاہے پانی لے سكتی ہے اس پر سبھی كا حق بنتا ہے (١_ (

معاويہ كی چالاكي

يہ پہلی جھڑپ دونوں لشكر كے درميان تھی ، جنگ مدت دراز كے لئے متوقف ہوگئي كيونكہ امير المومنين (ع) نے حتی الامكان كوشش كی كہ جنگ اور زبر دستی كے ذريعہ اپنے نظريات كو نہيں تھوپاجائے ليكن شامی سوائے خون عثمان كے كچھ نہيں‌كہتے تھے ؟

ذی الحجہ كے مہينے ميں بھی چھوٹی موٹی مڈ بھيڑيں ہوئيں ليكن اسكا كوئي خاص نتيجہ نہيں نكلا ، محرم الحرام كی امد پر طرفين جنگ سے دستبرادر ہو گئے ، ليكن اس مہينہ كے تمام ہوتے ہی دوبارہ جنگ شروع ہو گئي ، ان تمام مدتوں ميں معاويہ كی يہی سعی و كوشش رہی كہ كسی نہ كسی طريقہ سے امام عليہ السلام اسكو حكومت شام كا پروانہ لكھديں تاكہ جنگ كا خاتمہ كر دے ، ليكن امام (ع) كسی قيمت پر راضی نہيں تھے كہ معاويہ جيسا انسان انكا ہمنوا بنے_

اخر ايك شديد حملہ ميں لشكر امام (ع) كی شجاعت اور پا فشاری كا نتيجہ يہ ہوا كہ فوج نے داہنی سمت سے اتنی پيش قدمی كی كہ معاويہ كے خيمہ تك پہونچ گئي _ ليكن ميسرہ كی فوج شاميوں كے حملہ كی تاب نہ لاكر پيچھے ہٹ گئي_

اس وقت امام عليہ السلام بہ نفس نفيس ميدان ميں اگئے اور اپنے فراری لشكر كو للكارا ،پھر معاويہ سے كہا ، اے معاويہ لوگوں كا خون نا حق كيوں بہا رہا ہے ائو ہم دونوں لڑكر فيصلہ كر ليں معاويہ نے جان كے خوف سے امير المومنين كی دعوت قبول نہيں كی كيونكہ خوب جانتا تھا كہ جو بھی بہادر امام (ع) سے

مقابلہ کرنے کے لئے میدان جنگ میں گیا وہ دوبارہ واپس نہیں ایا ہے_

تمام رات جنگ جاری رہی ، جب رات کا اندھیرا چھٹا تو لشکر امام (ع) کی شکست اخری مرحلہ میں تھی ، مالك اشتر کوفہ کے بہادروں کے ساتھ میمنہ کی طرف سے اور امام (ع (قلب لشکر سے دشمنوں پر تابڑ توڑ حملہ کر رہے تھے ، اور

_١صفين ص ١٩٣

لشکر کوفہ کے سپاہی جب شام کی فوج میں گھس گئے تو معاویہ نے راہ فرار اختیار کی اسکے سپاہیوں کو سوائے شکست کے کوئي اور چیز نظر نہیں ارہی تھی ، کفر اور جاہلیت کا رکن بزرگ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو رہاتھا اور حکومت علوی تمام بلاد اسلامی پر حکمرانی کرتی نظر ارہی تھی کہ اچانك معاویہ کے مکار مشاور عمر و عاص کے ذہن میں ایك فتور ایا تب جا کر معاویہ کی جان میں جان ائي_

عمر و عاص نے معاویہ سے کہا کہ:

لشکر شام کو حکم دو کہ قران کو نیزوں پر بلند کریں فوج شام نے اسکے حکم کی تعمیل کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ ہم حکم قران پر راضی ہیں اس طرح پانچ سو قران نیزے پر بلند کئے گئے (١) ،امام (ع) کے لشکر کے بے دین افراد نے اس فریب میں اکر استقامت کرنا چھوڑ دیا_

سوائے چند افراد کے کوئي بھی ثابت قدم نہ رہ سکا خاص طور پر وہ جو معاویہ کے مزدور اور سپاہ کوفہ کے منافقین تھے جیسے اشعث بن قیس کہ اس نے اس راہ میں خوب فتنہ برپا کیا (٢_ (

امام (ع) اور ا ن کے لشکر والوں نے بہت سمجھایا بجھایا کہ یہ کام دھوکہ اور سیاست ہے یہ لوگ نہ مسلمان ہیں اور نہ ہی قران والے ہیں ہم نے بارہا ان لوگوں کو قران کی طرف دعوت دی لیکن اسکے سایہ میں نہیں ائے_

لشکر امام (ع) کے افراطی لوگ اشعث بن قیس کی سر براہی میں بغاوت و سر کشی پر اتر ائے ، اس ہنگامہ بلا خیز میں مالك اشتر ایك طرف سے لشکر معاویہ کو درہم برہم کئے ہوئے تھے ، عنقریب تھا کہ جنگ لشکر امام (ع) کے حق

میں ختم ہو_

دوسری طرف اشعث اوراسکے ساتھیوں نے امام (ع) کو سخت محاصرے میں لے لیا اور ان سے کہا کہ اپ مالك اشتر کو حکم دیں کہ میدان جنگ سے واپس اجائیں ، امام (ع) نے فرستادہ کو بھیجا ، مالك اشتر نے اس سے کہا کہ انحضرت سے کہنا کہ یہ گھڑی جنگ سے واپس بلانے کی نہیں ہے ، ہمیں خدا وند عالم پر بھروسہ ہے کہ جلد کامیابی نصیب کر دے گا ، وہ شخص مالك کا پیغام لیکر لوٹ ایا_

اسی اثنا ء میں شدید گرد و غبار اور ڈھول تاشے کی اواز میدان جنگ میں گونجنے لگی ، لشکر عراق کی فتح اور شام

_١مروج الذھب ج٢ ص ٣٩٠
_٢تاریخ یعقوبی ج٢ ص ١٦٥

والوں کی شکست نمایاں تھی کہ جو لوگ امام علیہ السلام کو انگشتری کے نگینہ کی طرح گھیرے ہوئے تھے انھوں نے فریاد بلند کرنا شروع کر دی کہ اپ نے اشتر کو اتش جنگ بھڑ کانے کا حکم دیا ہے_

امام علیہ السلام نے فرمایا ، وائے ہو تم لوگوں پر ہم نے اپنے فرستادہ سے چپکے سے گفتگو کی تھی ایا تم لوگوں کے سامنے ہم نے واپسی کا پیغام نہیں کہلایا تھا_

ان لوگوں نے امام (ع) سے کہا کہ اپ مالك اشتر کے پاس کہلوایئےہ میدان سے واپس چلے ائیں _ ورنہ ہم لوگ اپکے لشکر سے علحدہ ہو جائینگے_

امام (ع) نے مالك اشتر کے پاس پیغام بھیجوایا کہ پلٹ ائو ورنہ فتنہ و اشوب بھڑك اٹھے گا ، مالك اشتر نے کہا ، کیوں ، ان قران کی وجہ سے جو نیزوں پر بلند کئے گئے ، فرستادہ امام (ع) نے کہا ، جی ہاں ، مالك اشتر نے کہا ، خدا کی قسم ، مجھے اس بات کاخوف ہے کہ کہیں اسکی وجہ سے ہمارے درمیان اختلاف نہ ہو جائے ، فرزند نابغہ عمر و عاص نے اس کام کو کر کے ہمارے ہاتھوں کو باندھ ڈالا ہے _ اہ _ ایا تم نہیں دیکھتے ہو کہ خدا وند عالم نے کس طریقہ سے فتح کو ہماری جھولی میں ڈالدیا ہے ، ذرا تم خود بتائو یہ وقت میدان چھوڑنے

کا ہے_

امام (ع) کے فرستادہ نے کہا ، اے اشتر تم چاہتے ہو کہ ایك طرف فاتح میدان بنو اور دوسری طرف امام (ع) قتل کر دیئے جائیں یا دشمنوں کے حوالہ ہو جائیں ، ان لوگوں نے امام (ع) سے کہا ہے کہ اپ اشتر کو واپس بلوالیں ورنہ ہم لوگ اپکو تلوار سے قتل کر دینگے ، جس طریقے سے عثمان کو قتل کیا گیا ہے ، مالك اشتر نے کہا ، خدا کی قسم ، ہم ہرگز ایسی فتح نہیں چاہتے ہیں یہ کہا اور میدان جنگ سے واپس اگئے اور امام (ع (کی خدمت میں شرفیاب ہو کر ان لوگوں سے مخاطب ہوئے جنھوں نے امام (ع) کو محاصرہ میں کر لیا تھا_

اے کاہلو _ ایك لمحے میں دشمن کے اوپر پیروز وکامیاب ہو جاتے اور وہ جو کتاب خدا و سنت رسول کو کچل رہا تھا انکو اپنے چنگل میں کر لیتے مگر اسکے چھوٹے سے فریب میں اکر پھنس گئے اور قران کے فریبی دعوت میں اکر میدان کو چھوڑ دیا مجھے کم از کم ایك ساعت کی مہلت دیدو تاکہ جنگ کو مرحلہ اختتام تك پہونچا دوں ،ان لوگوں نے کہا ، ہم لوگ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے_

مالك اشتر نے فرمایا : ایك مرتبہ گھوڑا دوڑانے کی مہلت دیدو

ان لوگوں نے کہا ، اگر اسکی اجازت دونگا تو تمہارے جرم میں ہم لوگ شریك ہو جائیں‌گے مالك اشتر نے فرمایا ، مجھ سے بات بناتے ہو جب تم لوگوں نے جنگ کی تھی اور تمہارے اچھے عمار یاسر جیسے شہید ہو گئے ، تو اس وقت حق پر تھے ، یا اب جبکہ تم لوگ بچ گئے ہو اور تمھیں لوگ خوا ہاں صلح ہو ؟

اگر اسوقت تم لوگ حق پر ہو تو وہ لوگ جو تم سے بہتر تھے اور انکی پاکیزگی کا تم لوگ انکار بھی نہیں کر سکتے وہ اگ میں جل رہے ہوں گے ؟

ان لوگوں نے کہا _ اشتر ہم لوگوں کو چھوڑ دو ہم لوگ تمھاری پیروی نہیں کرینگے اور ہماری نگاہوں سے دور ہو جائو_

مالك اشتر نے جواب دیا ، خدا کی قسم ، تم لوگوں نے دھوکہ کھایا ہے ہم تمھاری نمازوں کو شوق خدا اور زھد دنیا کی دلیل سمجھے بیٹھے تھے لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا کہ تم لوگ موت کے خوف سے بھاگ رہے ہو اور ابھی دنیا میں رہنے کا اشتیاق رکھتے ہو ، اج کے بعد کبھی عزت و سر بلندی کو نہیں دیکھو گے

دور ہو جائو اسی طرح جس طرح ستمکاران دور ہو گئے ، نابنجار و سر کش افراد ان کے جواب سے ششدر رہ گئے تھے ، اشتر کو برا بھلا کہا گیا ، یہاں تك کہ انکے گھوڑے کو تازیانے سے مارا جب حد سے زیادہ بات بڑھ گئي تو مالك اشتر نے بار دیگر ان لوگوں کو خوب سنایا_

امام (ع) نے جب ان حالات کو دیکھا تو مالك اشتر کو بلا کر ارام کرنے کو کہا ، جسوقت ارام کر رہے تھے تو اشتر نے امام (ع) سے فرمایا کہ ، اقا اتنی اجازت دیدیجئے کہ ان لوگوں سے نپٹ لوں اور ان تمام لوگوں کے ہوش کو ٹھکانے تك پہونچا دوں حاضرین نے اواز بلند کرنا شروع کر دی کہ علی (ع) حکمیت پر راضی ہو گئے مالك اشتر نے کہا ، اگر علی (ع) راضی ہو گئے ہیں تو ہم بھی حکمیت پر راضی ہیں چارو ں طرف سے ایك ہی اواز تھی علی (ع) راضی ہیں ، اس ہنگام میں امام (ع) سر جھکائے خاموش تھے اور کوئي بات نہیں _ (۱(

_۱صفین ص ۴۹۲

ابو موسی اور عمر و عاص

اپ نے ملاحظہ فرمایا کہ، امام (ع) اپنے لشکر کے ان سرکش اور باغی افراد کے نظریات کو قبول کرنے میں مجبور ہو گئے تھے جو حکمیت کے خواہاں تھے ، بات انتخاب حکم تك پہونچ گئي شام والوں نے عمر و عاص کو منتخب کیا اشعث اور اسکے کوفے کے ساتھیوں نے جو اس واقعہ کے بعد خوارج کہلانے لگے انھوں نے کہا کہ ، ہم ابو موسی اشعری کو اس کام لئے منتخب کرتے ہیں_

امام (ع) نے فرمایا ، ہم ابو موسی کو اس اہم کام پر منتخب نہیں کرنا چاہتے ہیں

اشعث اور اسکے ساتھیوں نے کہا ہم سوائے ابو موسی کے کسی کو حکم نہیں بنانا چاہتے ہیں کیونکہ اس نے پہلے ہی ہم لوگوں کو جنگ میں شریك ہونے سے منع کیا تھا_

امام (ع) نے کہا :میں اسکی حکمیت سے راضی نہیں ہوں کیونکہ اس نے مجھ سے دوری اختیار کی اور لوگوں کو ہماری مدد سے روکا پھر مجھ سے فرار بھی کیا یہاں تك کہ ہم نے اسکو امان دیا ہم اس کام کے لئے ابن عباس کو نامزد

کرتے ہیں_

ان لوگوں نے کہا ، خدا کی قسم ، ابن عباس اور تمھارے میں فرق ہی کیا ہے لہذا ہم لوگ انکو قبول نہیں کرتے کوئي ایسا شخص لشکر عراق سے حکم ہو جسکی نسبت معاویہ اور تم سے یکساں ہو_

امام (ع) نے فرمایا ، پھر مالك اشتر کو معین کرتا ہوں

اشعث نے کہا _ انھیں کی بدولت تو جنگ کے شعلے بھڑ کے ہیں اور وہ بھلا چاہیںگے کہ تحکیم کامیاب ہو ؟ امام (ع) نے فرمایا کہ اشتر کے سلسلے میں کیا خیال ہے_

ا شعث نے کہا اگر اشتر حکم ہو گئے تو ہمارے اور لشکر شام کے درمیان اسقدر تلواریں چلے گیں_کہ اشتر اور تمھاری خواہش پوری ہو جائے گي

امام (ع) نے کہا ،اخر عمر و عاص ابو موسی کو فریب دیدے گا

ان لوگوں نے کہا ، ہم ابو موسی کی حکمیت پر راضی ہیں

امام (ع) نے فرمایا سوائے ابو موسی کے کسی اور کو قبول نہیں کرو گے ؟

ان لوگوں نے کہا ، جی نہیں

امام (ع) نے فرمایا _ پس جو چاہو کرو

ایك شخص ابو موسی کو بلانے گیا مالك اشتر نے عرض کیا ، امیر المومنین(ع) ہم کوبھی اس کے ہمراہ حکمیت میں شریك کر دیجئے ، اس پیشکش کو اہل کوفہ کے درمیان رکھا گیا لیکن وہ لوگ اس پر راضی نہیں ہوئے_

پھر قرار داد قلمبند کی گئي کہ دونوں طرف کے حکم اس کے پابند ہو نگے کہ قران کریم اور سنت رسول (ص) کی رو سے فیصلہ کرینگے ، پھر اضافہ کیا گیا کہ اگر حکمین نے قران و سنت رسول (ص) کے خلاف فیصلہ کیا تو مسلمان اس فیصلے کو نہیں مانیں گے ،_ اس عہد و پیمان پر اہل شام کی جانب سے عمر و عاص نے اور ابو موسي(جو بیوقوف اور بے ایمان عراقیوں کی طرف سے منتخب ہوا تھا)نے دستخط کئے دو مہ .... الجندل کے اجتماع حکمین سے پہلے عمر

و عاص نے ابو موسی اشعری کی خوب تعظیم و تکریم کی اپنے سے بلند دکھانے کے لئے کہا کہ تم تو ہم سے پہلے رسول اسلام (ص) کے ہمنشین ہوئے اور تم ہم سے سن و سال میں بڑے بھی ہو_

قبل اس کے کہ ابو موسی اور عمر و عاص میں باہمی اختلاف ہو ابو موسی نے کہا:

اے عمر و عاص ایا تم امت کی صلاح نہیں چاہتے ہو ؟

عمر و عاص نے پوچھا ، امت کی صلاح کس چیز میں ہے

ابو موسی نے جواب دیا ، صلاح اس میں ہے کہ حکومت و خلافت کو عبد اللہ بن عمر کے حوالہ کر دیا جائے کیونکہ اس نے ان جنگوں میں شرکت بھی نہیں کی ہے_

عمرو عاص نے کہا _ تم نے معاویہ کو کیوں فراموش کر دیا

ابو موسی نے کہا ، خلافت سے معاویہ کو کیا سرو کار ہے وہ تو کسی صورت میں اسکا مستحق نہیں ہے ، بات طول پکڑ گئي اور دونوں نے کسی پر اتفاق رائے قائم نہیں کیا ، اخر اس مسئلے کو کیسے سلجھایا جائے ، ابو موسی نے کہا ، میری رائے یہ ہے کہ ان دونوں (علی (ع) و معاویہ) کو تخت خلافت سے برکنار کر دیا جائے اسکے بعد خلافت کو مسلمانوں کی شوری پر چھوڑ دیا جائے جسکو چاہیں منتخب کر لیں_

عمر و عاص نے کہا ، تم صحیح کہتے ہوہم اس رائے پر اتفاق کرتے ہیں ، یہ وہی مشورہ ہے جس میں عوام کی بھلائي بھی ہے_

دونوں صبح سویرے لوگوں کے جم غفیر میں حاضر ہوئے ، ابو موسی نے عمر و عاص سے کہا کہ منبر پر جا کر اپنی بات کو بیان کرو_

عمر و عاص نے اپنے نقشہ کے تحت جس کا اظہار بھی کیا تھا کہ ہم ہرگز تم پر سبقت نہیں کر سکتے کیونکہ تم ہجرت اور عمر کے لحاظ سے مجھ سے بڑے ہو ، پہلے بولنے کے لئے کہا:

ابو موسی اشعری کھڑے ہوئے اور منبر پر اکر حمد الہی کے بعد کہا ، اے لوگو ، ہم دونوں نے ان چیزوں کے بارے میں جو امت اسلامی کی یگانگی اور الفت کو دوبارہ پلٹا دے کوئي چیز ان دونوں (علی (ع) ومعاویہ) کے بر کنار کرنے سے بہتر نہیں پایا_

اس کے بعد خلافت کو شوری کے حوالہ کر دیا جائے ، تاکہ شوری جس کو چاہے اس کو انتخاب کرے ، اور میں علی و معاویہ کو برکنار کرتا ہوں ، یہ کہہ کر فورا منبر سے اتر ایا ا س کے بعد منبر پر عمر و عاص ایا حمد الہی کے بعد اس طرح تقریر کی کہ ، اس مرد کی باتوں کو تم لوگوں نے سنا اس نے علی (ع) کو برکنار کر دیا اگاہ ہو جائو کہ میں بھی اسی طرح علی کو معزول کرتا ہوں اور اس کی جگہ معاویہ کو برقرار کرتا ہوں کیونکہ وہ خون عثمان کا انتقام لینے والا اور ان کا وارث ہے اور اس کی جانشینی کا حقدار بھی ہے ، ابو موسی ان تمام مکاری و دھوکہ دھڑی سے بہت ناراض ہوا اور کہنے لگا تم نے ایسا کیوں کیا خدا وند عالم کبھی تمہاری مدد نہ کرے اور تم نے دھوکہ دیکر گناہ عظیم کیا ہے ، اے عمر و عاص تمہاری مثال اس کتے کی طرح ہے کہ اس پر حملہ کرو تو ،یا اس کو چھوڑ دو تو، منہ سے زبان نکال کر سانس لیتا ہے_

عمر و عاص بھی جواب دینے سے نہیں چونکا ، اس نے کہا ، تمہاری مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتا بیں لاددی گئي ہوں _(۱(

حکمین اور ان کے ساتھی بادل نا خواستہ ايك دوسرے کو برا بھلا کہتے ہوئے متفرق ہو گئے ، در انحالیکہ حکمیت سے کوئي خاص نتیجہ نہیں نکل پایا تھا سوائے اسکے کہ معاویہ کو امیر المومنین کی صف میں لاکر کھڑا کر دیا گیا ، جبکہ وہ اس وقت سوائے ايك حاکم طاغی کے کچھ نہ تھا جو حکومت اسلامی پر خلیفہ نامزد کر دیا گیا تھا ، جنگ صفین میں لشکر شام کی جانب سے پینتالیس ہزار افراد اور لشکر عراق سے پچیس ہزار افراد قتل ہوئے (۲(

_۱وقعة صفین ص ٥٤٩
_۲صفین ص ٦٤٣

شام کے لیٹرے

معاویہ اپنی بچی کھچی فوج کو لیکر ۳۷ھ میں شام واپس اگیا ، لیکن لشکر امام (ع (اور لشکر حق کو نیست و نابود کرنے کے لئے ايك نئي تدبیر سوچی اور

اس کو عملی جامہ پہنایا ، معاویہ امیر المومنین (ع) کے ما تحتی والے علاقوں میں وقتا فوقتا چھوٹے موٹے لشکر کو بھیجتا رہا تاکہ سر سبز و شاداب بستیوں کو ویرانے میں تبدیل کر دے_

کچھ افراد جیسے نعمان بن بشیر ، سفیان بن عون ، عبد اللہ بن مسعدہ ، ضحاك بن قیس ، بسر بن ارطاۃ ، اور انکے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس جنایت عظیم کے لئے روانہ کئے گئے ، معاویہ کے فرمان سے تمام بلاد اسلامی عراق ، حجاز ، یمن ، کے بے گناہ مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا ، اور بستیوں میں قتل و غارتگری خوف و دہشت پھیلائي گئي_

ہم اس خونریزی اور قتل و غارتگری اور ضد انسانیت کی افسوسناك داستان کو ضمیر فروش انسانوں کی پہچان کے لئے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں_

_١نعمان بن بشیر

یہ شخص انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا ، نعمان کی پیدائشے رسول (ص) کی رحلت سے چھہ یا اٹھ سال قبل ہوئي عثمان کے زمانے میں جو فتنہ و اشوب انکی کرتوت کی بناء پر اٹھا تھا اسوقت یہ شخص خلیفہ کے ہوا داروں میں سے تھا ، عثمان کے بعد معاویہ کے ساتھ ہو گیا اور معاویہ کے مرنے کے بعد یزید کے ہمنوائوں میں ہو گیا ، نعمان نے اپنی قوم کے بر خلاف کام کیا_

قبائل انصار جو حکومت امیر المومنین (ع) اور حضرت اما م حسن (ع) کے زمانہ میں انھیں دونوں بزرگوں کی ہمراہی کی تھی اور قدم قدم پر ساتھ دیا تھا ، اس نے رو گردانی کی_

نعمان بن بشیر یہ وہی شخص ہے جو عثمان کے خون الود پیراہن کو مدینہ سے شام لایا ، جیسا کہ اپ نے ملاحظہ فرمایا ، کہ معاویہ نے اس پیراہن کو مسجد دمشق کے منبر کے نزدیك اویزان کر دیا اور شام کے سادہ لوح افراد نے اسکے گرد جمع ہو کر خوب گریہ کیا اور معاویہ نے ان لوگوں کو علی (ع) اور انکی خلافت کے خلاف خوب بھڑکایا ، حکومت معاویہ کے زمانے میں

حاکم کوفہ ہوا اسکے بعد شہر حمص کی فرما نراوئي حاصل ہوئي ، لیکن معاویہ

بن یزید کے بعد عبد اللہ بن زبیر کے طرفداروں میں ہو گیا_

لہذا لشکر اموی نے اسکو" مرج رابط "کے مقام پر ذی الحجہ ٦٤ ھ میں قتل کر دیا(١)

معاویہ نے ٣٩ھ میں نعمان بن بشیر کی سر براہی میں ایك ہزار کی فوج کے ساتھ عین التمرپر حملہ کرنے کے لئے بھیجا_

اس مقام پر امیر المومنین(ع) کی ایك فوجی چھائونی تھی اس وقت صرف سو سپاہی تھے نعمان نے خطرناك حملہ کیا ، لیکن شہر کے شجاع و دلیر سپاہیوں نے اپنی تلوار کو نیام سے نکال لیا اور لیٹرے شامیوں کے مد مقابل اکر خوب جنگ کی_

جنگ کے دوران پچاس ادمیوں کا ایك مختصر دستہ مدد کے لئے اگیا نعمان نے اس دستہ کو دیکھا تو یہ سمجھا کہ یہ مقدمة الجیش ہے اور اسکے عقب میں فوج ارہی ہے_

اس نے فورا واپسی کے ارادہ سے رخ موڑ ا اور شام کی جانب بھاگ کھڑا ہوا)٢(

_٢سفیان بن عوف

قلمرو علوی میں لشکر شام کی جانب سے دوسری لوٹ کھسوٹ سفیان بن عوف کی سربراہی میں انجام پائي_

اس نے جنگوں اور فتوحات شام میں ابو عبید ہ جراح کے ساتھ اہم کردار ادا کیا تھا معاویہ نے مدتوں بعد رومیوں کے مقابلہ میں جو جنگ و جہاد کا بازار گرم تھا اس کی رہبری سفیان بن عوف کے حوالہ کر دی ، اخر سر زمین روم ٥٢ ھ میں دنیا سے گیا_

سفیان بن عوف نے معاویہ کی طرف سے دوسری ماموریت بھی انجام دی ہے جن میں عراق کی سرزمین پر حملہ ہے یہ حملہ ٣٩ ھ میں وقوع پذیر ہوا_

معاویہ نے سفیان بن عوف سے چلتے وقت کچھ باتیں کہی تھیں کہ ، اگر تمھاری سفر میں کسی سے جنگ چھڑ جائے اور مخالف تمھارا دوست نہیں ہے یعنی خاندان اموی کو دوست نہیں رکھتا ہے تو بغیر خوف و ہراس کے اسکو قتل

کر دینا ، جس

_١اسد الغابہ ج٥ ص ٢٣ ، اصابہ ج٣ ص ٥٢٩
_٢طبری ج٦ ص ١٧٧ _ ابن اثیر ج٣ ص ١٥٠ _ شرح نہج البلاغہ ج١ ص ٢١٣ ، ابن کثیر ج ٧ ص ٣١٩ _ ٣٢٤

قریہ اور ابادی سے گذرنا اسکو ویران کر کے مال کو لوٹ لینا ، کیونکہ تخریبی نقطہ نظر سے مال کا لوٹنا قتل کے برابر نہیں ہے چاہے تمہاری جان اس راہ میں چلی ہی کیوں نہ جائے (١(

طبری اور ابن اثیرنے اس غارتگری کی اس طرح منظر کشی کی ہے کہ ، معاویہ نے سفیان بن عوف کی سر کردگی میں چھہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ هیت و انبار اور مدائن پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا معاویہ نے سفیان کو ہدایت کی کہ حملہ کر کے انھیں تباہ و برباد کردے سفیان نے حسب دستور پہلے هیت کا رخ کیا_

جب سفیان کا لشکرهیت پہونچا تو کیا دیکھا کہ شہر خالی ہے کسکو قتل کرے اور کسے لوٹے اخر مجبور ہو کر اس جگہ سے کوچ کیا اور شہر انبار اگیا ، یہاں پر سو ادمیوں کا ایك دستہ شہر کی حفاظت کے لئے متعین تھا ، جب اسے معلوم ہوا کہ فوج کی تعداد کم ہے تو اپنے لشکر کی صف بندی کر کے حملہ کر دیا ، کافی لڑتے جھگڑتے قتل ہو گئے_

اب شامیوں کی چیرہ دستیوں کو روکنے کے لئے کوئي نہ تھا انہوں نے ایك ایك گھر کو لوٹا اخر سفیان اموال کثیر کے ساتھ معاویہ کے یہاں پلٹ گیا (٢(

ادیب شہیر و مورخ ابو الفرج نے کتاب اغانی میں سفیان کے حملے کی داستان کو یوں بیان کیا ہے " مرد غامدی نے شہر انبار پر حملہ کیا حاکم شہر اور کثیر تعداد میں مردوں اور عورتوں کو بے رحمانہ قتل کیا اس دلخراش حادثہ کی خبر امیر المومنین (ع (کو معلوم ہوئي_

اپ نے ایك خطبہ دیا کہ ، تم لوگوں نے ہمارے فرمان کو پس پشت ڈالدیا ہے یہی وجہ ہے کہ تمھارے اس پڑوس کے لوگ تم پر حملہ کر رہے ہیں ، یہ مرد غامدی جو شہر انبار میں اکر حاکم شہر اور کثیر تعداد میں مرد و زن کو موت کے گھاٹ اتار کر چلا گیا ، خدا کی قسم ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس نے مسلمان

عورتوں اور اہل كتاب پر حملہ كيا اور عورتوں كے زيورات نيز جو كچھ ہاتھ لگا اسكو سميٹ كر چلتا بنا ہے ، شام كے ڈاكو اپنے شہر كى طرف اس طريقے سے پلٹ رہے ہيں كہ انكے ہاتھ اموال سے لبريز اور ايك چھوٹا سا زخم بھى ان كے جسم پر نہيں ہوتا ہے اگر ايك غيور مسلمان اس ضد انسانى اور خلاف اسلام عمل سے رنجيدہ ہو كر مر رہا ہے تو بہتر ہے كہ اسكى مذمت و سر زنش نہ كى جائے (۳)

_۱شرح النہج ج۲ ص ۹۰
_۲عيون الاخبار ج۲ ص ۲۳۶
_۳اغانى ج ۱۵ ص ٤۳

_۳عبد اللہ بن مسعدہ

عبد اللہ بن مسعدہ انہيں ميں سے ايك ہے جسكو معاويہ نے مملكت امام (ع) كى تاخت و تاراجى كے لئے بھيجا تھا ، يہ كمسنى ميں جو زيد بن حارثہ كى جنگ قبيلہ بنى فراز سے ہوئي تھى اس ميں اسير ہوا تھا، رسول اسلام نے اسكو اپنى بيٹى فاطمہ كے حوالہ كر ديا تھا ، ليكن اپ نے اسكو ازاد كر ديا_

عبد اللہ ابتداء ميں امير المومنين(ع) كے چاہنے والوں ميں سے تھا ، ليكن مدت كے بعد معاويہ كے پاس دمشق چلا گيا_

اس نے اپنى فكر كو اس طرح بدل ڈالا كہ امام (ع) كے سر سخت دشمنوں ميں اس كا شمار ہونے لگا ، عبد اللہ بن مسعدہ نے اتنى طولانى عمر پائي كہ يزيد بن معاويہ كے لشكر كے ساتھ واقعہ حرہ كے حملہ ميں شريك ہوا يہ جنگ تمام تر قساوت قلبى اور ہتك حرمت و ذلت كا مظاہرہ تھى اور اس طرح يزيد اور خلافت بنى اميہ كے دامن پر دوسرا دھبہ لگا_

عبد اللہ نے اسكے علاوہ بھى شام كى جانب سے عبد اللہ بن زبير سے جنگ كى اور اسى جنگ ميں برى طرح زخمى ہوا ، مورخين نے اس واقعہ كے بعد كے اسكے حالات قلمبند نہيںكئے ہيں (۱) معاويہ نے عبد اللہ بن مسعدہ فرازى كو سترہ سو ادميوں كے ساتھ قلمرو امام (ع) كى جانب روانہ كيا اور اسے حكم ديا كہ مكہ و مدينہ تك بڑھتا چلا جائے اور راستے ميں جو بستياں پڑيں وہاں كے باشندوں سے زكواۃ و صدقات كو جمع كر لے اور اگر كوئي انكار كرے تو بے دريغ انہيں قتل كر دے_

٤ضحاك بن قيس-

قریش سے ضحاك بن قیس كا شمار معاویہ كے جنگی سربرا ہوںمیں ہوتا تھا ،اس كی ولادت رسول اكرم كی وفات سے سات سال قبل ہوئي تھی_

اس نے معاویہ كی جنگوں میں بڑھ چڑھ كر حصہ لیا اور بہت سارے اسیروں كو اپنا ہمنوا بنا یا تھا ، ایك مدت تك شہر دمشق كا داروغہ رہا پھر ۵۳ھ میں كوفہ كا حاكم بنا اور چار سال تك كوفہ پر حكومت كی ،ضحاك بن قیس نے معاویہ كے امور كو مرتے تك انجام دیا ، یزید جو شكار كے لئے گیا تھا ، اسكے باپ كے مرنے كی خبر اسی ضحاك نے اس تك پہونچائي تھی ،

_١اسد الغابہ ج٣ ص ٢٥٥ ، اصابہ ج٢ ص ٣٥٩، جمہرۃ انساب العرب ص ٢٤٥ ، طبری ج٤ ص٨٣ ، یعقوبی ج٢ ص ٤٤

لیكن معاویہ بن یزید كے مرتے ہی اس نے عبد اللہ بن زبیر كی بیعت كر لی ، مروان بن حكم كے خلاف "مرج راہط" كے مقام پر اس سے جنگ كی اسی مقام اور اسی جنگ میں ماہ ذی الحجہ كے وسط ٦٤ھ ،میں قتل ہوا (١(

معاویہ نے ضحاك بن قیس كو تین ہزار لشكر كے ساتھ عراق كی طرف روانہ كیا اور اسے حكم دیا كہ واقصہ كے بادیہ نشین عربوں كو جو علی (ع) كی اطاعت قبول كر چكے ہوں انكو قتل كر دے اور ان كا مال و اسباب لوٹ لے_

ضحاك نے معاویہ كے حكم كو جان و دل سے قبو ل كیا اور سر زمین ثعلبیہ كی جانب چل دیا اور اس مقام كے قبائل كا مال و اسباب لوٹا ، اسكے بعد كوفہ كی تاخت و تاراجی كے لئے رخ كیا ، قطقطانہ كے نزدیك عمر و بن قیس بن مسعود جو حج كے لئے جا رہے تھے ان پر حملہ كر كے سارا زاد راہ ان سے اور انكے قافلہ والوں سے چھین كے حج كرنے سے روك دیا (٢(

ثقفی كتاب غارات میں داستان ضحاك كو اس طرح بیان كرتے ہیں:

ضحاك عراق كی جانب روانہ ہوا اور ہر جگہ اموال و اسباب كو لوٹا اور بہت سارے لوگوں كو موت كے گھاٹ اتارا ، جب سرزمین ثعلبیہ پر پہونچا تو اس مقام سے كچھ حاجیوں كا قافلہ حج كے لئے مكہ جا رہا تھا ان كے قافلہ پر حملہ كر كے ان كا پورا مال و اسباب چھین لیا ، پھر كچھ دور چلا اس مقام پر عمرو بن قیس جو

مشہور صحابی رسول (ص (عبد اللہ بن مسعود کے بھتیجے تھے انکو اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا اسکے بعد ان لوگوں کے ساز و سامان کو لوٹ لیا_

-٥بسر بن ارطاة

بسر بن ارطاة قبیلہ قریش سے ایك انتہائي خونخوار و سفاك سردار تھا ، جس کو معاویہ نے عراق و حجاز کو تباہ و بر باد کرنے کے لئے بھیجا تھا ، معاویہ کے سر سخت ہوا خواہوں اور جنگ صفین میں لشکر معاویہ کی سرداری کرتے ہوئے شریك ہوا_

جنگ کے دوران ایك روز معاویہ نے اس سے کہا کہ تم علی (ع) سے تنہا مقابلہ کرنے جائو گے اور ہم نے سنا ہے کہ تمھیں اس سے مقابلہ کرنے کی بہت ارزو ہے لہذا اب جا کر طاقت ازما لو ، اگر خدا وند عالم نے تم کو اس پر فتح و پیروزی عطا کی تو تمہاری دنیا و اخرت سنور جائے گی ؟

_١اسد الغابہ ج٣ ص ٣٧ ، تہذیب ابن عساکر ج٧ ص ٩
_٢طبری ج٦ ص ٧٨ ، ابن اثیر ج٣ ص ١٥٠

معاویہ نے کہا البتہ میں جانتا ہوں کہ علی (ع) سے تنہا لڑنا گویابھیڑیئےے منھ میں جانا ہے اور کوئي بہادر علی (ع) سے ٹکرا کے اپنی جان کوسلامت نہیں بچا سکا ہے لہذا بسر تمام عربی تعصب و جاہلی جسارت سے اپنے قدم کو کھنچ لے اور اس کام کو انجام نہ دے_

ایك دن بسر نے جنگ کرتے ہوئے حضرت علی (ع) کو اپنے سامنے دیکھا تو ان پر حملہ کر دیا لیکن قبل اسکے کہ امیر المومنین (ع) پر اسکی ضرب کاری اثر انداز ہو امام (ع (نے ایسا حملہ بسر پر کیا کہ زین سے زمین پر اگیا جب اس نے اپنی جان کو شیر کے پنجہ میں احساس کیا تو فورا ذلیل و شرم اور حرکت انجام دی کہ اپنے لباس کو اتار ڈالا ، یہاں تك کہ اسکی شرمگاہ ظاہر ہو گئي_

امام علی (ع) نے فوراً اپنی انکھ بند کر کے پھیر لیا اور اسکو اپنی حالت پر چھوڑ دیا_

اپ ہم جانتے ہیں کہ اسی طرح کا دوسرا واقعہ اسی جنگ صفین میں عمر و بن عاص کے ساتھ پیش ایا تھا ، امام (ع) نے اس دن بھی اپنا منھ گھما لیا تھا اور

میدان جنگ میں اپنی جان بچانے کے لئے ایسی گھٹیا حرکت کی تھی کہ اپ اسکو قتل کرنے سے باز ائے_

ان دونوں حادثوں کا ادبیات عرب میں بہت برا اثر پڑا اور بہت سارے شعراء نے اس سلسلہ میں شعر بھی کہے جن میں ایك حارث بن نضر سہمی ہے وہ کہتا ہے:

تم لوگ جنگ کے دنوں میں ہر روز سوار ہو کر میدان جنگ میں جاتے ہو ، میدان جنگ کے گرد و غبار کے درمیان اپنی شرمگاہ کو ظاہر کرنے کے لئے ، یہی وہ وقت ہے جو حضرت علی (ع) اپنے نیزے کو تم لوگوں پر نہیں مارتے ہیں اور معاویہ تنہائي میں تم دونوں پرہنستا ہے گذشتہ دنوں عمرو کی شرمگاہ ظاہر ہو گی اسکی یہ رکیك حرکت ہمیشہ مثل دستار کے اسکے اوپر بندھی رہے گی اور اج کے دن بسر نے بھی عمرو بن عاص کی طرح اپنی شرمگاہ کو ظاہر کردیا_

عمر و اور بسر سے کوئي کہدے کہ اپنی راہ پر خوب غور و فکر کریں ، کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر شیر کے مقابلہ میں چلے جائیں ، تم لوگوں پر لازم ہے کہ اپنی اپنی شرمگا ہوں کا شکریہ ادا کرو کیونکہ خدا کی قسم ، اگر تمھاری شرمگاہیں نہ ہوتیں تو کوئي تمہاری جان کو نجات نہیں دے سکتا تھا_

یقینا تم لوگوں کی شرمگاہیں تھیں کہ جس نے تمہاری جان بچائي ، اسی واقعہ نے تم لوگوں کو بار دیگر میدان جنگ میں جانے سے روك دیا ہے ،(۱(

_۱استیعاب ص ٦۷ ، صفین ص ۵۲۷

جنگ صفین کے قہر مان مالك اشتر نے بھی اس سلسلے میں شعر کہا ہے جس کاترجمہ یہ ہے کہ:

جنگ کے دنوں میں ایك روز تمھارے بزرگوں میں سے کسی ایك کے میدان جنگ سے قدم اکھڑ گئے تو جنگ کے گرد و غبار کے درمیان شرمگاہ نظر ائي ، صاحب نیزہ کی ضربت شدید نے ان پر وہ ظلم و ستم کیا کہ خوف کے مارے اپنی شرمگاہ کو اشکار کر دیا ، کس کی شرمگاہ ؟ عمرا و ربسر کی جنکی کمر ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گئي (۱(

مورخین نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ ، ایا بسر صحابی رسول (ص)

میں تھایا نہیں ؟ اور رسول (ص) سے شرفیاب ہونے کی صورت میں کوئي حدیث سنی یا نہیں ؟

لیکن مورخین کا بیان ہے کہ وفات رسول (ص) کے بعد اپنے دین سے منحرف اور مرتد ہو گیا تھا ، جب امام علیہ السلام کو اسکی عراق و حجاز میں ظلم وسفا کی کی خبر معلوم ہو ئي کہ بسر نے بچوں تك کو قتل کیا ہے تو اسکے حق میں بد دعا کرتے ہوئے فرمایا ، خدا یا اس سے دین و عقل کو چھین لے ، امام علیہ السلا م کی دعا مستجاب ہوئي، مرنے سے پہلے اپنی عقل کو کھو بیٹھا مگر اس بد حواسی کے عالم میں بھی یہ کہتا کہ مجھے تلوار دو ، اخر لکڑی کی ایك تلوار اسے دی گئي اور مشك میں ہوا بھر کر اسکے سامنے رکھ دی گئي وہ اس مشك پر تلوار چلاتا اور جذبہ خون اشامی کی تسکین کا سامان کرتا تھا ، اخر اسی دیوانگی کے عالم میں معاویہ کے زمانے میں مر کھپ گیا (۲(

طبری لکھتا ہے:

معاویہ نے ۴۰ھ میں بسر بن ارطاۃ کے سربراہی میں ایك فوج امام کے علاقے میں بھیجی اس نے اپنے لشکر کے ساتھ شام سے حرکت کی ، جب مدنیہ پہونچا تو اس درندہ صفت انسان نے باقی انصار جو سالہا سال اسلام کی طرف سے جنگ کئے تھے اور اس راہ میں کسی قسم کی کسر نہ اٹھا رکھی تھی ان پر حملہ کر کے ان لوگوں کو خوب ڈرا یا دھمکایا اس حملہ کے نتیجہ میں شہر مدینہ کے اکثر گھر ویران ہو گئے اور نہ جانے کتنے لوگ بے گھر ہو گئے_

پھر مدینہ سے نکل کر یمن کی طرف چل دیا حاکم یمن عبید اللہ بن عباس جو اپنے بچوں کو ایك شخص کے حوالہ کر گئے تھے

_۱شرح نہج البلاغہ ج۲ ص ۲۰۱
_۲اغانی ج ۱۵ ص ۴۵ ، تہذیب ابن عساکر ج۳ ص ۲۲۲

بسر کے لشکر نے اس شخص سے ان بچوں کو چھین لیا پھر اس خونخوار و سفاك انسان نے اپنے ہاتھ سے ان دونوں بچوں کوتہ تیغ کیا ، بسر نے اسی جنایت و غارتگری پر اکتفا نہیں کیا تھا ، بلکہ اکثر شیعیان علی (ع) کو موت کے گھاٹ اتار ا ان لوگوں کا گناہ صرف اتنا تھا کہ محب علی (ع) تھے (۱(

ابراہیم بن محمد ثقفی اپنی کتاب غارات میں لکھتے ہیں

معاویہ نے بسر کو تین ہزار کی فوج کے ساتھ عراق کی طرف روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ جب مدینہ پہونچ جانا تو لوگوں کو پریشان کرنا اور جس سے ملاقات ہو اسکو خوب ڈرانا دھمکانا جو لوگ ثروتمند ہوں اور ہماری اطاعت کو قبول نہ کرتے ہوں انکے اموال کو غارت کر دینا ، بسر نے معاویہ کے حکم کے مطابق ان امور کو انجام دیا چنانچہ بسر اور اسکے لشکر والے جہاں کہیں اونٹوں اور جانوروں کو دیکھتے تھے انکے مالکوں سے چھین کر ان پر سوار ہو جاتے تھے یا پھر اسکو ہنکا کر ساتھ لے جاتے تھے ، جب لوٹ گھسوٹ کرتے ہوئے مدینہ پہونچا تو اس نے اہل مدینہ کے درمیان تقریر کی ، اور ان لوگوں کو خوب برا بھلا کہکر بہت ڈرایا دھمکایا (٢(

معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو ٤٠ھ کے اوائل میں یمن و حجاز کے لئے بھیجا ، اور اس نے بسر سے کہا کہ ، جو بھی امام (ع) کی اطاعت میں ہو اسکو قتل کر دینا ، اس خونخوار بھیڑئیے نے معاویہ کے حکم سے مکہ و مدینہ جو اسلام کی زادگاہ اور جہاں وحی نازل ہو ئي تھی ضد انسانیت اور عظیم جنایت کا ارتکاب کیا (٣(

ابن عساکر نقل کرتے ہیں

بسر نے قبیلوں کے لوگوں پر حملہ کیا اور جو بھی امام (ع) کی محبت کا دم بھرتا تھا اسکو قتل کر دیتا تھا جیسے قبیلہ بنی کعب کا جو مکہ و مدینہ کے ما بین ایك ابادی میں زندگی گزار رہے تھے قتل عام کیا اور اخر میں لاشوں کو کنویں میں پھینك دیا (٤(

مسعودی اپنی کتاب مروج الذہب میں اس سلسلے میں رقطراز ہیں:

بسر نے مدینہ میں اور مدینہ و مکہ کے درمیان بہت سارے قبیلہ خزاعہ اور ان کے علاوہ افراد کو قتل کیا_

_١طبری ج٦ ص ٧٨
_٢شرح نہج البلاغہ ج٢ ص ١٤ ، یعقوبی ج٢ ص ١٤١
_٣تہذیب التہذیب ج١ ص ٤٣٦
_٤ابن اثیر ج٣ ص ١٥٤، تہذیب ابن عساکر ج٣ ص ٢٢٥

جب مقام جرف پر ایا تو یہاں بہت سے اعراب زندگی گذارتے تھے جو ابناء سے مشہور تھے ، ان کو قتل کیا اور اس نے جسکو بھی محب امام (ع) پایا زندہ نہیں چھوڑا (۱(

مشہور ادیب و مورخ ابو الفرج اصفہانی کتاب اغانی میں بیان کرتے ہیں:

معاویہ نے واقعہ تحکیم کے بعد ، بسر کو حکومت امیر المومنین (ع) کی جانب بھیجا انحضرت (ص) ان دنوں با حیات تھے_

معاویہ نے بسر سے کہا کہ مختلف شہروں میں گھومتے پھر تے رہنا اور جس مقام پر شیعیان و اصحاب امام (ع) کو پانا انکو قتل کر دینا نیز قتل عام کے بعد انکے اموال و اسباب کو لوٹ لینا ، حتی عورتوں و بچوں پر بھی رحم نہ کرنا ، بسر معاویہ کے حکم کے مطابق تاخت و تاراجی کے لئے روانہ ہوا_

جب مدینہ پہونچا تو اس مقام پر اصحاب امیر المومنین (ع) کے ايك گروہ کو موت کے گھاٹ اتارا اور اکثر گھروں کو ویران کر دیا ، پھر مکہ کی جانب رخ کیا اس جگہ پر فرزندان ابو لہب کے کچھ افراد کو مارڈالا اخر میں سراۃ کی طرف حرکت کی اس مقام پر امام (ع) کے چاہنے والے رہتے تھے ان کو قتل کیا اسکے بعد نجران کی طرف روانہ ہوا اس جگہ پر عبد اللہ بن مدان حارثی اور انکے فرزند کو جو خاندان عباس کے رشتہ داروں میں تھے ، قتل کیا ، پھر یمن ایا امام (ع) کی جانب سے اس سر زمین کے حاکم و والی عبید اللہ بن عباس تھے ، جو اس ہنگام ارائي کے وقت موجود نہ تھے ، بعض مورخین کے بقول بسر کی امد کو سنکر فرار ہو گئے تھے (۲) جب بسر نے انکو نہیں پایا تو ان کے دو بچوں کو دستگیر کیا اور ان دونوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا پھر لشکر کو لیکر شام واپس چلا ایا (۳_ (

مورخین لکھتے ہیں:

ايك عورت نے بسر بن ارطاۃ سے کہا کہ اج تك مردوں کو تو قتل کیا جاتا رہا ہے مگر اسلام تو اسلام دور جاہلیت میں بھی بچوں کو قتل نہیں کیا گیا وہ حکومت کبھی قائم رہ سکتی جسکی بنیاد ظلم و جور پر ہو اور جس میں بچوں اور بو ڑھوں پر بھی ترس نہ کھایا جاتا ہو (٤) کہتے ہیں کہ : ان دو بچوں کی غمخوار ماں نے جب اپنے جگر پاروں کو خاك و خون میں غلطاں دیکھا تو اپنے

_۱جمہرة انساب العرب ص۲۳۱

_٢اغانی ج ١٥ ص ٤٥ ، اسد الغابہ ج٣ ص ٣٤٠
_٣مروج الذهب ج٦ ص ٩٣ ، نہایة الادب ص ٣٣٠
_٤ابن اثیر ج٣ ص ١٥٤، ابن عساکر کی تہذیب ج٣ ص ٢٢٥

ہوش و حواس کھو بیٹھی اور والہانہ طور پر اس طرح گھومتی پھرتی تھی کہ گویا اپنے بچوں کو تلاش کر رہی ہو ،، وہ اپنے درد ناك اشعار سے لوگوں کے دل ہلا دے رہی تھی ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ:

ہاں کون ہے جو ہمارے دو فرزنددلبند کی داستان سے اگاہ نہیں ہے ؟ کہ جو دو قیمتی ہیرے تھے ، جو تازے صدف سے باہر ائے تھے ، یہ دونوں ہمارے قلب کی دھڑکن اور سننے کی طاقت تھے ، لہذا ان دونوں کے حالات سے کوئي با خبر ہے ، ارے یہ میرے دونوں بچے ہماری ہڈیوں کے گود ے کی طرح تھے اب تو گودے کو ہماری ہڈیوں سے نکال دیا گیا ان کے چلے جانے سے ہم پریشان ہیں اور کف افسوس کے کوئي چارہ نہیں ہے یہ ہماری پریشانی اس لئے ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان دونوں بچوں کے دل پر کیا گذری جو باپ کی عدم موجودگی میں ذبح کر ڈالے گئے ، مجھ سے کہا گیا لیکن ان کے کہنے پر مجھے یقین نہیں ایا ، لوگوں نے ان مظالم کو بیان کیا جو میرے اوپر پڑے تھے کہ بسر کی شمشیر برّان نے میرے دونوں بیٹوں کو تہ تیغ کر دیا ، اہ ، کیا اس طرح کی بیداد گری ممکن ہے ؟ (١(

کتاب استیعاب و اسد الغابہ میں مرقوم ہے کہ بسر بن ارطاة نے ایك و حشیانہ حملہ قبیلہ ہمدان پر کر کے ان کے مردوں کو قتل کر ڈالا ، پھر انکی عورتوں کو اسیر بنا یا گیا اسلام میں یہ پہلی عورتیں تھیں جو اسیر بنائي گئیں ، اسکے بعد بیچنے کی خاطر ان عورتوں کو بازار میں لے جایا گیا (٢) اور کتاب غارات میں ہے کہ ، مارب سے چندلوگوں پر مشتمل ایك گروہ کا بسر اور اسکے لشکر سے راستہ میں مڈ بھیڑ ہو گئي اس درندہ صفت انسان نے ان تمام لوگوں کو قتل کر دیا ، صرف ایك ادمی اسکے پنجہ خونین سے اپنی جا ن بچا کر اپنے قبیلے میں پہونچا ، اس نے اس ظلم عظیم کو ایك جملہ میں بیان کیا کہ ، ہم تمام پیر و جوان کی خبر مرگ اور قتل عام کی تم لوگوں کے لئے سنانی لیکر ائے ہیں_ (٣)

_١اغانی ج ١٥ ص ٤٥
_٢استیعاب ج١ ص ٦٦ ، اسد الغابہ ج١ ص ١٨٠
_٣شرح نہج البلاغہ ، تحقیق محمد ابو الفضل ج٢ ص ١٥

لشكر علوى (ع) كا ايك سپاہى جاريہ بن قدامہ

اب ہميں جاننا چاہيئے كہ لشكر معاويہ كے سربراہ بسر بن ارطاة كے حملات اور خونريزيوں كے مقابلے ميں امام عليہ السلام نے كيا اقدام كيا ؟

امير المومنين (ع) نے ہميشہ كى طرح ان لوگوں سے ظلم و بربريت كا اور ان عوامل كو نيست و نابود كرنے كے لئے كھڑے ہونے كو كہا:

كوفيوں نے گذشتہ كى طرح اس مرتبہ بھى حكم امام (ع) كى تعميل ميں دلچسپى كا اظہار نہيں كيا ،، سارے مجمع ميں سناٹا چھايا ہو ا تھا ، امير المومنين (ع) كى درد بھرى اواز كوفہ و مسجدكوفہ كے درو ديوار ميں گونج رہى تھى ليكن مردہ روح اور بے حس كوفيوں كو بيدار نہ كر سكى_

تھوڑى دير گذرى كہ ايك اسلام كا سپاہى جاريہ بن قدامہ اپنى جگہ سے كھڑے ہو ئے اور امام (ع) كى اواز پر لبيك كہا:

يعقوبى كے بقول امام (ع) نے جاريہ كو بھيجتے وقت ان كو يوں حكم ديا

"كبھى زخمى كو قتل نہ كرنا اگر مجبور ہو جائو تو خود بھى اور اپنے لشكر كو بھى راستہ پيدل طئے كرانا ہرگز لوگوں كے جانوروں كو زور زبر دستى سے نہ چھين لينا ، ابادى و بيابانى چشموں سے صاحبان اب سے پہلے استفادہ نہ كرنا ، اپنے لشكر كى خوشنودى كى خاطر ہرگز مسلمانوں پر سب و شتم نہ كرنا اگر ايسا كرو گے تب جا كر دوسرے لوگ تمھارا احترام و ادب كرينگے اور ياد ركھو ہر گز اہل كتاب جو مسلمانوں سے عہد و پيمان كئے ہوئے ہيں ان پر ظلم و ستم نہ كرنا _

دوسرے مقام پر اس فرمان كو يوں بيان كيا گيا ہے

سوائے ان مقامات كے جہاں پر حق تم كو حكم ديتا ہے كسى كے خون كو نہ بہانا ، اسى طرح تمہارى ذمہ دارى ہے كہ لوگوں كے خون كى خاطر حق كا خيال و محافظت كرو (۱(

كتاب غارات ميں جاريہ كى دفاعى جنگ كى داستان اس طرح نقل ہوئي ہے

۱_يعقوبى ج۲ ص ۱۴۳

جاریہ کوفہ سے نکلنے کے بعد سب سے پہلے بصرہ ائے یہاں سے کوچ کر کے حجاز گئے اور اس طرح بڑھتے ہوئے یمن پہونچ گئے ، اس موقع پر بسر بن ارطاۃ جاریہ کی امد سے مطلع ہو گیا ، لہذا اپنے راستہ کو پگڈنڈیوں سے طئے کرتا ہوا یمامہ پہونچا ، جاریہ بن قدامہ اپنی تیز رفتاری سے اگے بڑھتے چلے جا رہے تھے ، اور کسی شہر یا قلع میں نہیں اترے تمام جگہوں پر بسر کو ڈھونڈ ھ رہے تھے اور بسر ادھر ادھر بھاگ رہا تھا تاکہ مملکت امام (ع) کی سر حدوں سے باہر ہو جائے_

جب لوگوں نے بسر ارطاۃ کو بھاگتا ہوا دیکھا تو چاروں طرف سے اس پر حملہ کر دیا کیونکہ لوگوں نے اسکی تباہکاری و ظلم و زیادتی کو بہت دیکھا تھا_

بسر کے وحشیانہ حملے میں تقریبا تیس ہزار افراد قتل ہوئے اور نہ جانے کتنے قبیلوں کو اگ میں جھونك دیا گیا_

ایك عرب شاعر بسر کی درندگی نیز اس حادثہ کے پس منظر میں ایك بیت کہتا ہے جس کا ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں

جس جگہ بسر اپنے لشکر کو لے گیا جب تك قتل کی طاقت رہی قتل کرتارہا ورنہ اگ لگا دی (۱ (

دو متضاد سیاستیں

معاویہ نے اور دوسرے لٹیروں کو بھی امام (ع) کی حکومتی سرحدوں کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے بھیجا تھا جس کو ہم نے اپ حضرات کے لئے بیان نہیں کیا_

اگر تفصیل سے دیکھنا چاہتے ہیں تو تاریخ کی کتابوں کو ملاحظہ فرمائیں:

معاویہ کی فوج نے ہمیشہ امام (ع) کے سپاہیوں سے مقابلہ نہ کرنے کے لئے صرف ان مقامات پر حملہ کیا جو انکی دسترس سے دور تھایا انکے فوجی ٹھکانے اسلحوں یا سپاہیوں کے لحاظ سے بہت کمزور تھے جب بھی لشکر کوفہ نے ان لٹیروں کا پیچھا کیا تو ان کے خوف سے بھاگ کھڑے ہو ئے_

حقیقت میں یہ لوگ تخریب کار اور پیشہ ور ڈاکو تھے ، منجملہ وہ لٹیرے شامی جنکی لشکر امام (ع) سے مڈ بھیڑ ہوئي معاویہ نے

۱_اغانی ج ۱۷ ص ۷۲

انکو بین النهرین بهیجا تها، اس مقام پر امام(ع) کی طرف سے جو حاکم تهے انهوں نے کمیل بن زیاد سے جو شہر ہئیت کے والی تهے فوجی مدد مانگی ، کمیل چهہ سو سواروں کا ایك دستہ لیکر انکی مدد کو چل دیئے ، دونوں لشکر کے درمیان گهمسان کی جنگ ہوئي لشکر شام معمول کے مطابق اپنے کشتہ ہائے نجس کو وہیں چهوڑ کر فرار کر گئے_

کمیل نے حکم دیا ، خبر دار بهاگنے والوں کا پیچها نہ کیا جائے اور نہ ہی زخمیوں کو جان سے مارا جائے اس جهڑپ میں لشکر کمیل سے صرف دو افراد شہید ہوئے_

دوسرا واقعہ

امام (ع) کے ایك والی نے معاویہ کے لٹیرے دستہ کا پیچها کیا ، تعاقب کرتے کرتے فرات سے اگے نکل گئے تو اپنے لشکر والوں کو شام کے مختلف علاقوں میں لوٹنے کے لئے بهیج دیا یہاں تك کہ لوٹ مار کرتے ہوئے رقہ کے قریب پہونچ گئے جو عثمان کے ہوا خواہوں کا مرکز تها اس مقام پر بهی لوٹ گهسوٹ کی اور کافی مقدار میں ہتهیار گهوڑے وغیرہ چهینے ، معاویہ نے ان لوگوں کا پیچها کرنے کے لئے ایك چهوٹا دستہ روانہ کیا مگر یہ لوگ ان کے ہاتهہ نہ ائے کیونکہ اپنے مرکز نصیبین میں صحیح سالم پلٹ ائے تهے ، اس سردار لشکر نے واپس انے کے بعد امام (ع) کو ساری روداد لکهکر بهیجی ، اس حاکم شہر کی گذارش سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس نے اپنے امور کو کسی صورت میں غیر شرعی نہیں جانا تها_

کیونکہ معاویہ کے خونخوار بهڑیئےور لٹیرے لشکر کے مقابلہ میں اس نے بہت چهوٹا انتقام لیا تها شاید اس انتظار میں تها کہ حضرت امیر المومنین (ع) ہمیں انعام و اکرام سے نوازیں گے_

لیکن امام (ع) علیہ السلام نے نہ یہ کہ اسکی شاباشی نہ کی جواب میں یہ لکها کہ:

ائندہ ایسی حرکت نہ کرنا دشمن کے اموال کو اس وقت لینے کا حق رکهتے ہو جب جنگ ہو اور دشمن ہاتهوں میں تلوار لیکر سامنے اجائے اس وقت تمهیں حق

ہے کہ دشمن کے اموال کو تصرف کرو۔

جیسا کہ اج بھی دیکھنے میں اتا ہے کہ جہان اسلام اسی دو متضاد سیا ستوں کی شکار ہے

(۱)

سیاست امیر المومنین (ع (

صرف جنگجوئوں سے جنگ کرنا لوگوں کے جانوروں کو نہ چھیننا ، اگر مجبور ہو جائو تو راستہ کو پیدل طئے کرنا چشموں اور کنویں کے پانی کو نہ پی لینا ان لوگوں سے پہلے جو اس علاقہ کے افراد ہیں۔

مسلمانوں کو برا بھلا نہ کہنا ، عہد و پیمان والوں کو مورد ستم قرار نہ دینا اگر چہ اہل کتاب یا غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں ، صرف حق و قانون کے مطابق کسی کے خون کو بہا سکتے ہو ، دشمنوں کے مال و اسباب پر حق تصرف نہ جتانا سوائے ان چیزوں کے جو میدان جنگ میں گھوڑے و ہتھیاروں کو اپنے ساتھ لیکر ائے ہوں (۱(

(۲)

سیاست معاویہ

اگر کوئي شخص تمھارا ہم خیال وہم عقیدہ نہیں ہے تو اسکو مار ڈالنا تمام ابادیوں کو خاك میں ملا دینا اموال کو لوٹ لینا ، اگر کوئي شخص ہماری اطاعت میں نہیں ہے اور ثروتمند ہے تو زور زبردستی سے اسکے مال کو چھین لینا ، لوگوں کو بے جھجك اذیت و تکلیف پہونچانا ، محبان علی (ع) کو موت کے گھاٹ اتار دینا یہاں تك کہ انکے بچوں اور عورتوں پر بھی رحم نہ کرنا (۱(

* * *

تجزیہ و تحلیل

ان دو سیاستوں کے درمیان ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس نے لوگوں کے اموال کو محترم جانا تھا اس انسان کی سیاست پر جس نے اسباب و اموال کو غارت

کرنے کا حکم دیا تھا کامیاب ہو_

لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اور جو لوگ زندگی کو ازاد اور قانون و انسانیت سے کوسوں دور رکھنا چاہئے تھے ان افراد پر جو خود کو

_١یعقوبی ج٢ ص ١٤٢
_٢شرح نہج البلاغہ ج٢ ص ١٤ ، یعقوبی ج٢ ص ١٤١

پابند اسلام اور فضیلت و انسانیت کی معرفت رکھتے تھے کامیاب ہوئے_

لیکن یہ کامیابی حقیقی معنوں میں کامیابی نہیں ہے بلکہ چند روزہ کامیابی ہے ، اس لئے کہ پہلے گروہ کو اپنے افکار و نظریات کو کامیاب بنانے کے لئے قاعدہ و قانون کی ضرورت نہیں ہے ، جبکہ دوسرا گروہ انسانیت کے قید و بند میں جکڑا ہوا ہے_

یہی وہ پابندیاں تھیں جو لشکر علوی (ع) میں پائي جا رہی تھی اہل عراق و لشکر امام (ع) نے اسلامی پابندی اور انسانی حقوق کی رعایت کی بناء پر بہت تساہلی کی اور امام (ع) کی اواز پر لبيك نہیں کہا ، کیونکہ ان لوگوں کے پیش نظر وہ جنگ تھی جس کا دنیا میں سوائے موت کے کوئي دوسرا نتیجہ نہ تھا_

اگر کامیاب ہوتے تو لشکر مغلوب کے اموال کو ہاتھ نہیں لگا سکتے تھے اور نہ کسی کو قتل کر سکتے تھے نیز عورتوں و بچوں کو اسیر بھی نہیں بنا سکتے پھر ایسی صورت میں کیوں جنگ کریں ؟

کیونکہ ان لوگوں کو اس راہ میں کوئي مادی فائدہ نظر نہیں ارہا تھا اور مقابلہ میں موت خطرے کی گھنٹی بجا رہی تھی ، پس اگر ايك جذبہء خدائي اور فضیلت انسانی کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو میدان جنگ میں جانا بے فائدہ ہو جائے گا_

مگر معاویہ کی اواز پر اہل شام جلدی سے لبيك کہنے لگتے تھے ، کیونکہ ان کے سامنے وہ جنگ تھي_ جو تمام غرائز حیوانی کو پورا کر رہی تھی جسے چاہیں موت کے گھاٹ اتار دیں یا جسکو چاہیں اسیر و غلام بنا ڈالیں ، انکی مالی درامد لوگوں کے لوٹے ہوئے اموال و اسباب ہیں پھر اس صورت میں کیوں نہ معاویہ کے حکم پر شانہ بشانہ چلیں اور معاویہ کی خواہشات کو کیوں نہ پورا کریں ؟ ايك خاص بات یہ ھیکہ اہل شام اخلاق اسلامی سے بالکل عاری تھے کیونکہ بادشاہ

روم کے بعد اس شہر کا حاکم معاویہ بن گیا تھا_

البتہ اگر امام (ع) بر فرض محال حق کے راستے کو چھوڑ دیتے اور خدا و اسلام کو) العیاذ باللہ) بھلا ڈالتے اور اپنے لشکر والوں کو معاویہ کی طرح ہر کام میں ازاد چھوڑ دیتے تو معاویہ کی ساری کی ساری مکارانہ سیاست نقش بر اب ہو کر رہ جاتیں ، لیکن امام (ع) اسکی طرح نہ تھے انہوں نے اہل کوفہ سے خطاب کیا کہ:

خدا کی قسم ، تم لوگوں کی اصلاح جس طرح ہم کر رہے ہیں اسکے بارے میں خوب جانتے ہیں لیکن کیا کروں اس کام

میں اپنا اور اپنوں کی تباہی و بربادی دیکھ رہا ہوں (۱(

ہاں ، امام علیہ السلام چاہتے تو پیسے سے لوگوں کو خرید سکتے تھے اگر چاہتے تو چاپلوسی ، اور احکام خدا سے چشم پوشی کر کے قبیلوں کے بڑے اور قدرتمند افراد کو اپنی طرف کھینچ سکتے تھے ، لیکن ان تمام امور میں اپنی اور اپنے دین و اخرت کی تباہی دیکھ رہے تھے ، انہوں نے کبھی برائي کو ہاتھ نہیں لگایا کیونکہ اپ پاکیزگی کی تمام چاشنی کو گہرائي سے چکھے ہوئے تھے ، کیا معاویہ نے خون عثمان کے انتقام کے لئے امام (ع) سے جنگ کی تھی ؟

کیا تمام مسلمانوں کی بستیاں جیسے سرزمین عراق ، حجاز ، حتی یمن قتل عثمان میں شریك تھیں ؟ ایا ہزاروں شامی لٹیروں نے خون عثمان کے انتقام میں جو ایك شخص سے زیادہ نہ تھا قتل کیا ؟ کیا عثمان کے خون کے گناہ میں اسیر کی گئي مسلمانوں کی عورتوں اور قتل کئے گئے چھوٹے بچے کے کاندھوں پر تھا ؟

ہر گز نہیں

لیکن معاویہ باپ کی وصیت کے مطابق اپنی جاہ طلبی و حکومت کی تلاش میں تھا اسکی ارزو اسلام کی وسیع و عریض سر زمین پر حاکم بننے کی تھی_

معاویہ نے اس ہدف تك پہونچنے کے لئے ہر وسیلہ کو استعمال کرنا ،روا جانا اور ہر برائي کو بے دریغ انجام دیا_

حقیقت میں قصاص خون عثمان کا مدعی اپنے مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے بہانہ تھا کہ جس سے اس نے فائدہ بھی اٹھایا ، یہ تمام چیزیں امام علی (ع) کے زمانے میں معاویہ کے ایك بڑے نقشے کی چھوٹی سی جھلکی تھی جسکو ہم نے اپکی خدمت میں پیش کیا ہے_

_١یعقوبی ج٢ ص ١٤٢

معاویہ امام حسن (ع) کے زمانے میں

جب امیر المومنین(ع) ابن ملجم کی تلوار سے شہید ہو گئے اور مسلمانوں نے اپنی تاریخ میں دوسری مرتبہ ایك ازاد بیعت کر کے امام حسن (ع) کو اپنا خلیفہ بنا لیا تو اپ نے ایك خط معاویہ کو تحریر کیا اور اس سے اطاعت و بیعت کا مطالبہ کیا ، کیونکہ ایك طرف امام بر حق تھے دوسری طرف لوگوں نے اپکی بیعت کر لی تھی ، لیکن جیسا کہ اپ حضرات جانتے ہیں کہ_

معاویہ نے جس طرح سے اپنی تمام عمر میں حق کی پیروی نہیں کی اسی طرح نہیں چاہتا تھا کہ حق کے سایہ میں جائے _ یہی وجہ تھی جو اس نے امام حسن (ع) کی بیعت نہیں کی _ اور اپ سے جنگ کرنے کے لئے ایك لشکر عظیم کے ساتھ عراق کی طرف روانہ ہو گیا _ امام مجتبی (ع) بھی سر براہ کفر و جاہلیت کامقابلہ کرنے کے لئے اپنی فوج کے ساتھ کوفہ سے نکل پڑے_

مقدمةالجیش کے عنوان سے اپنے چچا زاد بھائي عبید اللہ بن عباس کو عراق و کوفہ کے بہترین بارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ روانہ کیا _ اور انکے ساتھ فدا کار و مومن شجاع قیس بن سعد کو بھیجا_

امام علیہ السلام نے عبید اللہ بن عباس سے کہا کہ ہرگز قیس سعد بن کی رائے کو رد نہ کرنا اور تمام امور میں انکی نظر کو مقدم رکھنا_

چند دنوں بعد لشکر نے امنے سامنے پڑائو ڈالا نیز چھوٹی موٹی جھڑپیں بھی ہوتی رہی _ لیکن معاویہ بجائے جنگ کے چاہتا تھا کہ چالاکی و دھوکہ دھڑی سے کام لے _ اسی لئے ایك ایسا پروپیگنڈہ کیا کہ لشکر امام (ع) کی بنیاد متزلزل ہو گئي_

شب كے سناٹے ميں عبيد اللہ بن عباس كے پاس معاويہ كا ايك ايلچى ايا _ اس نے معاويہ كا پيغام ديا كہ حسن (ع) نے ايك خط صلح كرنے كے لئے ہمارے پاس بھيجا ہے اگر تم اس وقت ہمارى اطاعت كو قبول كر لو گے تو ہم تم كو والى و حاكم بنا دينگے اگر اس پيشنہاد كو ٹھكرائو گے اور مسئلہ صلح اشكار ہو جانے كے بعد ہمارے پاس ائو گے تو دوسروں كى طرح تمھيں بھى مقام و رياست نہيں ديں گے اور سوائے كف افسوس كے كوئي چارہ نہيں رہے گا ، اگر اس وقت ہمارے ہمنوا بن جائو گے تو دس لاكھ درہم تمھيں دينگے جو كہ پہلى تھيلى پانچ لاكھ درہم كى ابھى تمہارے ہاتھوں ميں پہونچ جائے گى اور باقى جب ہمارى فوج كوفہ ميں پہونچ جائے گى تو تمھيں ديديگى_

عبيد اللہ شب كے سناٹے ميں معاويہ كے دام فريب ميں اگئے جو ہوا پرستوں كو ڈانوا ڈول كرنے كے لئے كافى تھا_

عبيد اللہ سوچنے لگے كہ _ معاويہ كى باتيں صحيح و درست ہيں _ جب امام (ع) صلح پر امادہ ہو ہى گئے ہيں تو ہمارے لئے سوائے دو راہوں كے كچھ نہيں ہے _

اگر معاويہ كى طرف جاتے ہيں تو احترام و اكرام اور دولت و ثروت ہے _ اگر اپنى جگہ پر قائم رہتے ہيں تو جان كا خطرہ اور جنگ كى زحمت ہے _ پھر ہم كيوں قتل ہوں اور زحمت جنگ كو برداشت كريں _ يہى شيطانى اور تاجرانہ فكر تھى جو عبيد اللہ كو لے ڈوبى_

چنانچہ رات كى تاريكى ميں ايك دستہ كے ساتھ لشكر اموى سے جا ملے اور لشكر بغير سردار كے ہو گيا (١(

انھيں ايام ميں معاويہ نے جو دوسرى چال چلى وہ يہ تھى كہ _ مخفيانہ طور سے ايك سفير كو عمر و بن حريث، اشعث بن قيس _ حجار بن ابجر اورشبث بن ربعى كے پاس بھيجا _ يہ تمام لوگ قبائل كو فہ كے سردار اور لوگوں ميں اچھا رسوخ تھا _ مگر اہلبيت (ع) سے دشمنى ركھنے كى وجہ سے كوئي خاص اہميت كے حامل نہ تھے ، معاويہ كے جا سوس نے ہر ايك كو اس طرح پيغام ديا كہ اگر تم لوگوں نے حسن (ع) بن على (ع) كو قتل كر ديا تو ابھى ايك لاكھ درہم نيز لشكر شام كى سردارى اور حاكم شہر نيز اپنى بيٹيوں كو اس كام كے عوض ميں

دينگے _ اسكى خبر امام حسن (ع) كو معلوم ہوئي تو اپ اپنے لباس كے اندر زرہ پہننے لگے تاكہ ناگہانى حملے سے بچ سكيں حتى امام (ع) اسى حالت ميں نماز بھى پڑھتے تھے اور زرہ كو ايك لمحہ كے لئے بھى جسم سے جدا نہيں كرتے تھے _ امام (ع) كا يہ احتياط بجا تھا كيونكہ انہيں ميں سے ايك ضمير فروش نے انحضرت (ع) پر حالت نماز ميں تير سے نشانہ بنايا تھا ليكن چونكہ امام حسن (ع) كے جسم پر زرہ تھى لہذا تير نے اپنا كام نہيں كيا اور امام عليہ السلام بچ گئے (۲(

يعقوبى لكھتے ہيں:

معاويہ نے جاسوسوں كا ايك گروہ لشكر امام (ع) ميں چھوڑا تاكہ انحضرت(ص) كے لشكر ميں يہ پروپيگنڈہ كريں كہ قيس بن سعد جنہوں نے عبيد اللہ بن عباس كے لشكر كى سردارى كا عہدہ سنبھال ليا تھا معاويہ سے صلح كر لى ہے_

_۱مقاتل الطالبين ص ٦٥
_۲بحار الانوار ج ۱۰ ص ۱۰۷

دوسرى طرف ايك جاسوسى دستہ كو قيس كے لشكر ميں چھوڑا تاكہ اس بات كا پروپيگنڈہ كريں كہ امام (ع) معاويہ سے صلح كرنے پر تيار ہو گئے ہيں_

معاويہ نے اس حربہ سے كوشش يہ كى كہ دونوں لشكروں كے نظم و نسق اور اتحاد كا شيرازہ بكھير ديں اور ان كے لشكر كے مختلف دستوں كو فكر و عمل ميں الجھا كر ركھ ديں_

معاويہ نے دوسرى چالاكى يہ كى كہ _ ايك حكومتى وفد كو امام (ع) كے پاس روانہ كيا جو ان لوگوں پر مشتمل تھا ، مغيرہ بن شعبہ ، عبد اللہ بن عامر ، عبد الرحمن بن حكم ، يہ تمام حضرات شہر مدائن ميں جو امام (ع) كے فوجى افسروں كا اڈہ تھا امام حسن (ع (سے ملاقات كى اور گھنٹوں بات كرنے كے بعد يہ لوگ ہنستے ہوئے نكلے ، اور ايك دوسرے سے بلند اواز ميں گفتگو كر رہے تھے تاكہ سبھى لوگ باتوں كو سن ليں ان لوگوں نے كہا ، خدا وند كريم نے پسر رسول (ص) كے ہاتھوں لوگوں كے خون كو بہنے سے بچا ديا ، اور فتنہ و فساد كى اگ كو خاموش كر كے صلح و اشتى كو قائم كر ديا_

جب ان باتوں کو لشکر امام (ع) نے سنا تو بہت حیرت میں پڑ گیا ، خاص طور سے وہ لشکر جس کو خود امام (ع) نے تیار کیا تھا ، کیونکہ جن لوگوں نے صرف جنگ کرنے کو سوچا تھا اور امام (ع) کے ساتھ اسی لئے ہوئے تھے کہ معاویہ سے جنگ کرنے کے لئے جائینگے وہ امام (ع) کی قدر و منزلت اور انکی رہبریت کو مان کے تھوڑے ساتھ ہوئے تھے ۔ ورنہ معاویہ جیسے ظالم و جابر کا نمائندہ مغیرہ بن شعبہ جو سیاست کار اور بد کار تھا اسکی باتوں میں اجاتے ؟

یہی وجہ تھی کہ وہ لوگ انکی باتوں کو سنتے ہی اس طرح اگ بگولا ہوئے کہ چاروں طرف سے سردار لشکر کے خیمہ پر حملہ کر دیا اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔

امام علیہ السلام ان لوگوں سے بچنے کے لئے گھو ڑے پر سوار ہوئے اور حاکم مدائن کے گھر کی طرف چل دیئے

شہر مدائن کے نزدیك خوارج کا ایك شخص بنام جراح بن سنان اسد ی اندھیری گلی میں چھپا ہوا تھا تاکہ امام (ع) پر حملہ کر کے انکو قتل کر دے لہذا جس وقت امام حسن (ع (کا کوچہ سے گذر ہوا تو اس نے خنجر سے ایسا حملہ کیا کہ اپکی ران پر زخم لگا اور اپ بری طرح زخمی ہو گئے۔

امام (ع) کے وفادار ساتھیوں نے اسکو وہیں پکڑ لیا اور اسی مقام پر قتل کر ڈالا ۔

امام علیہ السلام کو مدائن کے دار الامارہ لیجایا گیا تاکہ اپ کے زخم کا مداوا ہو سکے ۔اپ کے جسم سے اس قدر خون بہہ گیا

تھا کہ اپ کافی کمزور ہو گئے ، اسی وجہ سے صحتیاب ہونے میں کافی وقت لگا ۔

لشکر بھی بغیر سردار کے ہو گیا تھا بلکہ ان لوگوں نے صحیح معنوں میں حقیقی ہدف کو نہیں پہنچانا تھا اور نہ ہی حوادث زمانہ میں ثابت قدم رہے تھے ورنہ تتر بتر نہ ہوتے (١(

طبری اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں

جب لوگوں نے امام (ع) كی بیعت كر لی تو اپ ان لوگوں كو لیكر معاویہ سے جنگ كرنے كے لئے كوفہ سے نكلے اور مدائن كی طرف حركت كی ، مدائن پہونچنے كے بعد لشكر كی جمع اوری كرنے میں مشغول ہو گئے اچانك ایك اواز بلند ہوئي كہ اگاہ ہو جائو كہ قیس بن سعد مار ڈالے گئے اس اواز كا بلند ہونا تھا كہ فوج میں بھگڈر مچ گئي ، فتنہ پروروں نے موقع غنیمت جانا اور امام (ع) كے خیمہ پر چڑھائي كر دی یہاں تك كہ انحضرت (ص) كے پیركے نیچے سے چٹائي كو چھین كر بھاگ كھڑے ہوئے (۲(

ایك روایت كے مطابق انحضرت(ص) كی كنیزوں كے پا زیب اتار كر لے گئے (۳(

طبری مزید لكھتا ہے:

امام (ع) كی بیعت كو زیادہ دن نہیں گذرے تھے كہ اپ پر حملہ ہوا جس كی وجہ سے اپ بری طرح زخمی ہو گئے_

مشہور ادیب و مورخ ابو الفرج اصفہانی لكھتے ہیں:

معاویہ نے اپنے ادمی كو امام حسن كے پاس صلح كرنے كے لئے بھیجا اپ نے اس سلسلے میں چند شرطیں ركھیں جن میں كچھ یہ ہیں

_۱پہلے كی طرح كسی كو اذیت نہ دیا جائے

_۲شیعیان امیر المومنین (ع) كو ازاد چھوڑا جائے

_۳حضرت علی (ع) پر سب و شتم نہ كیا جائے

_۱یعقوبی ج۲ ص ۱۵٦
_۲طبری ج٦ ص ٦۹
_۳بحار الانوار ج ۱۰ ص ۱۱٦ بہ نقل ابن ابی الحدید

امام حسن (ع) نے صلح اس لئے كر لی كہ ایك طرف معاویہ كی مكارانہ چال تھی تو دوسری طرف اہل كوفہ كی سستی لہذا جب معاویہ نے صلح كرنے كے بعد علوی مركز خلافت كوفہ پر قدرتمندانہ انداز میں قدم ركھا تو جلسہ عام كو ان الفاظ میں خطاب كیا _ خدا كی قسم ، ہم نے تم لوگوں سے نماز روزہ و حج و زكاۃ كی خاطر جنگ نہیں كی تھی ، تم لوگ تو خود اس كام كو انجام دیتے ہو ،

بلکہ میں نے جنگ اس لئے کی تھی کہ تمھارے اوپر حکومت کروں خداوند عالم نے میری دلی تمنا پوری کر دی درانحالیکہ تم لوگ اس پر راضی نہیں ہو (١) پھر بے جھجك کہا کہ ، اگاہ ہو جائو جو کچھ ہم نے حسن (ع) سے عہد و پیمان کیا تھا اب یہ دونوں میرے قدم تلے جاتے ہیں (٢_ (

صلح کے اسباب و علل

جس طرح قیام امام حسین (ع) دین کی بقاء اور اسلام کی حقیقی تصویر کو باقی رکھنے میں موثر ثابت ہوا ہے اسی طرح صلح امام حسن (ع) دین کی بقاء نیز اسلام حقیقی کو زندہ رکھنے میں کافی موثر ثابت ہوئي ہے_

ہم نے اس کتاب کی تمام بحثوں میں حتی الامکان اختصار سے کام لیا ہے لہذا صرف وجوہات کو اپ حضرات کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جو مختلف جہات سے ضروری و لازم ہیں ، البتہ ان علتوں کی تفصیل کے لئے خود ایك مستقل کتاب کی ضرورت ہے ، جسکو چند سطروں کے اندر بیان کرنا بہت مشکل ہے_

_١اپ نے پہلے ملاحظہ فرمایا کہ ، معاویہ نے عثمان کے خون الود کرتہ سے کس طرح ماہرانہ انداز میں فضا کو مکدر کیا اور کوشش کی کہ امام (ع) کے پاك و مقدس دامن کو قتل عثمان سے متھم کر کے داغدار کر دے ، وہ اہل شام کی اچھی خاصی جمعیت، خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اکٹھا کر کے انحضرت(ص) اور ان کے ساتھیوں کوجنگ کرنے کے لئے میدان صفین میں لے ایا ، اس نے اپنے امور کی اساس جھوٹ ، فریب اور چالاکی پر رکھی تھی ، اسکے ذریعہ چاہتا تھا کہ تمام سر زمین اسلامی کے سادہ لوح افراد کو کم و بیش دھوکہ دیدے یا کم از کم شك و تردید میں ڈال دے حتی عمار یاسر جیسے

_١مقاتل الطالبین ص ٧٠ ، تاریخ ابن کثیر ج٨ ص ١٣١ ، شرح ابن ابی الحدید ج٤ ص ١٦
_٢مقاتل الطالبین ص ٦٩ ، شرح ابن ابی الحدید ج٤ ص ١٦

انسان کا وجود جو اس زمانے میں لشکر علو ی (ع) کی حقانیت کی دلیل تھے اور جو بھی ان سے ٹکر اتا ، حدیث رسول (ص) کے لحاظ سے گمراہ و باغی ہوتا اس نے بھی سادہ لوح افراد اور معاویہ کی نیرنگی و مکاری کے مقابلہ میں سو فیصد فائدہ نہیں پہونچایا تھا ، لہذا ضروری تھا کہ ایك ایسا کام کیا جائے تاکہ معاویہ

اپنی مکارانہ چال سے باہر ائے اور اسکی سیاہکاری و بد کاری ظاہر ہو جائے_

صلح امام حسن (ع) نے اساسی و بنیادی کام یہی کیا جسکو اوپر بیان کیا جا چکا ، جو معاویہ کی پہلی بد کرداری و سیاہ اندیشی کی نشاندہی کرتی ہے_

یہ تمام خون کا دریا اور غارتگری کا بازار جو قصاص خون عثمان کے نام پر زمین پر بہایا اور انجام دیا گیا حقیقت میں معاویہ کی جاہ طلبی اور اسکی ریاست خواہی تھی_

معاویہ کی تمام کوششیں سو فیصد جوش و جذبہ مادی اور ریاست و حکومت کی خاطر تھی اور بس، انتقام خون عثمان کی داستان جھوٹی نمائشے اور چالاکی کے علاوہ کچھ نہ تھی ، یہ مسئلہ جب یہاں تك پہونچ گیا اوررفتہ رفتہ لوگوں کو احساس ہونے لگا تو زیادہ دن نہیں گذرا تھا کہ لوگ عدل و مساوات اور حکومت علوی کی طرف بھاگنے لگے ، یہاں تك کہ جو شام میں پناہ گزین تھے اور معاویہ کے عقیدتمندوں میں تھے ہر روز گوشہ و کنار سے خاندان علی (ع) کی فرد کی رہبری میں امویوں کے خلاف ہنگامہ کھڑا کرنے لگے (١(

حقیقت میں حکومت معاویہ کے زمانے میں اور اسکے بعد والے سربراہان مملکت نے اتنی تباہی و بربادی اور جنایت عظیم کا بازار گرم کیا کہ مخالفین نے بھی احساس کیا کہ حکومت علوی (ع) تمام عدالت و مساوات کے لحاظ سے تنہا حکومت تھی اگر چاہتی تو ہم لوگوں کو سعادت حقیقی تك پہونچا دیتی_

_٢دوسرا مسئلہ جو بڑا عامل صلح کے لئے بناوہ سپاہ کوفہ کی تساہلی اور فکر و عمل میں نا ہما ھنگی تھی ، اپ نے اس سے پہلے ملاحظہ فرمایا کہ یہی لشکر اتنا قوی تھا کہ اس نے معمولی سی بات پر ہزاروں ادمیوں پر مشتمل فوج کو درہم و برہم کر کے انکے نظم و اتحاد کو بکھیر دیا تھا اور سبط رسول (ص) کے قتل کی سازش کو ایك معمولی حادثہ سمجھا تھا کہ اگر اس راہ میں موانع پیش نہ

_١مقاتل الطالبین ص ١١٧، ٥١ ، مقالات اسلامیین ج٢ ص ١٦٦

اتے تو ممکن تھا کہ معاویہ کا تمام نقشہ باور ہو جاتا_

ان مطالب پر غور کرنے کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ معاویہ نے پہلے چند سردار

لشکر کو خرید ا جیسا کہ تیر اندازی کے واقعہ میں دیکھا گیا ، پھر امام حسن (ع) کو انکی سپاہ کے ذریعہ قید کروا یا اسکے بعدبڑی منت و سماجت کے بعد ازاد کیا یہ رسوائي ائمہ اہلبیت اور رہبران معصوم (ع) کے دامن پر تا ابد رہے گی کہ جنھوں نے کفر و نفاق کے جانے پہچانے چہروں کو فتح مکہ کے موقع پر ازاد کیا تھا وہ اج اپنی جان کے لئے خاندان اموی کے مدیون ہو گئے (۱(

۳جنگ صفین میںحضرت امیر المومنین کے ہمراہ (جیسا کہ ائندہ بیان ہو گا) اکثر اصحاب رسول (ص) تھے جن کی تعداد مورخین نے دو ہزار سے زیادہ بتائي ہے

ستر بدر کے جنگجو تھے جو پیغمبر اسلام (ص) کے قدیم صحابی تھے ، سات سو یا اٹھ سو وہ افراد تھے جنھوں نے بیعت رضوان میں شرکت کی تھی اور قران مجید میں خدا وند عالم نے ان لوگوں کی تعریف و تمجید بھی کی ہے_

مہاجرین و انصار میں سے چودہ سو افرادوہ تھے جنھوں نے جنگ صفین میں شرکت کی تھی (۱) یہ تمام لوگ رسول (ص) کے زمانے کو دیکھے بھی تھے اور نزول قران کے وقت موجود بھی تھے اور اسلام حقیقی کو خود پیغمبر سے لیا پھر برسوں امیر المومنین(ع) کی خدمت میں رہے جو خود مجسمہ اسلام اور ہمدوش قران تھے_

لیکن معاویہ کے ساتھ انصار و مہاجرین کے بد نام زمانہ دو ادمی کے سوا کوئي نہ تھا ، اس نے ان ضمیر فروشوں کے ذریعہ اسلام کے خلاف اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق یہ نقشہ تیار کیا کہ سادہ لوح افراد کے دلوں میں اسلام کے خلاف بغض و کینہ کو بھر دے ، ہاں ، اس نے ابو ھریرہ ، انس بن مالك ، مغیرہ بن شعبہ ، عمرو بن عاص ، عبد اللہ بن عمر و اور خاص طور سے ام المومنین عائشه کی مددسے ایك جعلی حدیث کا بڑا کار خانہ معرض وجود میں لایا ، ان تمام ہوا پرستوں نے معاویہ کی حکومت کے زمانے میں متعدد کو شش کیں کہ اسلام کے اصلی خد وخال کو داغدار کر دیں اور اکثر حدیثیں ابو ہریرہ ، انس بن مالك اور عبد اللہ بن عمر نے مختلف میدانوں میں گڑھیں اگر اہلبیت) ع) کے فدا کاروں کی جد وجہد نہ ہوتی تو اسلام صفحہء ہستی سے مٹ گیا ہوتا اور کفر و جاہلیت کی تمام نا پاك تمنائیں رائج ہو جاتیں_

_۱اخبار الطوّال ص ۲۲۱، بحار الانوار ج ٤٤ ص ۲۹
_۲یعقوبی ج۲ ص ١٦٤ ، ابن خیاط کی تاریخ ج۱ ص ۱۸۰

۹۸

امام حسن (ع) نے معاویہ سے جنگ کرنے کے بجائے جو صلح کر لی اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ انحضرت (ص) نے اسکے ذریعہ سے اکثر اصحاب رسول (ص) و یاران امیر المومنین (ع) کو موت کے منھ سے نکال لیا ، کیونکہ اگر امام حسن (ع) معاویہ سے جنگ کر لیتے تو اپ کے لشکر میں وہ افراد تھے جو مومن حقیقی تھے اگر میدان جنگ میں چلے جاتے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ سارے کے سارے مار ڈالے جاتے یا خاتمہ جنگ کے بعد معاویہ کے ہاتھوں اسیر ہو کر خون عثمان کے جرم میں تہ تیغ کر دیئےاتے ، اور معاویہ اطمینان کے ساتھ حقائق اسلام کو توڑ مڑوڑ کے پیش کرتا اور اسکو کوئي روك ٹوك کرنے والا بھی نہ ہوتا اس مقدمے کے بعد اتنا تو ضرور واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام حقیقی کی صورت کو تحریف سے بچانے کے لئے صلح کے علاوہ کوئي چارہ نہ تھا_

یہی وہ راستہ تھا جو حضرت امام حسن (ع) نے اپنایا اور مرتے دم تك اس پر ثابت قدم رہے_

۹۹

فصل سوم

دشمنوں کے ساتھ نرمي

معاویہ کسی طرح حکومت پر بیٹھ گیا ، حضرت علی (ع) کے شہید ہو جانے اور امام حسن) ع) کے صلح کی وجہ سے اسکی راہ کی تمام اڑ چنیںختم ہو گئیں ، لیکن معاویہ کو دوسرا مسئلہ جو کھائے جا رہا تھا اور ا س کا حل نکالنا بہت ضروری تھا وہ یہ تھا کہ تمام سر زمین اسلامی میں جو شام کے لٹیروں نے قتل و غارتگری کا بازار اسکے حکم سے گرم کر رکھا تھا نیز اسکے بعد قصاص خون عثمان کے نام پر اکثر گھروں کو خاك و خون میں غلطاں کر کے باپ بھائي بیٹے سبکو داغدار کر دیا تھا اور اسکی وجہ سے لوگوں کے دل بغض و کینہ سے بھر گئے تھے_

ایسے حالات میں اس (معاویہ) نے ایك نئي سیاست اپنائي اور وہ نیکی و برد باری تھی خواہ سامنے دشمن ہی کیوں نہ ہو_

کیونکہ اسکو ہر لمحہ خطرہ تھا کہ عراق و حجاز میں رہنے والے مسلمان کہیں

شورش بر پا نہ کر دیں اور رات دن کی محنت سے حاصل ہوئي حکومت ہاتھ سے نکل نہ جائے_

یعقوبی لکھتے ہیں:

معاویہ ٤١ ھ میں شام واپس ایا تو اسی وقت بری خبر موصول ہوئي کہ رومیوں کا ایك بڑا لشکر سر زمین اسلام کی طرف ارہا ہے ، اس خبر نے حکومت دمشق کی چولیں ہلا کر رکھ دی ، کیونکہ ایك طرف ان تمام مسلمانوں سے خطرہ تھا جو بلاد اسلامی میں جی رہے تھے ، دوسری طرف یہ بری خبر پہونچ گئي_ ان تمام خطروں نے معاویہ کے اعصاب کو جھنجوڑ کر رکھ دیا اب ایسی صورت میں کیا کیا جائے ؟

معاویہ نے یہ کیا کہ اپنے ایك نمائندہ کو امپرا طور روم کے پاس بھیجا اور اسکو سرخ سونے کا ایك لاکھ درہم دیا تاکہ واپس چلا جائے اور ذلت و رسوائي سے چھٹکارا مل جائے (۱(

معاویہ نے اپنی حکومت کے زمانے میں سیاست داخلی کی بنیاد خاطر و مدارات پر رکھی تھی تاکہ اسکے ذریعہ اپنی حکومت کی

_۱تاریخ یعقوبی ج۲ ص ۲۱۷ ، دولة العربیہ ص ۸٦

بنیاد مستحکم و مضبوط بنا سکے (۱(

مگر مظلومیت عثمان کی داستان جو اسکی تمام ہنگامہ ارائیوں کے لئے بہانہ تھی حکومت کے ہاتھ اتے ہی ایسے بالائے طاق رکھ دی گئي جیسے ایسی کوئي بات ہوئي نہیں تھی ؟

ابن عبد ربہ اندلسی لکھتے ہیں

"معاویہ حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد مدینہ ایا تو عثمان کے گھر بھی گیا ، عائشہ بنت عثمان نے جب معاویہ کو دیکھا تو باپ کی مصیبت کو یاد کر کے رونا شروع کر دیا ، وہ اسکے ذریعہ چاہتی تھی کہ اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے معاویہ کو یاد دہانی کرائے ، مگر معاویہ پر اس چیخ و فریاد کا کوئي اثر نہیں پڑا اور بڑئے اطمینان سے کہا:

اے بھائي کی اولاد ، لوگوں نے زمام حکومت ہمارے ہاتھوں میں دے دی ہے جس کی وجہ سے ہم نے بھی انکو امان دیدیا ہے ، ہم نے اپنے غضب کو برد باری کے لباس میں چھپا رکھا ہے اور ان لوگوں نے اپنے بغض و کینہ کو ذلت کے سایہ میں پنہاں کر رکھا ہے_

ہر ادمی اپنے ہمراہ تلوار بھی رکھتا ہے اور اپنے رفیق و دوست کو اچھی طرح سے پہچانتا بھی ہے اگر ہم لوگوں نے عہد شکنی کر کے اپنی رفتار کو بدل ڈالا تو یاد رکھو وہ لوگ بھی دوسرا بھیس بدل کر ہم سے مقابلہ کے لئے اجائینگے ، پس ایسی صورت میں جبکہ نہ ہم اپنی قسمت سے اگاہ ہیں اور نہ ہی اس بات کا یقین ہے کہ ہنگامہ ارائي و سر کشی کا فائدہ ہمارے حق میں ہو گا یا ان لوگوں کے حق میں_

بہتر ہے کہ خاموش رہیںتا کہ اگر ہماری حکومت قائم رہی تو تم دختر خلیفہ کی حیثیت سے رہو گی اور اگر حکومت ہاتھوں سے نکل گئي تو تم ایك عام عورت کی حیثیت سے پہچانی جائو گی (۲)_َ

* * *

_۱ابن کثیر ج۷ ص ۱۳۱
_۲عقد الفرید ج۳ ص ۱۲٦ چاپ مصر _ ۱۳۳۱ ، ابن کثیر ج ۸ ص ۱۳۲ ، البیان التبین ج۲ ص ۱۸۲

عرب کے مکار معاویہ کے جال میں

معاویہ نے اپنی حکومت کو ٹھوس کرنے کے لئے جو دوسرا کھیل کھیلا وہ یہ تھا کہ مکار و حیلہ گر افراد کو شہر کے گوشہ و کنار سے بلواکر جاہ و جلال اور دولت و ثروت یا دوسرے راستے سے انکو خرید نا شروع کر دیا ، اور ان لوگوں کو اپنی حکومت کے مفاد میں استعمال کیا ، معاویہ نے اپنی سیاست کی بنیاد اس پر رکھی کہ بیت المال کے خزانے کو بزرگان قریش اور رئیسان شہر کی جھولی میں ڈالدیا تاکہ اسکے ذریعے گذشتہ دنوں کے کینے ختم ہو جائیں اور ان لوگوں کا دل اس سے قریب ہو جائے ، وہ خوب جانتا تھا کہ لوگ بندہ زر ہیں اور قلب حطام دنیا کا خریدار ہے_

طبری لکھتے ہیں:

"کچھ سردار قبائل جن میں حتات بن یزید مجاشعی بھی تھا معاویہ کے پاس ائے ، معاویہ نے سبکو ایك ایك لاکھ دینار دیا مگر حتات بن یزید کو صرف ستر ہزار دینار دیا_

جب یہ لوگ شام سے جانے لگے تو ہر ایك نے اپنی اپنی تھیلی کا جائزہ لیا اور ایك دوسرے کو اپنا اپنا مبلغ بتایا ، حتات جسکو معاویہ نے ان لوگوں سے کم رقم دی تھی وہ اس حرکت سے اتنا ناراض ہوا کہ اسی مقام سے واپس ایا اور معاویہ کے پاس گیا اور اسکو دل کھول کر سنایا کہ تم نے کس بناء پر ان لوگوں سے کم رقم مجھے دی ہے_

معاویہ نے کہا ہاں ، ہم نے ان لوگوں سے انکے دین کو خریدا ہے اسی بناء پر انکو ایك جیسی رقم دی ہے لیکن تم کو اس لئے ان سے کم دیا کہ میں جانتا ہوں کہ تم عثمان کے عقیدتمند وں میں سے ہو ، حتات نے کہ ، اگر ایسی بات ہے تو پھر مجھ سے بھی میرے دین کو خرید لو_

معاویہ نے حکم دیا کہ جو رقم کم دی گئي تھی اسکو پورا کر دیا جائے_

وہ لوگ جو معاویہ کے دام زریں میں پھنس گئے اور نئي حکومت اموی کی بنیاد کو مستحکم کرنے میں جٹ گئے ان میں مغیرہ بن شعبہ اور عمر و بن عاص بھی تھے_

معاویہ نے عرب کا مشہور و معروف مکار مغیرہ بن شعبہ کو حکومت کوفہ کے لئے منصوب کر دیا اور عمر و عاص کو مصر کی حکومت دیکر اپنے جال میں پھنسا لیا ، اور عمر و عاص نے اس سلسلہ میں شرط رکھی کہ جب تك زندہ رہوں گا اس شہر کی

باگ ڈور ہمارے ہاتھوں میں رہے گی ، مزید اس جگہ کا ٹیکس بھی ہمارے پاس رہے گا_

لیکن ان کے درمیان ایك زبر دست مکار تھا جو معاویہ کے چنگل میں نہیں اپا رہا تھا ، جسکے وجود سے حکومت اموی کو بہت بڑا خطرہ لا حق تھا_

اسی لئے معاویہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکی ذات سے بے بہرہ رہے اور تمامتر سعی و کوشش یہی تھی کہ کسی صورت سے اس شخص کو جس کا نام زیادہ تھا اپنے پرچم کے سایہ میں لے ائے تاکہ اسکی مکارانہ چال سے اپنی حکومت کو مزید ٹھوس کر سکے ، اور اسکی ذات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے۔

لہذا بجائے اسکے کہ دین و احکام اور فرمان الہی سے خوف کھائے ایك بہانہ ڈھونڈ نکالا ، در اصل معاویہ کی تمام زندگی میں دنیا کی دھوکہ دھڑی اور زودھنگام لذتوں نے اس پر حکمرانی کی ہے کہ اس مقام پر بھی سوائے دنیا پرستی کے اسکو کچھ نظر نہیں ایا ہے۔

زیاد بن ابیہ ، ظاہری اعتبار سے غلام عبید کا بیٹا تھا جس نے مشہور بد کار عورت سمیہ سے شادی کی تھی اور کچھ دنوں بعد اس سے زیاد پیدا ہوا اس طرح زیاد خاندان کے اعتبار سے عربی معاشرہ میں کوئي خاص اہمیت کا حامل نہیں تھا۔

زیاد کا باپ غلام تھا اور ایسا شخص پست شمار ہوتا تھا لہذا باپ کے غلام ہونے کی وجہ سے قبیلائي اعتبار سے عربی خون نہیں رکھتا تھا۔

باپ کا غلام ہونا اور غیر عرب ہونے کیوجہ سے زیاد اپنے کو ذلیل و حقیر سمجھتا تھا، اس بات نے اسکو بہت اذیت پہونچائي تھی اور رفتہ رفتہ حقیقت سے اگاہ بھی ہو گیا تھا لہذا اس سے چھٹکارا پانے کے لئے اسکے دل میں امنگیں کروٹیں لے رہی تھیں۔

معاویہ ان تمام مسائل سے بخوبی اگاہ تھا لہذا اس نے اپنے نقشہ کے تحت زیاد کی دکھتی رگ کو پکڑا اور اسکو پیشکش کی کہ وہ اپنا بھائي بتائے گا ، مگر ایك شرط پر کہ حکومت اموی کے زیر اثر اجائے اور سر پیچی و نا فرمانی سے باز ائے۔

زیاد نے ایك طرف نسب پر نگاہ دوڑائي تو مشہور ترین عرب معاویہ کا بھائي ہوتا نظر ارہا تھا اور دوسری طرف اسکا باپ عبید غلام نہیں رہے گا بلکہ رئیس قریش ابو سفیان اس کا باپ کہلانے لگے گا وہ کل تك معمولی خاندان کی فرد تھا لیکن اج خلیفہ کا بھائي بن جائے گا۔

مسعودی اور ابن اثیر نیز دیگر مورخین نے خاندان اموی سے زیاد کے ملنے کی داستان اس طرح نقل کیا ہے _

"زیاد کی ماں سمیہ عرب کا مشہور طبیب حرث بن کلدہ ثقفی کی کنیز تھی بدکاری میں مشہور زمانہ تھی شہر طائف میں پیشہ ور عورتوں کے درمیان ایك گھر لیا اسکی چھت پر سرخ رنگ کا جھنڈا لگایا جو طوائفوں کے اڈہ کی علامت تھا ، یہ جب حرث کی کنیز تھی تو رسم جاہلیت کے مطابق اپنی امدنی سے اسکو کچھ رقم دیتا تھا کیونکہ وہ عبید کی زوجیت سے نکال کر لے ایا تھا _

دور جاہلیت میں ابو سفیان کا طائف شہر سے جب گذر ہوا تو شراب فروش ابو مریم سلّولی کے یہاں ایا اور اس سے اپنی خواہشات جنسی کا اظہار کیا ، ابو مریم نے کہا ، ایا سمیہ کو چاہتے ہو ؟

ابو سفیان نے کہا ،_ ارے اسی کو لے ائو تاکہ.........

ابو مریم نے سمیہ کو ابو سفیان کے پاس پہونچا دیا اور خود کمرہ سے باہر چلا ایا ، سمیہ اس سے حاملہ ہو گئي اور ۱ھ میں زیاد پیدا ہوا_

جب حضرت امیر المومنین (ع) تخت خلافت پر ائے تو زیاد کی تقریر و شجاعت اور اداری امور میں ماہر ہونے کی وجہ سے فارس کی وسیع و عریض سر زمین کا حاکم بنا دیا ، یہاں پر خوب اچھے طریقے سے حکومت کو چلا رہا تھا ، یہ بات معاویہ کے لئے کافی تکلیف دہ ثابت ہو رہی تھی ، اس نے کافی خطوط زیاد کو لکھے اور ان خطوں میں امید بخش اور تہدید امیز باتیں بھی تحریر کیں ، یہاں تك کہ ایك خط میں ابو سفیان کا بیٹا بنانے کے لئے لکھا ، لیکن زیاد نے حکومت علوي(ع) کے رہنے تك کوئي خاص توجہ نہیں دی ، اور اسکے دام فریب میں نہیں ایا ، مگر جب حضرت امیر المومنین (ع) شہید کر دیئے گئے اور امام حسن (ع) نے جانگداز عوامل کی بناء پر صلح کر لی ، جسکے نتیجہ میں اکثر مملکت اسلامی معاویہ کے ہاتھ میں اگئي ; ایك فارس تھا جس پر زیاد کی حکمرانی تھی اس پر کسی کا بس نہیں چل رہا تھا ، تو معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو بلایا جو زیاد کا قدیم دوست تھا پھر اپنی رائے کو پیش کیا کہ زیاد ایك طاقتور اور ہوشیار شخص ہے جو ابھی تك حکومت فارس پر برا جمان ہے ، اور اموال کثیر سے اپنی جگہ کو مستحکم کئے ہوئے ہے جسکی بناء پر ہمارا بس نہیں چل پا رہا ہے_

ہمیں ہر لمحہ خطرہ ہے کہ کہیں لوگ خاندان رسول (ص) کی کسی فرد کی

بیعت کر کے بار دیگر ہم سے نبرد ازما نہ ہو جائیں_

چنانچہ یہ تمام باتیں کہہ کر مغیرہ بن شعبہ کو زیاد کو اپنے چنگل میں لینے کےلئے روانہ کیا _ مغیرہ معاویہ کی مکارانہ فکر کو لیکر اپنے دوست زیاد کے پاس پہونچا ،ایك عرصے کے بعد جب دونوں گفتگو کے لئے بیٹھے تو مغیرہ نے زیاد سے کہا کہ ، اسوقت

١٠٤

جہان اسلام کے حالات دگر گوں اور گذشتہ کی نسبت کافی تبدیل ہو گئے ہیں ، اور تنہا شخص جو خلافت کو حاصل کر سکتا تھا وہ حسن بن علی (ع) ہیں لیکن انھوں نے معاویہ سے صلح کر لی ہے لہذا قبل اسکے کہ تم پر کوئي خطرہ لاحق ہو اپنے لئے پناہ گاہ ڈھونڈھ لو_

مغیرہ نے جواب دیا کہ ، میری نظر میں بہتر یہی ہے کہ تم اپنے نسب کو خاندان اموی سے جو ڑ کر معاویہ کے رشتہ دار بن جائو_

زیاد نے کہا ، گویا جڑ کو چھوڑ کر شاخ کو پکڑ لوں_

دونوں کے درمیان اسی طرح کی گفتگو ہوتی رہی ، لیکن زیاد کو قبیلائي اور خاندانی تعصب بہت ستا رہا تھا ان جرح و بحث نے زیاد کے وجدان و ضمیر کو کافی جھنجھوڑکر رکھ دیا ، خاص طور سے جب ذہن میں حکومت کا ہاتھ سے نکل جانا اور جان کا خطرہ میں پڑ جانے کا تصور کیا تو اس پر زیاد مات کھا گیا اور مغیرہ کی پیشنہاد کو قبول کر کے اپنی حکومت کو خیر اباد کر دیا اور دمشق کی طرف روانہ ہو گیا ، جب زیاد نے اموی سلطنت میں قدم رکھا تو معاویہ کے حکم پر اسکی بہن (جویریہ) اس سے ملاقات کرنے گئي اور دوران ملاقات اپنے سر سے اوڑھنی ہٹا دیا اورکہا کہ ، تم ہمارے بھائي ہو لہذا مجھ پر تم سے پردہ واجب نہیں ہے ؟

ہم نے اس حقیقت کو ابو مریم سلّولی سے سنا ہے ، جو یریہ کی ملاقات نے زیاد کے اوپر اچھے تاثرات چھوڑے اور اسکے پس منظر میں معاویہ نے شہر دمشق کی جامع مسجد میں ایك جلسئہ عام رکھااس میں زیاد کو دعوت دی گئي نیز شاہد ین کو بھی بلایا گیا جن میں ایك ابو مریم سلّولی تھا_

معاویہ نے ابو مریم سے کہا کہ تم کیسے اور کس چیز کی گواہی دو گے

ابو مریم سلّولی کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ ، میں گواہی دیتا ہوں کہ دور جاہلیت میں جب میں شراب فروش تھا تو ایك روز ابو سفیان شہر طائف سے گذرا ، میرے پاس اکر اس نے اپنی خواہشات جنسی کو مٹانے کے لئے کہا، پیشہ ور عورت کی فرمائشے کی میں نے کہا ، اسوقت حرث کی کنیز سمیہ کے علاوہ کوئي نہیں ہے ،

ابو سفیان نے کہا _ اسی کو لے ائو اگر چہ وہ ایك بد بودار و کثیف عورت ہے ، زیاد غصے میں اگیا اور کہنے لگا ، ابو مریم چپ ہو جائو تم گواہی دینے کے لئے ائے ہو نہ کہ برا بھلا کہنے کے لئے ؟

١٠٥

ابو مریم سلّولی نے کہا ، ٹھیك ہے اگر تم کو برا لگ رہا ہے تو ہم اس داستان کو بیان نہیں کرینگے لیکن میں نے جو کچھ دیکھا تھا اسکو بیان کیا ہے_

خدا کی قسم ، ابو سفیان نے سمیہ کی استین پکڑی اور خالی کمرے میں لے جا کر دروازہ کو بند کر لیا اور میں اسی مقام پر بیٹھا رہا ، تھوڑی دیر بعد ابو سفیان کمرے سے باہر ایا تو میں نے کیا دیکھا کہ پسینہ میں شرا بور تھا ، میں نے کہا ، ابو سفیان یہ عورت کیسی تھی ؟

ابو سفیان نے جواب دیا _ ہم نے اس عورت کی طرح کسی کو نہیں دیکھا اگر چہ زیاد کھڑا ہوا اور لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ، اے لوگو ، اس میں کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ ہے مجھے نہیں معلوم لیکن جو کچھ جانتا ہوں وہ یہ ہیکہ اگر میرا باپ عبید تھا تو ایك ایسا باپ تھا جونہایت شریف و نیك تھا اور اگر اسکو مربی مانا جائے تو وہ میرا حقیقی باپ تو نہیں تھا البتہ ایك اچھا مربی ضرور تھا ، جس نے زحمتیں برداشت کر کے مجھ پر احسان کیا ، البتہ گواہ حضرات اپنی بات کی حقیقت سے زیادہ اگاہ ہیں_

یونس بن عبید ثقفی جو سمیہ کا بھائي تھا اپنی جگہ سے کھڑا ہو ا اور اس نے کہا ، معاویہ رسول(ص) اسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ بچہ شوہر کا ہوگا اور زانی کے لئے سنگساری ہے ،الولد للفراش و للزانی الحجر لیکن اس قانون کے ہوتے ہوئے تم نے ابو سفیان کے زنا کو ابو مریم کی گواہی پر حکم دیا ہے اور غیر شرعی فرزند کو اس کے حد کے بدلے میں بیٹا بنا رہا ہے جبکہ اس طرح کا قانون

نہ کتاب خدا میں ہے اور نہ ہی حدیث پیغمبر (ص) میں_

معاویہ نے جب ماحول کو خطر ناك دیکھا تو ڈرا دھمکا کر کہا ، اے یونس اپنا منھ بند کر لو ورنہ ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا_

یونس نے جواب دیا کہ ، ایا قتل کے علاوہ کچھ اور کر سکتے ہو_

جب یونس نے معاویہ کی تہدید کو اٹل دیکھا تو خاموش ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ ، ہم اپنے پروردگار سے طلب مغفرت کر لینگے اس واقعہ نے جہان اسلام میں کافی ہنگامہ مچایا ، اور شعراء عرب نے مذمت امیز اشعار کہے ، جن میں ایك عبد الرحمن بن حکم کا شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ھیکہ :_ معاویہ بن حرب سے کہدو کہ میں مرد یمانی ہوں، ایا ناراض تو نہ ہو جائو گے ، اگر یہ کہیں کہ تمہارا باپ عفیف و پاك دامن ہے_ اور خوش ہو جائو گے اگر یہ کہا جائے کہ تیرے باپ نے (زیاد کی ماں سمیہ سے) زنا کیا تھا_

میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہاری رشتہ داری زیاد سے اسی طرح ہے جس طرح ہاتھی کی گدھے کے بچے سے (١(

مشہور دانشور اور مورخ ابن اثیر لکھتے ہیں:

زیاد کو ابو سفیان کا بیٹا قرار دینا یہ پہلا حکم تھا جو علنی طور پر شریعت مقدس کے قوانین کے بر خلاف بیان کیا گیا ، جبکہ رسول اسلام (ص) کا ارشاد گرامی ہے کہ ، بچہ شوھر کا ہوگا اور زانی کے لئے سنگساری ہے _ الولد للفراش وللعاھر الحجر (٢(

سنگین ٹیکس

جیسا کہ اپ نے پہلے ملاحظہ فرمایا کہ معاویہ نے اس وقت کے مکاروں کو مختلف ذریعوں سے اپنے قبضے میں کر لیا تھا_

کسی کو عہدے دیکر کسی کو دولت و ثروت دے کر اور کسی سے رشتہ ناطہ جو ڑکر ان سبھوں کو کفر و جاہلیت کی فوج بنا کر اموی پارٹی سے ملحق کر دیا تھا_

دوسری طرف طاقتور قبیلوں کے سرداروں نیز دشمنوں سے چاپلوسی ، نرم دلی ، بخشش اموال اور برد باری کا اظہار کر کے اس لئے ان لوگوں کو خاموش کر دیا تھا ، کہ یہ لوگ اسکی حکومت کے خلاف سازش نہ کر سکیں_

البتہ اس کی ضمیر فروش حکومت کے اتے ہی شروع ہو گئي تھی ، لیکن جب ستون حکومت مضبوط ہو گیا اور ماحول سازگار ہو گیا تو اس وقت اپنے کینہ و عناد کو نکالنے کے لئے سارے حکمرانوں کو حکم دیا کہ تمام سر زمین اسلامی کے اموال جمع کر لئے جائیں تاکہ گذشتہ کی طرح روساء قوم کے پاس زر و جواہر نہ رہے (۳(

معاویہ کی طمع دن بدن بڑھتی جا رہی تھی ، چنانچہ مسلمانوں کے اموال کو بڑپنے کے لئے ایك نیا حیلہ تلاش کر کے ایك دن حکم دیا کہ ساسانی بادشاہوں کی زمینوں پر جو کوفے کے اطراف میں تھی اس پر کھیتی کی جائے اور اسکا خراج ہمیں بھیج دیا

_۱ابن عساکر ج۵ ص ۴۰۹ ، طبری ج۴ ص ۲۵۹
_۲مروج الذھب ، انساب الاشراف
_۳تاریخ ابن اثیر ج۳ ص ۲۰۲ ، سیر اعلام النبلا ج۲ ص ۳۴۰

جائے ، ان زمینوں کاسالانہ ٹیکس تقریبا پانچ لاکھ درہم ہوتا تھا_

دوسری مرتبہ حکم دیا کہ بصرہ کے اطراف کی پیدا وار بصرہ سے متعلق ہے اور اسکا حاکم عبد الرحمن بن ابو بکر ہے_

تیسری مرتبہ امیر شام معاویہ نے یہ حکم دیا کہ _ ایام نوروز میں ایراني، گذشتہ باد شاہوں کو تحفہ و تحائف دیتے تھے اس سال میرے پاس تحفے بھیجیں ، گویا وہ عصر جاہلیت کا امپراطور بنا ہوا تھا ، اور اپنے باپ کی وصیت کہ" خلافت کو بادشاہت میں تبدیل کر دینا" کو عملی جامہ پہنا رہا تھا_

ایران و عراق کے غریبوں کو جو ایام نو روز میں تحفہ دینا ضروری تھا تقریبا لاکھوں درہم تك پہونچتا تھا (۱(

معاویہ نے صرف کوفہ و بصرہ کی پیداوار کو غصب نہیں کیا بلکہ یمن ، شام ، اور بین النہرین پر بھی ہاتھ مار کر ان زمینوں کو جو حکومتی تھیں ہڑپ لیا ، اس

طرح اكثر بلاد اسلامی كی دولت و ثروت خاندان اموی اور معاويہ كے رشتہ داروں ميں چلی گئي_

معاويہ كی ہٹ دھرمی اس قدر بڑھ گئي تھی كہ دو مقدس شہروں مكہ و مدينہ كو بھی نہيں چھوڑا اور ان دونوں شہروں سے اسكے پاس خرما اور گيہوں اتے تھے اسی ميں فدك بھی تھا جو معاويہ نے مروان بن حكم كو ديديا تھا (۲(

جب حكومت اموی مضبوط ہو گئي تو معاويہ كی سياست بھی بدل گئي ابھی تك دشمنوں سے اچھے روابط تھے ليكن جب انكو دولت و رياست كے ذريعہ رام كر ديا تو اپنے كينہ ديرينہ كو اشكار كيا ، لہذا جب مدينہ ايا اور بنی ہاشم اپنی مشكلات كو ليكر گئے تو انكو ديكھتے ہی كہنے لگا كہ _ كيا كام ہے ايا اس ميں راضی نہيں ہو كہ ہم تمھارے خون كو (قتل عثمان كے باوجود) محترم جانے ہوئے ہيں ؟

خدا كی قسم _ تم لوگوں كا خون بہانا جائز ہے ؟

معاويہ كا لب و لہجہ اتنا برا تھا كہ گويا اس نے كچھ كيا ہی نہيں ہے اور عثمان كی مدد ميں گويا اپنی كوتاہی بھول بيٹھا ہے ؟

بات اتنی بڑھ گئي كہ امير المومنين كے شاگرد ابن عباس (حبر امة) بول اٹھے

اے معاويہ _ جو كچھ تم نے ہماری نسبت كہا ہے تيری شرارت و خباثت باطنی كے علاوہ كچھ نہيں ہے_

_۱يعقوبی ج۲ ص ۲۱۸ چاپ بيروت
_۲يعقوبی ج۲ ص ۲۳٤

خدا كی قسم ، پہلے تم اس سزا كے مستحق ہو كيونكہ تم نے خون عثمان كے نام پر لوگوں كو بھڑكايا اور اس كے خون كا بدلہ لينے كے لئے تم اٹھے_

ابن عباس نے اتنا سنايا كہ معاويہ كو پانی پانی كر ديا ، پھر انصار ملنے گئے تو معاويہ نے ان لوگوں سے سخت لہجہ ميں گفتگو كی اور انكو ذليل كرنے كے لئے ايك جملہ چست كيا كہ وہ تمھارے پانی ڈھونے والے اونٹ كيا ہوئے ؟

انصار نے غصہ میں جواب دیا ، جس وقت جنگ بدر میں باپ بھائي اور دادا کو مارا تھا اس وقت انکو ہاتھ سے کھو دیا_

پھر انصار نے کہا کہ _ ہم صرف خدا و رسول کے حکم کی بنا پر چھوڑ رہے ہیں _

معاویہ نے پوچھا _ یہ بتائو تم کو کیا وصیت کیا ہے ؟

ان لوگوں نے کہا صبر و نیکی کا حکم دیا ہے معاویہ نے کہا _ تو پھر صبر کرو

جس گھڑی مدینہ سے معاویہ شام واپس ہونے لگا تو ا س کی کوئي خواہش پوری نہیں ہوئي (١_ (

اسی سفر میں معاویہ نے یہ حکم دیا کہ منبر و عصاء رسول (ص) کو شام لے چلو کیونکہ اہل مدینہ نے عثمان کو قتل کیا ہے لہذا ان چیزوں کا یہاں رہنا مناسب نہیں ہے مامورین ایك طرف عصاء رسول(ص) کو تلاش کر رہے تھے تو دوسری طرف منبر کو اٹھا رہے تھے مورخین کہتے ہیں_

جیسے ہی مامورین نے منبر کو اٹھایا تو اواز انے لگی اور سورج کو گہن لگ گیا لہذا انھوں نے اسکو چھوڑ دیا (٢(

بعض کہتے ہیں کہ اصحاب پیامبر (ص) نے منع کیا اور اس طرح نقشہ معاویہ نقش بر اب ہو کر رہ گیا ، جس زمانے میں معاویہ نے اپنی سیاست بدل دی تھی ، اور اپنی پرانی عادت پر اگیا تھا ، تو اکثر شیعیان حیدر قید و شکنجے میں تھے ، کیونکہ معاویہ نے تمام حکمرانوں کو دستور دے دیا تھا کہ منبروں سے امام (ع) بزرگوار پر نفرین کی جائے ، لہذا امام (ع) کے چاہنے والوں کے لئے ان دو راستوں کے علاوہ کوئي چارہ نہیں تھا ، _١_ یا جنگ کریں تو اس صورت میں یا قتل کئے جاتے ہیں یا زندان کی زندگی گزارتے ہیں _٢ _یا چپ رہیں تو پھر دل دکھتا ہے_

جب مغیرہ بن شعبہ حاکم کو فہ بن کر جا رہا تھا تو معاویہ نے اس سے کہا کہ ، ہمیں تم سے مختلف موضوعات پر گفتگو کرنی تھی

_١یعقوبی ج٢ ص ٢٢٣
_٢ابن اثیر ج٣ ص ١٩٩ _ مروج الذھب ج٣ ص ٣٥ چاپ سعادت

لیکن ان تمام باتوں کو چھوڑتا ہوں کیونکہ تم ایك فہیم و چالاك انسان ہو ، مگر ایك بات جو بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ علی (ع) پر نفرین کرنا نہ بھولنا _اور عثمان کے حق میں ضرور دعا کرنا اس کے بعد شیعیان علی (ع) کے بارے میں کہا کہ ان پر کڑی نظر رکھنا اور ان سے سختی سے پیش انا اور عثمان کے چاہنے والوں کے ساتھ اچھا سلوك کرنا اور انکو ہم مصاحب بنانا ؟

معاویہ کے اس بدترین دستور نے خون کا بازار گرم کر دیا تاریخ اسلام اسکی شاہد ہے جسکی تفصیل ائندہ بیان ہو گی_

شیعہ شکنجہ و ازار میں

اس سے پہلے اجمالی طور پر بیان ہو ا کہ معاویہ نے اپنے تمام حکمرانوں کو حکم دے دیا تھا کہ موالیان امیر المومنین (ع) کو ایذاء و اذیت دی جائے اور حضرت امیر المومنین (ع) پر علی الاعلان لعنت بھیجی جائے _ یہ حکم تمام بلاد اسلامی میں نافذ ہو گیا تھا اور ان امور کی انجام دہی میں خلافت کی بڑی مشیزیاں ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگی تھیں_

مغیرہ بن شعبہ جو کوفے پر حکومت کر رہا تھا اس نے کبھی اس کام سے پہلو تہی نہیں کی اور جب تك حاکم کوفہ رہا اس نے حضرت علی (ع) کو برا بھلا کہا _ البتہ اس کی باتوں کا منہ توڑ جواب حجر بن عدی جیسے بہادر نے ہمیشہ دیا _ مگر مغیرہ کے جہنم واصل ہونے کے بعد حکومت کوفہ پر زیاد بن ابیہ حاکم منصوب ہوا _ اس نے بھی حسب دستور قدیم وہی کیا جس کی بناء پر کوفہ میں بار دیگر لعن طعن کا سلسلہ شروع ہو گیا ایك روز زیاد نے کچھ کہا تو شیر دل حجر بن عدی نے اس کا منہ توڑ جواب دیا_

مورخین لکھتے ہیں:

ایك روز زیاد بن ابیہ نے خطبہ کو بہت طول دیدیا حجر بن عدی ڈرے کہ کہیں نماز کا وقت نہ نکل جائے _ لہذا با واز بلند کہا نماز _ پھر بھی کان نہیں دہرا _ جب تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو حجر بن عدی نے ایك مٹھی خاك اٹھا کر زیاد

کے اوپر پھینك دی اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے ان کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی نماز پڑھنے لگے _ زیاد نے مجبوراً اپنے خطبہ کو تمام کر کے ان لوگوں کے ساتھ نماز کے لئے کھڑا ہو گیا_

جب نماز تمام ہو گئي تو زیاد نے اپنے چوکیداروں سے کہا کہ حجر بن عدی کو گرفتار کر لو_

۱۱۰

لیکن ان کے رشتہ داروں (قبیلہ کندہ) نے ان کو کہیں چھپا دیا _ لہذا حکومتی مامورین حجر بن عدی کو گرفتار نہ کر پائے_

زیاد نے حجر بن عدی کو گرفتار کرنے کے لئے ایك حیلہ اختیار کیا کہ _ قبیلہ کندہ کے سرداروں کو بلا کر یہ کہا کہ ہم حجر بن عدی کو امان دیکر معاویہ کے پاس بھیجیںگے _ تاکہ وہ ان کے بارے میں فیصلہ کرے_

ان لوگوں نے اس کی بات مان لیا _ زیاد نے حجر اور ان کے گیارہ ساتھیوں کو لیکر قید خانہ میں ڈالدیا پھر شہر کے مشہور ضمیر فروشوں کی گواہی و دستخط لے کر حجر اور ان کے ساتھیوں پر الزام لگایا کہ ان لوگوں نے خلیفہ وقت معاویہ کو برا بھلا کہا ہے اور لوگوں کو اپ کے خلاف جنگ اور حاکم کوفہ کے خلاف ورغلایا ہے_

ان دستخطوں میں قاضی شہر شریح بن ہانی کی بھی جعلی دستخط کر کے زیاد نے معاویہ کے پاس ان لوگوں کے ساتھ خط بھی روانہ کیا ،_ جب شریح کو یہ بات معلوم ہوئي تو شہر سے نکلا اور ان لوگوں کا پیچھا کیا اور جب ملاقات ہو گئي تو ایك خط ان کے ہاتھ سے معاویہ کے پاس بھیجوایا جب زیاد کے مامورین حجر اور انکے ساتھیوں کو لیکر معاویہ کے پاس پہونچے توان لوگوں نے زیاد کا خط دیا اور ساتھ ہی ساتھ قاضی شریح کا بھی خط دیا_

جب امیر شام معاویہ نے جھوٹی گواہی اور شریح کا خط پڑھا جس میں یہ لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ زیاد نے میری طرف سے جھوٹی گواہی اپنے خط میں لکھی ہے جبکہ میری گواہی یوں ہے حجر عابد ، شب زندہ دار ، زکات دینے والا اور ہر سال حج و عمرہ کو انجام دیتا ہے ، امر با لمعروف و نہی از منکر کرتا ہے ، یہ وہ شخص ہے جو دوسروں کے جان و مال پر تجاوز ، حرام جانتا ہے اب تمہیں

اختیار ہے کہ چاہے قتل کرو یا اسکو چھوڑ دو_

معاویہ نے شریح کا خط پڑھنے کے بعد کہا کہ اس شخص نے اپنی شہادت کو ان لوگوں سے الگ کر لیا ہے معاویہ نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو " مرج غدرا ئ" میں جو دمشق کے نزدیك تھا قید کر دو_

مگر حجر کے ساتھی زیادہ دن قید خانہ میں نہیں رہے ، کیونکہ بعض لوگوں نے سفارش و پیروی کر دی تو معاویہ نے انکو ازاد کر دیا ، لیکن کچھ افراد کے لئے معاویہ نے دوسرا حربہ استعمال کیا کہ اپنے سپاہیوں کے ذریعہ سے ان لوگوں کو خوب ڈرایا دھمکایا تاکہ یہ لوگ حضرت علی (ع) کو برا بھلا کہنے لگیں تب جا کر ازاد کرے گا_

اس مقام پر باقیماندہ افراد دو گروہ میں بٹ گئے ، وہ افراد جو حقیقی معنوں میں امام (ع) کے چاہنے والے تھے اور اسلام انکی نظروں میں تھا ان لوگوں نے کہا نہیں

چنانچہ معاویہ کے مامورین نے انکی انکھوں کے سامنے قبر کھودی کفن تیار کیا لیکن حجر اور ان کے بعض ساتھی ٹس سے مس نہ ہوئے بلکہ ، اپنی زندگی کی اخری رات کو عبادت الہی میں گزاری ، جی نہیں ، بلکہ جو مخلص و مومن ہوتے ہیں وہ صرف اخری لمحات کو عبادت میں نہیں گزارتے بلکہ انکی پوری زندگی یاد خدا میں گذرتی ہے تاکہ جب اپنے محبوب سے ملاقات کریں تو سب سے با فضیلت شمار ہوں_

صبح سویرے ان لوگوں کو قتل کرنے کے لئے لایا گیا ، حجر نے سپاہیوں سے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دیدو کہ وضو کر کے نماز پڑھ لوں ، اس لئے کہ جب بھی ہم نے وضو کیا ہے ضرور نماز ادا کی ہے سپاہیوں نے نماز کی اجازت دی اپ نے نماز زیادہ طولانی نہیں پڑھی اسکے بعد بارگاہ خدا وندی میں دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے کہا ، پروردگارا ، ہم مسلمانوں کی شکایت تیری بارگاہ میں کرتے ہیں ، اسکے بعد کہا ، خدا کی قسم ، اگر تم لوگوں نے مجھے اس سر زمین پر قتل کیا تو یاد رکھو میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے اس سر زمین پر تکبیر بھی کہی اور اتے ہی مار ڈالا بھی گیا _

جب جلاد شمشیر لیکر اگے بڑھا تو حجر بن عدی کا جسم تھوڑا سا کاپنے لگا ، ان لوگوں نے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ ہم موت سے نہیں ڈرتے ہیں اب بھی موقع غنیمت ہے اپنے اقا مولی سے بیزاری اختیار کر لو تاکہ جان بچ جائے_

حجر بن عدی نے کہا ، اخر ہم کیوں نہ خوف کھائیںقبر کھودی ہوئي ہے کفن امادہ اور اپنے سامنے تلوار کونپی ہوئي دیکھ رہا ہوں ، پھر بھی موت سے نہیں ڈر رہا ہوں بلکہ زبان سے وہ بات نکل نہ جائے جس سے خدا غضبناك ہو جائے_

حجر اور ان کے ساتھی شہید کر دیئےئے

لیکن حجر کے دو ساتھیوں نے سپاہیوں سے کہا کہ ہم لوگوں کو معاویہ کے پاس لے چلو ہم لوگ امیر المومنین (ع) سے بیزاری کرتے ہیں_

یہ دونوں معاویہ کے یہاں لائے گئے تو معاویہ نے ایك سے مخاطب ہو کر کہا ، ایا علی کے دین سے تم بیزار ہو ؟

اس نے سکوت اختیار کر لیا تو اسکے رشتہ دار نے معاویہ سے سفارش کر کے اسکو چھوڑ الیا اور حکم دیا کہ انکو شہر موصل جلا وطن کر دیا جائے_

معاویہ دوسرے شخص سے مخاطب ہوا اور اس سے کہا ، اے برادر ربیعی تم علی کے بارے میں کیا کہتے ہو ؟

اس نے جواب دیا کہ مجھے چھوڑ دو اور اس سوال سے در گزر کرو کیونکہ تیرے حق میں بہتر ہے، معاویہ نے کہا ، خدا کی قسم

ہم تم کو کسی صورت میں نہیں چھوڑیں گے اس مرد کوفی نے للکارتے ہوئے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علی (ع) وہ تھے جو عبادت گذار اور انھوں نے حق کی تلقین کی عدالت کو قائم کیا اور لوگوں کی خطائوں کو معاف کیا_

امیر شام معاویہ نے پوچھا ، عثمان کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے_

مرد کوفی نے کہا ، عثمان پہلا شخص تھا جس نے ظلم و ستم کے دریچے کو باز کیا اور راہ حق کو مسدود کیا ،معاویہ نے کہا ، تم نے خود کو موت کے منہ میں ڈالا ہے_

کوفی شیر نے کہا ، جی نہیں ، ہم نے تم کو مار ڈالا ہے

پھر عرض کیا اس مقام پر قبیلہ ربیعہ کا کوئي فرد نہیں ہے جو ہماری مدد کرے ، اس وقت معاویہ نے کہا کہ زیاد بن ربیعہ کے یہاں بھیجدو اور معاویہ نے زیاد کو خط لکھا کہ اس شخص کو اذیت و تکلیف کے بعد قتل کرنا، زیاد پلید نے معاویہ کے دستور کو انکھوں پر لگایا اور اس مرد کوفی کو امیر المومنین کی محبت کے جرم میں زندہ در گور کر دیا گیا (١(

ابن عبد البر اپنی مشہور کتاب استیعاب میں لکھتے ہیں:

جس وقت حجر بن عدی قتل کئے جا رہے تھے تو انکے خاندان کے افراد وہاں موجود تھے انھوں نے وصیت کی کہ جب ہم قتل کر دیئے جائیں تو میری ہتھکڑیوں کو ہاتھ سے نہ اتارنا اور نہ ہی غسل دینا تاکہ اسی حالت میں معاویہ سے پل صراط پر ملاقات کریں اور اسکی محشر میں اسی عالم میں شکایت کریں (٢(

معاویہ نے جس طرح حجر اور انکے ساتھیوں کو قتل کیا اسی طرح اکثر شیعیان علی (ع (کو خاك و خون میں غلطاں کیا ، کیونکہ ایك طرف ان لوگوں سے اپنے کینہ دیرینہ کو نکالا تو دوسری طرف اپنی حکومت کے ستون کو مضبوط کیا اس لئے کہ ہر گھڑی ممکن تھا کہ جاہلیت کے لئے دوسرا وبال جان کھڑا نہ ہو جائے ، اور شورش و فتنہ کی اگ بھڑك نہ اٹھے ورنہ حکومت کے لئے خطرہ کی گھنٹی بجنے لگے گی ، ہاں _ امیر شام معاویہ نے اپنی حکومت کو ٹھوس کرنے کے سلسلے میں کسی منکرات سے رو گردانی نہیں کی ، معاویہ نے دور جاہلیت کا طور طریقہ اپنا رکھا تھا جب جہالت حکومت کرے اور کوئي

_١طبری ج٦ ص ١٥٥
_٢استیعاب اسد الغابہ ج١ ص ٣٨٦

قانون نہ رہے تو با عظمت انسانوں کی کوئي قدر و قیمت نہیں رہتی ہے ، اس نے اپنے ابتدائي بیس سالہ خلافت کو حکومت میں تبدیل کیا اور جب حکومت مستحکم ہو گئي تو اسکو موروثی بنا کر اپنے بیٹوں میں سونپنا چاہا جسکی تفصیل ائندہ ائے گي

حکومت خاندانی ہوتی ہے

جب معاویہ کی حکومت قائم ہو گئي اور اسکے ستون استوار ہو گئے اور اسکو کسی چیز کا خطرہ نہیں رہا تو ایك فکر نے جنم لیا ، اور شاید کہا جا سکتا ہے یہ کوئي نئي بات نہیں تھي، بلکہ اسکے باپ ابو سفیان کی وصیتوں میں سے ایك تھی جس کو اپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ حکومت اموی کو خاندانی بنانے کی فکر تھی ۔ اس بدف تك پہونچنے کے لئے معاویہ نے بہت ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور مقصد کے حصول کی خاطر حیلہ و مکاری اور جنایت کا سہارا لیا۔

مشہور دانشور ابن عبد ربہ اندلسی لکھتے ہیں:

معاویہ نے مسلسل سات سال تك مکار سیا ستمداروں کو بڑھایا اور دولت و ثروت کے ذریعہ لوگوں کو قریب کیا پھر مکاران وقت پر لطف و مہربانی کر کے انکو اپنے ہاتھوں میں لیا ، تب جا کر اس بات کی کوشش کی کہ لوگوں کو بیعت یزید پر امادہ کرے۔

امیر شام معاویہ نے جس طرح اپنی حکومت کو مستحکم کرنے میں تمام فریبانہ الات سے کام لیا تھا اسی طرح یزید کی بیعت کے سلسلے میں ہو بہو انھیں وسائل کو بروئے کار لایا ، یہ وہ وسائل تھے جو معاویہ کی راہ میں کام ارہے تھے ، اور اگر اسکی مکاری و دھوکہ دھڑی مات کھا جاتی تھی تو فورا حربہ کو استعمال کر لیتا تھا حتی مسالمت امیز دشمن کو بھی قتل کرنے سے خوف نہیں کھاتا تھا۔

بعض مورخین نے حکومت کو مورثی بنانے کی یوں منظر کشی کی ہے

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ :یزید کی بیعت کے سلسلے میں جس شخص نے سب سے پہلے پیشنہا د کی وہ مغیرہ بن شعبہ ہے جب معاویہ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اسکو حکومت کوفہ سے بر خاست کر کے اسکی جگہ سعید بن عاص کو جس کا شمار امویوں میں ہوتا تھا اس شہر کا حاکم منصوب کر دے ، اور اسکی خبر مکار مغیرہ کو ہو گئي تو یہ چند ،ساتھیوں کے ساتھ شام ایا ، جب شہر دمشق

میں داخل ہوا تو اپنے ساتھیوں سے کہا ، اگر ہم لوگ اس ملاقات میں اپنی حکومت کو نہ بچا سکے تو یاد رکھو کہ ہمیشہ کے لئے سنہرا موقع ہاتھ سے کھو دینگے۔

پہلے يزيد كے پاس ايا اور اس سے يوں گفتگو كى كہ ، اصحاب رسول (ص) و بزرگ سردار قريش سب كے سب دنيا سے رخت سفر باندھ چكے ہيں اب صرف ان كى اولاديں رہ گئي ہيں ، ان ميں سب سے بہتر تم ہو اور سنت رسول اكرم (ص) سے واقفيت بھى ركھتے ہو نيز حكومت چلانے كى صلاحيت بھى تم ميں پائي جاتى ہے ؟

مگر مجھے نہيں معلوم كہ امير المومنين (معاويہ) كو كن مشكلات كا سامنا ہے جو لوگوں سے تمہارى بيعت نہيں لے رہے ہيں ؟

يزيد نے كہا ، اگر اس كام كو انجام ديا جائے تو بہتر ہوگا ؟

مغيرہ نے كہا ، جى كيوں نہيں ، ملاقات تمام ہو گئي ، ان تمام باتوں كو يزيد نے معاويہ سے بيان كيا ، معاويہ نے مغيرہ بن شعبہ كو بلايا اور اس سے حالات معلوم كئے مكار مغيرہ نے كہا، كہ تم تو خود حالات كو جانتے بھى ہو اور اس كا مشاہدہ بھى كئے ہوئے ہو كہ عثمان كے بعد ان تمام خونريزيوں و جنگوں كے ذريعہ تخت حكومت پر ائے اور يزيد تيرى جانشينى كا حقدار بھى ہے ، لہذا اس ميں ديرنہ كرو اور اسكے لئے لوگوں سے بيعت لو ، اگر كوئي مہم در پيش ہوئي تو لوگوں كى پشت پنا ہى سے تمہارا جانشين بن جائے گا اور ايك قطرہ بھى خون كا زمين پر نہيں گرے گا_

معاويہ نے كہا، اسكى ذمہ دارى كو ن قبول كرے گا_

مغيرہ نے جواب ديا ،كوفہ كى ذمہ داريوں كو ميں سنبھالتا ہوں اور زياد كو بصرہ كى ذمہ دارى سونپ دى جائے ، پھر ان دونوں شہروں كے بعد كسى ميں ہمت و جرائت نہيں ہے كہ تمہارى مخالفت كرے_

معاويہ نے كہا ، تم كوفہ چلے جائو اور اس سلسلہ ميں اپنے دوستوں سے صلاح و مشورہ كرو ، پھر ديكھا جائے گا كہ حالات كس كروٹ ليتے ہيں_

مغيرہ بن شعبہ اپنے ساتھيوں كے ساتھ واپس چلا ايا اور عرض كيا ہم نے معاويہ كو اس سر كش مركب پر سوار كر ديا ہے جسكى منزل بہت دور ہے اور امت محمد (ص) كے امور كو اس طرح پارہ پارہ كر ديا ہے كہ ہرگز جڑ نہيں سكتا_

مغيرہ بن شعبہ نے كوفہ پہونچتے ہى كچھ دوستداران بنى اميہ كو اپنے فرزند موسى كے ہمراہ شام بھيجا ، اور ان لوگوں ميں تين لاكھ درھم تقسيم كئے تاكہ

معاویہ کے پاس جا کر یزید کی بیعت کے لئے پیشکش کریں_

١١٥

جب معاویہ سے ملاقات کرنے گئے اور اس بات کو اسکے سامنے رکھا تو اس نے جواب دیا کہ ابھی اس کام میں جلدی نہ کرو البتہ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ اپنی رائے کو بھول بیٹھو پھر فرزند مغیرہ کو چپکے سے بلایا اور اس سے کہا ،کہ تمہارے باپ نے ان لوگوں کے دین کو کتنے میں خریدا ہے ، موسی نے کہا ، تین لاکھ درہم میں_

معاویہ نے کہا _ ان لوگوں نے بہت سستے میں اپنا دین بیچ ڈالا ہے (١(

یزید کی بیعت بصرہ میں

جس زمانے میں مغیرہ بن شعبہ اہل کوفہ کو بیعت یزید پر ابھار رہا تھا تو اس وقت معاویہ نے حاکم بصرہ زیاد بن ربیعہ کو یوں خط لکھا:

مغیرہ اہل کوفہ سے یزید کی بیعت لے رہا ہے جبکہ تم مغیرہ سے ان امور میں زیادہ حقدار ہو کیونکہ یزید تمہارے بھائي کا بیٹا ہے ، لہذا جیسے ہی میرا خط ملے فورا بصرہ والوں سے یزید کی خلافت و ولیعہدی کے سلسلے میں بیعت لو_

جب معاویہ کا خط زیاد کو ملا تو اس نے اسکو پڑھنے کے بعداپنے جگری دوست کو بلایا اور اس سے کہا کہ ہم تمہارے اوپر بھروسہ کرتے ہوئے ایك پیغام تمہارے حوالے کرنا چاہتے ہیں اور اس پیغام کے پہونچانے کا حق تمہیں کو ہے_

معاویہ کے یہاں جا کر کہنا کہ تمہارا خط ملا اور اس میں جس چیز کے سلسلہ میں لکھا ہے اگر اسکی طرف لوگوں کو دعوت دوں تو اہل بصرہ کیا کہیں گے جبکہ یزید کتا اور بندر سے کھیلتا ہے _ اور ہر روز رنگ برنگ کا فاخرہ لباس زیب تن کرتا ہے اور ہمیشہ شراب میں مست رہتا ہے ، نیز گانے بجانے سے بھی پرہیز نہیں کرتا در انحالیکہ اسکے مقابلے میں حسین بن علی (ع) ، عبد اللہ بن عباس ، عبد اللہ بن زبیر ، اور عبد اللہ بن عمر ، جیسے افراد موجود ہیں ، لہذا ایك صورت باقی رہ جاتی ہے کہ تم اس سے کہو کہ ایك دو سال اپنے رقیبوں کی طرح اخلاق سے اراستہ و مزین ہو اس صورت میں جا کر شاید، ہم لوگوں کو فریب دینے کی کوشش کریں زیاد کے فرستادہ نے ان باتوں کو معاویہ سے بیان کیا_

معاویہ نے کہا _، وائے ہو فرزند عبید پر خدا کی قسم میں نے سنا ہے کہ گانے والی عورتوں نے اسکے بارے میں کہا کہ

_١ابن اثیر ج٣ ص ١٥ ، طبری ج ٦ ص ١٧٠

میرے بعد امیر زیاد ہوگا_

خدا کی قسم _ اسکے نسب کو اسکی ماں سمیہ اور غلام عبید سے بار دیگر جوڑ دونگا(١)

طبری و ابن اثیر نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ اس داستان کی تفصیل کو یوں بیان کیا ہے_ زیاد کے دوست نے کہا:

تم معاویہ کے حکم کو نظر انداز نہ کرو اور یزید کو اس طرح برا بھلا نہ لکھو ، ہم یزید کے پاس جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ خلیفہ (معاویہ) نے تمہاری بیعت کے سلسلہ میں زیاد سے صلاح و مشورہ لیا ہے ، لیکن زیاد لوگوں کی مخالفت سے ہر اساں ہے کیونکہ تمہارے اعمال نا شائستہ کو لوگ دیکھ رہے ہیں لہذا زیاد کی رائے یہ ھیکہ تم ان افعال سے دستبردار ہو جائو تاکہ امکان بیعت اور تمہاری خلافت کی راہ ہموار ہو جائے زیاد نے اپنے جگری دوست کی رائے کو پسند کیا اور اسکو شام بھیجا ، اس نے یزید سے ملاقات کی اور زیاد کی رائے کو بیان کیا ، یزید نے بھی زیاد کے مشورے کو سراہا پھر وقتی طور پر منکرات سے دستبردار ہو گیا_

جب فرستادہ زیاد نے معاویہ کو خط دیا تو اس میں زیاد نے لکھا تھا کہ ابھی اس کام میں جلدی نہ کرو اس نے بھی زیاد کی رائے کو پسند کیا لیکن جب زیاد اس دنیا سے چلا گیا ، تو معاویہ نے بیعت یزید کے لئے اپنی کمر کس لی اور سب سے پہلے اس کام کے لئے عبد اللہ بن عمر کے پاس ایك لاکھ درھم بھیجوایا ، جب عمر کے سپوت نے اس بھاری رقم کو قبول کر لیا تو فرستادہ معاویہ نے یزید کی بیعت کرنے کے لئے کہا : عبد اللہ بن عمر نے کہا ، اچھا معاویہ کی یہ خواہش تھی اگر ہم اس قلیل رقم میں یزید کی بیعت کر لیں تو گویا اپنے دین کو بہت سستے میں فروخت کر دیا ہے (٢(

شام میں یزید کی بیعت

مشہور عالم ابن اثیر لکھتے ہیں:

"جس گھڑی معاویہ نے خلافت یزید کا مصمم ارادہ کر لیا تو اہل شام کے درمیان یوں خطبہ دیا _ اے لوگو_ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور موت تعاقب کر رہی ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ ایك شخص کی تم لوگوں سے بیعت لے لوں ، مگر شرط یہ ہے

_١استیعاب ابن کثیر
_٢مسند احمد ج٤ ص ٩٢

کہ تم لوگ بھی ہماری طرح اسی جگہ پر اپنی رائے کو پیش کرو تاکہ بغیر رائے کے اس کام کو انجام نہ دیا جائے ، حاضرین نے متفق الرائے ہو کر کہا کہ ہم لوگ عبد الرحمن بن خالد کی حکومت و خلافت سے راضی ہیں_

اس رائے نے معاویہ کو چکرا دیا کیونکہ اس نے سوچا تھا کہ لوگ ضرور یزید کو اس کام کے لئے منتخب کریں گے ، اس نے اپنی موجودگی میں دیکھ لیا کہ لوگوں نے یزید کی طرف بالکل توجہ نہیں دی_

معاویہ اس پر اگ بگولا تو ہو گیا تھا لیکن لوگوں پر اظہار نہیں کیا ، کیونکہ اہل شام چالیس سال سے اس کی حکومت و سلطنت کے سائے میں زندگی گزار رہے تھے اور ہمیشہ خطرناك موقع پر اس کا ساتھ بھی دیئے تھے اسی بنا پر اپنے غصے کو پی گیا_

اب صرف فکر یہ تھی کہ اس کانٹے کو کیسے صاف کیا جائے ، جب عبد الرحمن بن خالد مریض ہوا تومعاویہ نے اپنے یہودی طبیب کو اس کی عیادت و علاج کرنے کے لئے بھیجا _ یہ طبیب .... معاویہ کا راز دار بھی سمجھا جاتا تھا لہذا معاویہ نے اسکو حکم دیا تھا کہ کسی حیلہ و بہانہ کے ذریعہ سے عبد الرحمن کو زہر دیدے_

ضمیر فروش طبیب نے حکم معاویہ کے مطابق عبد الرحمن بن خالد کو مسموم کر دیا زہر اتنا خطرناك تھا کہ عبد الرحمن کا شکم چاك ہو گیا اور اس طرح دنیا

سے چلا گیا (۱(

طبری و ابن اثیر اس واقعہ کو یوں نقل کرتے ہیں:

معاویہ نے اپنے عیسائي طبیب جس کا نام ابن اثال تھا اسکو حکم دیا کہ جسطرح بھی ممکن ہو عبد الرحمن کو قتل کر دے ، اور اسکے بدلے میں تمام عمر کا ٹیکس معاف ہو جائے گا نیز شہر حمص کا ٹیکس وصول کرے گا ، اس جنایت کار طبیب نے عبد الرحمن کو زہر دیکر معاویہ کی دلی مراد پوری کر دی_

معاویہ نے اس خدمت کے عوض میں اپنا وعدہ ، وفا کیا (۲(

ابن عبد البر مزید لکھتے ہیں کہ ، عبد الرحمن کی موت کے بعد اسکا بھائي جو دوسری جگہ رہتا تھا خفیہ طور پر دمشق ایا اور اپنے

_۱صحیح بخاری ج۳ ص ۱۲٦
_۲ابن اثیر ج۳ ص ۱۹۹ ، اغانی ج ١٦ ص ۹۱ ، مستدرك ج٤ ص ٤۸۱ ، ابن کثیر ج۸ ص۸۹ ، تہذیب ابن عساکر ج٤ ص ۲۲٦

غلام کے ساتھ یہودی طبیب کے کمین میں بیٹھ گیا_

جب طبیب شب کے سناٹے میں معاویہ کے یہاں سے جانے لگا تو اس پر حملہ کر دیا جو اسکے ساتھی تھے وہ بھاگ کھڑے ہوئے لہذا اسکو وہیں پر مار ڈالا_

ابن عبد البراس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ یہ واقعہ دانشوروں کے درمیان بہت مشہور و معروف ہے_

یزید کی بیعت مدینہ میں

کتاب امامہ والسیاسۃ میں ابن قتیبہ نے یوں لکھا ہے:

"معاویہ نے حاکم مدینہ مروان بن حکم کو خط میں لکھا کہ اہل مدینہ سے یزید کی بیعت کا مطالبہ کرو ، یہ بات مروان پر گراں گذری تو تھی ہي، دوسری طرف مدینہ کے سردار قریش کسی صورت میں یزید کی بیعت نہیں کر سکتے تھے ، لہذا مروان نے معاویہ کے پاس ایك خط روانہ کیا اور اس میں یہ لکھا کہ تمہارے رشتہ دار یزید کی بیعت سے کترا رہے ہیں لہذا تم اپنی رائے کو میرے پاس لکھ کر

بھیجو_

معاویہ مروان کے منفی جواب سے بہت غضبناك ہوا اور اسکو حاکم مدینہ کے عہدہ سے معزول کر دیا _ اور اسکی جگہ حاکم مدینہ سعید بن عاص کو بنا ڈالا_

مروان بنی امیہ کے چند افراد کے ساتھ شام ایا اور غصے کے عالم میں معاویہ سے ملاقات کی اور خوب معاویہ کو برا بھلا کہا ، لیکن سیاستمدار معاویہ نے نہایت ٹھنڈے اور نرم لہجے میں مروان سے گفتگو کی اور اس کی تنخواہ مزید بڑھا کے راضی کیا اور واپس مدینہ بھیجدیا (١_ (

معاویہ نے اس واقعے کے بعد ،یزید کو بطور ولیعہدبنانے کی نئي چال چلی کہ ، تمام سرداران بنی امیہ کے درمیان پھوٹ ڈالدیا ، ایك خط حاکم مدینہ سعید بن عاص کو بھیجا اور اس میں دستور دیا کہ مروان کے گھر کو مسمار کر دیا جائے اور تمام

_١استیعاب ج٢ ص ٣٧٣، اسد الغابہ ج٣ ص ٣٠٦ ، اصابہ ج٢ ص ٤٠٠

اموال منجملہ باغ فدك بھی لے لیا جائے_

ابن اثیر لکھتا ہے:

امیر شام معاویہ نے ٤٥ھ میں سعید بن عاص کو حکومت مدینہ سے برخاست کر کے بار دیگر مروان بن حکم کو حاکم مدینہ بنا دیا ، سعید بن عاص کو حاکم مدینہ کے عہدے سے معزول کرنے کی علت یہ تھی کہ معاویہ نے اس کو خط لکھا تھا ، کہ مروان کے گھر کو منہدم کر دے اور اسکی تمام جائیداد حتی فدك کو بھی چھین لے ، لیکن سعید بن عاص نے معاویہ کے حکم سے سر پیچی کی ، دوسری بار لکھا پھر بھی سعید نے نہیں سنا ، اور ان دونوں خطوط کو اپنے پاس محفوظ کر لیا ، جب حکومت مدینہ سے معزول ہو گیا اور اسکی جگہ مروان حاکم بن گیا تو معاویہ نے اس کو خط لکھا کہ سعید بن عاص کے گھر مسمار کر دے اور تمام جائیداد کو چھین لے_

مروان اپنے چند ساتھیوں سمیت سعید کے گھر کو ڈھانے کے لئے چل دیا _ سعید اپنے گھر سے نکلا اورمروان سے پوچھا اے فرزند عبد الملك _ تم ہمارے

گھر کو ڈھانے کے لئے ائے ہو ؟

مروان نے کہا _ جی ہاں _ امیر المومنین معاویہ نے ایسا ایسا خط لکھا ہے اور اس میں اس طرح کا حکم دیا ہے اگر وہ تم کو اس طرح کا حکم دیتا تو تم بھی ضرور اس کام کو انجام دیتے ؟

سعید نے کہا _ ہم نے تو ایسا نہیں کیا ؟

مروان نے کہا _ جی نہیں _ خدا کی قسم اگر تمہیں معاویہ اس کام کو انجام دینے کے لئے لکھتا تو تم ضرور اس کا م کو انجام دیتے ؟

سعید نے کہا ، ہم ہرگز ایسا نہیں کرتے ، پھر معاویہ کے ان دونوں خطوں کو اسے دکھلایا اور کہا _ معاویہ چاہتا ہے کہ ہمارے درمیان اختلاف کی دیوار کھڑی کر دے_

جب مروان نے سعید کے سلوك کو اس طرح پایا تو کہا ، خدا کی قسم تم ہم سے بہتر ہو ؟

اس واقعے کے بعد سعید بن عاص نے ایك خط معاویہ کو یوں لکھا کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ایسا سلوك کر رہے ہو ، تم نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ہمارے درمیان ایك دوسرے کے خلاف بغض و کینہ کی دیوار کھڑی کر کے دشمن بنا دو _ امیر المومنین (معاویہ) تم نے ان تمام بر د باری و صبر کے باوجود غصہ و عجلت سے کام لیا ہے

_بجائے عفو و بخشش کے اپنے رشتہ داروں میں پھوٹ ڈالنے کی کو شش کی ہے تاکہ اس کینے کو ہمارے فرزند میراث میں بانٹ لیں _ ٹھیك ہے ہم ایك خلیفہ زادے نہیں ہیں اور نہ کوئي قریبی رشتہ داری ہے البتہ ہم نے قصاص خون عثمان میں تمھاری نصرت کی ہے لہذا بہتر تھا کہ تم ہمارے ان حقوق کی رعایت کرتے جو تمھاری گردن پر تھے_

امیر شام معاویہ کا جب یہ نقشہ ناکام ہو گیا تو بہت شرمندہ و پشیمان ہوا لہذا دکھانے کے لئے ایك خط سعید کے پاس لکھا اور اس سے معافی مانگی (۱(

یزید کی بیعت بلیدان چاہتی ہے

معاویہ یزید کو اپنا جانشین بنانے کے سلسلے میں بہت پریشان ہو رہا تھا اسکو اس راہ میں روکاوٹیں پیش ارہی تھیں جن کا حل بہت مشکل تھا ، لہذا ان موانع دور کرنے کی فکر میں لگ گیا ایك طرف اس وقت امام و پیشوا ء سبط رسول (ص) حضرت امام حسن (ع) تھے ، دوسری طرف عمر بن خطاب کی چھہ رکنی کمیٹی کا ایك ممبر اور بڑا سردار سعد بن ابی وقاص موجو د تھا جسکو بعض لوگ اہمیت کی نگاہ سے دیکھتے تھے_

مشہور مورخ ابو الفرج اصفہانی لکھتے ہیں:

معاویہ اپنے فرزند (یزید) کی بیعت کا بہت خواہاں تھا ، لیکن اس راہ میں سب سے بڑی اڑچن حضرت امام مجتبی (ع) اور سعد بن ابی وقاص تھے ، اس نے ان دونوں کو ہٹانے کے لئے خفیہ طور پر ان لوگوں کو زہر دلوایا اور یہ دونوں زہر کی بناء پر اس دار فانی سے رخصت ہو گئے (۲) امام حسن (ع) اور سعد بن ابی وقاص جو معاویہ کے ہدف میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے اسکی علت یہ تھی کہ سعد بن ابی وقاص عمر کی اس چھہ رکنی کمیٹی کا اخری ایك ممبر تھا ، جو خلیفہ کے تعین کے لئے وجود میں ائي تھی ، اسکے بعد ان لوگوں کا دماغ اتنا اونچا ہو گیا تھا کہ گویا خلافت و حکومت کے چلانے کی تمام صلاحتیں انھیں لوگوں میں منحصر تھیں_

_۱استیعاب ج۲ ص ۳۷۳
_۲طبری ج۵ ص ۱۱

لیکن امام حسن (ع) جو اپنی گذشتہ فضیلت و عظمت کے خاص مالك تھے انھوں نے معاویہ سے صلح کرتے وقت شرط رکھی تھی کہ امیر شام معاویہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کر سکتا ہے اور اسکو حق نہیں ہے کہ کسی دوسرے کو اپنا ولیعہد بنائے (۱(

مورخین نے سعد بن ابی وقاص کے مارے جانے کی وضاحت نہیں کی ہے ، بس اتنا لکھا کہ انکو معاویہ نے زہر دلوایا ہے _ لیکن سبط رسول (ص) امام حسن (ع) کی شہادت کے سلسلے میں چند دلیلیں پائي جاتی ہیں ، جو اس سانحے

کی کسی حد تك وضاحت کرتی ہے_

مسعودی لکھتا ہے:

"امیر شام " معاویہ نے خفیہ طور پر جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی کے پاس زہر بھیجا تاکہ امام (ع) کو مسموم کر دے اور ساتھ میں کچھ پیغامات بھی ارسال کئے کہ اگر تم نے امام حسن (ع) کوزہردیدیا تو ایك لاکھ درہم ،مزید اپنے بیٹے یزید کے ساتھ شادی کر دوں گا ، یہی وہ دو باتیں تھیں جو جعدہ بنت اشعث کے لئے باعث ذلت بنیں اور اس نے اس کام کو انجام دیا ،جب امام علیہ السلام کو زہر دیدیا تو معاویہ نے بعض وعدے پورے کئے جس میں ایك لاکھ درہم شامل تھا ، اور جعدہ کے پاس پیغام بھیجوایا کہ ہم یزید کی زندگی چاہتے ہیں_

لہذا دوسرا وعدہ جو تم سے شادی کرنے کا تھا اس سے معذور ہیں _ یعنی تم نے جس طرح اپنے شوہر کو وعدہ پر مسموم کر دیا ہے ممکن ہے اسی طرح میرے بیٹے کو بھی زہر دیدو _ لہذا انھیں اسباب کی بنا ء پر ہم اپنے وعدے کو پورا نہیں کر سکتے ہیں (۱) معاویہ کی جنایتکار سیاست نے حضرت مجتبی (ع) اور سعدبن ابی وقاص کو درمیان سے صاف کر دیا تاکہ خلافت یزید کی راہ ہموار ہو جائے اور جس طرح عبد الرحمن بن خالد کو نابود کیا تھا اسی طرح ان دونوں کو صفحہ ہستی سے مٹایا ،ہم سمجھتے ہیں کہ عبد الرحمن بن خالد اسی راہ میں مارے گئے ہیں جسکی تفصیل ائندہ بیان ہو گی_

_۱اسد الغابہ ج۳ ص ۲۸٤ ، طبقات ابن سعد ج۵ ص ۱ ، صحیح بخاری ج۳ ص ۱۱
_۲بلاغات النساء ص ۸ ، تذکرۃ الخواص

یزید کی تاج پوشي

معاویہ نے بڑی جدو جہد کر کے مملکت کے گوشہ و کنار سے سرداروں اور بزرگان قبائل نیز با رسوخ افراد کو دمشق بلوایا اور یزید کی زبر دستی بیعت لی_

مخالفین کو ڈرا دھمکا کر، تو کبھی منھ مانگی رقم دیکر، تو کبھی ریاست کی لالچ دیکر لوگوں کو بیعت یزید پر راضی کیا ، چند سال تك ایسا ہی ہوتا رہا_

مملکت اسلامی کے اکثر اہم علاقے امویوں کے اشارے پر چلنے لگے لیکن اس وقت دو اہم شہر مکہ و مدینہ کے لوگ اس اشارے پر نہیں چل رہے تھے اور یزید

کی بیعت تسلیم نہیں کر رہے تھے_

امیر شام معاویہ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حجاز کا سفر کیا تاکہ ان لوگوں سے یزید کی بیعت لے ، اہل مکہ و مدینہ نے یزید کی بیعت اس لئے نہیں کی کہ یہ لوگ اسلام سے اچھی طرح واقف تھے دوسری طرف حسین بن علی (ع) ، عبد اللہ بن زبیر ، عبد اللہ بن عمر ، اور عبد الرحمن بن ابو بکر جیسے با رسوخ افراد اس شہر میںموجود تھے_

ابن اثیر لکھتا ہیں:

"معاویہ نے یزید کی بیعت لینے کے لئے لوگوں کو منھ مانگی رقم دیکر راضی کیا اور مخالفین سے خاطر و مدارات کر کے یزید کی بیعت کروائي ، وہ اپنی سیاست میں یوں کا میاب رہا کہ لوگوں نے اپنے سرداروں پر بھروسہ کر کے یزید کی بیعت کر لی_

جب اہل شام و عراق نے یزید کی بیعت تسلیم کر لیا تو معاویہ نے ہزاروں سواروں کے ساتھ حجاز کا سفر کیا ، مدینہ میں سب سے پہلے حضرت امام حسین (ع) سے ملاقات ہوئي_

ابن اثیر مزید لکھتا ہے:

حضرت امام حسین (ع) کے علاوہ تین دوسرے افراد جو روساء شہر تھے انکی معاویہ سے تلخ کلامی ہوئي تو ان لوگوں نے اسکو منھ توڑ جواب دیا_

اس کے بعد ابن اثیر لکھتا ہے کہ ، معاویہ نے ان چاروں افراد سے مدینہ میں بیعت نہیں لی جب عائشہ سے ملنے گیا تو

انکو اس مڈ بھیڑ کی خبر معلوم ہو گئي تھی ، لہذا ام المومنین عائشہ نے معاویہ سے کہا:

یہ لوگ کسی صورت میں یزید کی بیعت نہیں کرینگے ، معاویہ نے ان لوگوں کی شکایت عائشہ سے کی تو انھوں نے اسکو خوب سمجھایا بجھایا ؟

ابن اثیر نے معاویہ کے سفر مکہ کی داستان یوں نقل کیا ہے:

معاویہ جب مکہ انے والا تھا تو اہل مکہ کے ساتھ وہ چاروں افراد بھی استقبال کرنے کے لئے گئے معاویہ ان لوگوں سے کافی مہربانی سے پیش ایا اور ان لوگوں سے بار دیگر بیعت کا مطالبہ کیا عبد اللہ بن زبیر نے کہا ، ہم تم کو تین پیشنہاد کرتے ہیں ان میں سے ایك قبول کر لو_

١جس طرح رسول اکرم (ص) نے اپنا جانشین نہیں بنایا اسی طرح تم بھی مت بنائو

٢جس طرح ابو بکر نے قریش کے ایك فرد کو خلافت کے لئے چن لیا اور اپنے خاندان کے کسی فرد کو خلیفہ نہیں بنایا

٣عمر بن خطاب کی طرح کرو کہ انھوں نے خلافت کی کمیٹی تشکیل دیدی تھی لیکن اس میں اپنے فرزند کو نہیں رکھا تھا ،معاویہ نے عبد اللہ بن زبیر سے کہا کہ اسکے علاوہ کوئي اور پیشکش نہیں ہے

زبیر نے جواب دیا ، نہیں_

معاویہ نے کہا ، ہم تم کو با خبر کر رہے ہیں کہ اگر تم نے کسی دوسرے کو اس رائے سے اگاہ کیا تو یاد دکھو کہ ہم تم کو معذور کردیں گے_

ابھی تقریر کرنے جا رہا ہوں خدا کی قسم _ اگر تم میں سے کسی نے ہم پر اعتراض کیا تو قبل اسکے کہ تمھارا کلام ختم ہو سر تن سے جدا ہو جائے گا ، لہذا بہتر یہی ہے کہ تم لوگ اپنی اپنی حفاظت کرو ، پھر اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہر ایك ادمی پر دو شمشیر باز مسلط رہیں کہ اگر ایك حرف بھی اعتراض کا زبان سے نکلے فورا قتل کر دیا جائے_

ان لوگوں کو اسی حالت میں مسجد الحرام لایا گیا ، معاویہ منبر پر گیا حمد الہی کے بعد اپنی تقریر شروع کی ، ابتدا ئے تقریر میں یوں کہا کہ ، یہ لوگ سردار و بزرگان اسلام نیز با عظمت افراد ہیں کسی بھی وقت انکی رائے کے خلاف کام انجام دینا نہیں چاہیئے ، اور ان لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی ہے ، اب تم لوگ خدا کے نام پر کھڑے ہو جاو اور یزید کی بیعت کرو ، یہ کہنا تھا کہ چاروں طرف سے مجمع ٹوٹ پڑا اوریزید کی بیعت ہو گی_

بیعت جیسے ہی تمام ہوئي فورا حکم دیا کہ سواریوں کو امادہ کرو پھر سوار ہو کر مدینہ کی طرف چل دیا ، اہل مدینہ سے بھی مکہ والوں کی طرح بیعت لی پھر شام پلٹ گیا_

مگر حضرت امام حسین (ع) اور انکے دوسرے ساتھیوں کی جھوٹی بیعت کا راز فاش ہو گیا ، لوگوں نے جب ان لوگوں سے سوال کیا کہ تم لوگوں نے تو یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہرگز بیعت نہیں کریں گے پھر کیوں بڑی سادگی کے ساتھ یزید کی بیعت کر لي_

ان لوگوں نے معاویہ کی مکارانہ چال کو بیان کیا اور ان لوگوں کوجو جان لینے کی دھمکی دی تھی اسکو بیان کیا (۱(

ہم نے معاویہ کی زندگی میں انے والے حوادث کا بہت غور سے جائزہ لیا تو ہم اس نتیجہ تك پہونچے کہ معاویہ کے دور میں جھوٹی حدیثوں کے گڑھنے کی وجہ کو سمجھنے کے لئے اسکے علاوہ کوئي چارہ نہیں ہے کہ

_۱معاویہ کی پیچیدہ شخصیت کو پھر سے جانچا جائے

۲معاویہ کی ام المومنین عائشه سے دانٹ کا ٹی دوستی کن وجوہات کی بناء پر ہوئي ، یہ وہ مباحث ہیں جو ہم ائندہ پیش کریں گے

_۱ابن اثیر ج۳ ص ۲۱۸ ، عقد الفرید ج۳ ص ۱۳۱

فصل چہارم

عائشه اور امویوں میں دوستی کے اسباب

اپ نے پہلے دیکھا کہ معاویہ نے حضرت علی (ع) سے دشمنی و عناد رکھنے کی وجہ سے کتنا ان سے ٹکر لیا اور انکی حکومت کے زمانے میں کس قدر جنگ اور مقابلہ کیا_

لیکن جب حضرت امیر المومنین (ع) (علی (ع)) نے مسجد کو فہ میں جام شہادت نوش فرمالیا تو اپنی مقاومت کو جنگ سرد میں تبدیل کر کے ایك لمحہ بھی امام علیہ السلام کو بر ا بھلا کہنے سے باز نہ ایا_

نیز اپ نے یہ بھی دیکھا ہو گا کہ عائشہ نے امیر المومنین (ع) سے کتنی بھیانك جنگ لڑی ، اور جب امام (ع) ابن ملجم کے با تھوں شہید ہو گئے اور اسکی خبر عائشہ کو معلوم ہوئي تو خوشی کے مارے سجدہء شکر ادا کیا (١) پھر اس شعر کو پڑھا کہ جس کا ترجمہ یہ ہے_

علی (ع) گزر گئے اور اب انکی واپسی نہیں ہو گی مجھے انکی موت سے اپنے دل کو اتنی خوشی ہو رہی ہے جیسے خاندان کا کوئي مسافر اپنا عزیزتر رشتہ دار گھر واپس انے سے خوش ہوتا ہے _ ہاں _ علی (ع) کی موت سے میری انکھیں ٹھنڈی ہو گئیں_

فالقت عصا ھا و استقر بھا النوی کما قر عینا بالایاب المسافر

خاندان علوی (ع) سے عائشہ کی عداوت اتش اتنی بھڑ کی ہوئي تھی کہ حتی شوہر کے نواسے سے پردہ کر لیا اور ان سے ملاقات نہیں کی (٢(

جو کچھ یعقوبی اور ابو الفرج اصفہانی نے اس زمانے کے واقعات بیان کئے ہیں اگر اس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عائشہ کی دشمنی خاندان علوي(ع) سے اسی طرح باقی رہی اور اس میں ذرا برابر کمی نہیں ائي یہی وجہ تھی جو عائشہ اور بنی امیہ کے درمیان بطور عموم اور خاص طور پر معاویہ سے گٹھ بندھن رہا_

_١طبری ج٦ ص ١٦٠ _ ١٥٥
_٢طبقات الکبری ج٨ ص ٧٣

یعقوبی لکھتے ہیں :

امام حسن (ع) نے وقت احتضار اپنے بھائي امام حسین (ع) سے کچھ وصیتیں کیں ، ان میں ایك یہ تھی کہ اگر میں اس دنیا سے چلا جائوں تو مجھے جدّ بزرگوار رسول اکرم (ص (کے پہلو میں دفن کرنا کیونکہ مجھ سے زیادہ کوئي حقدار نہیں ہے ، لیکن اگر کوئي ممانعت پیش ائے اور میری اخری ارزو پوری نہ ہو سکے تو اس وقت حتی الامکان کو شش کرنا کہ ایك قطرہ خون زمین پر نہ گرنے پائے ، جب امام علیہ السلام کی شہادت ہو گئي اور تجہیز و تکفین کے بعد اہل خاندان جسد مبارك کو لیکر قبر رسول (ص) کی طرف جانے لگے تو بقول مقاتل الطالبین

ام المومنين عائشه خچر پر سوار ہوئيں اور انكے ساتھ بنى اميہ جنھوں نے اپنے گناہ كو انكے كاندھے پر ڈالديا تھا جسد مبارك اور جو لوگ جنازہ ميں شريك تھے انكو قبر رسول (ص) كى جانب جانے سے روك ديا اس فعل نا شائستہ پر ايك مشہور شعر كہا گيا_

ايك دن خچر پر تو ايك روز اونٹ پر سوار ہوئيں ، فيوماًعلى بغل و يوماًعلى جمل _ (۱)

يعقوبى لكھتا ہے:

مروان بن حكم اور سعيد بن عاص سوار ہوئے اور فرزند رسول (ص) كے جنازہ كو جد بزرگوار كے پہلو ميں دفن كرنے سے منع كيا ، عائشه خچر پر سوار ہو كر مجمع عام ميں ائيں اور وا ويلا مچانا شروع كر ديا كہ يہ گھر ميرا ہے اور اس ميں كسى كو دفن كرنے كى اجازت نہيں ديتى ہوں_

ابو بكر كا پوتا قاسم نے جواب ديا ، اے پھوپھى _ ہمارے سر ابھى تك جنگ جمل كے خون سے صاف نہيں ہوئے ہيں ايا اپ چاہتى ہيں كہ انے والا دن خچر كا دن كہلائے_

ليكن لشكر علوى (ع) بھى خاموش نہيں بيٹھا بلكہ بعض لوگ حضرت امام حسين (ع) كے پاس گئے اور عرض كيا اقا ہم لوگوں كو ال مروان سے نپٹنے كے لئے جانے ديجئے خدا كى قسم _ يہ لوگ ہمارى نظروں ميں ايك لقمہ سے زيادہ نہيں ہيں_

امام عليہ السلام نے فرمايا _ ميرے بھائي نے وصيت كى ہے كہ ميرے جنازے كى خاطر ايك قطرہ بھى خون كانہ بہانا ، اسكے بعد امام حسن (ع) كا جنازہ قبر ستان بقيع ليجايا گيا اور دادى فاطمہ بنت اسد جو حضرت امير المومنين (ع) (على (ع)) كى ماں تھيں

_۱مقاتل الطالبين ص ۷۵ ، يعقوبى ج۲ ص ۲۰۰

كے پہلو ميں دفن كيا گيا (۱(

ام المومنين عائشه كى يہ تمام كار كردگى اہلبيت (ع) سے كينہ و دشمنى

کی علامت تھی یہی وجہ تھی جو عائشه اور بنی امیہ خاص طور سے معاویہ کے درمیان دانت کاٹی دوستی کی باعث بنی _ معاویہ اور اس کے حکمرانوں نے خوب تعظیم و تکریم کی اور اپ) عائشه) کو ہدیہ و تحفے بھیج کر مالی تعاون کیا _

معاویہ کے تحفے

جس گھڑی محقق، معتبر تاریخ کے متون کو بغور دیکھتا ہے تو عائشه اور حکومت اموی کے درمیان گہری دوستی کی شگفت امیز علامت پاتا ہے_

جبکہ یہ دونوں گروہ پہلے اپس میں ايك دوسرے کے بہت مخالف تھے ، اور قتل عثمان کے مسئلہ میں ايك دوسرے سے نوك جھونك بھی ہوئي تھی ، لیکن مصلحت وقت نے ايك دوسرے کو کافی نزدیك کر دیا تھا اور وہ ايك لشکر کی شکل میں ہو گئے تھے_

حکومت اموی کی مراعات مالی نے عائشه سے زیادہ قریب کر دیا اور متعدد بار اموال کثیر نیز قیمتی تحفے معاویہ کی طرف سے اور دوسرے روساء حکومت اموی نے انکی خدمت میں بھیجے ، ہم نے ان تمام دلیلوں کو معتبر تاریخ سے جمع کیا ہے اور اپنے مدعی کو ثابت کرنے کے لئے اپکی خدمت میں چند نمونے پیش کرتے ہیں_

ابو نعیم اصفہانی حلية اولیاء میں عبد الرحمن بن قاسم سے نقل کرتے ہیں

ايك مرتبہ معاویہ نے عائشه کی خدمت میں مختلف تحفے بھیجے جن میں لباس و پیسے نیز قیمتی چیزیں بھی تھیں (٢(

یہی ابو نعیم اصفہانی عروہ بن زبیر سے نقل کرتا ہے_

معاویہ نے دوسری مرتبہ ايك لاکھ درہم نقد عائشه کے پاس بھیجا (٣(

_١يعقوبی ج٢ ص ٢٠٠ کے بعد
_٢حلية الاولياء ج٢ ص ٤٨
_٣حلية الاولياء ج٢ ص ٤٧

اٹھویں صدی کا مشہور مورخ ابن کثیر عطاء سے روایت کرتا ہے_

معاویہ نے مکہ سے عائشہ کے پاس ایك قیمتی ہار بطور ہدیہ بھیجا جسکی قیمت ایك لاکھ درہم تھی اور اس تحفہ کو ام المومنین عائشہ نے قبول کیا (۱(

طبقات الکبری میں یوں ایا ہے کہ ، منکدر بن عبد اللہ ام المومنین عائشہ کے یہاں گیا تھوڑی دیر گفتگو کے بعد عائشہ نے پوچھا ، ایا فرزند رکھتے ہو ؟

منکدر بن عبد اللہ نے جواب دیا کہ ، نہیں_

عائشہ نے کہا _ اگرہم اس وقت دس ہزار درہم کے مالك ہوتے تو تمھیں دے دیتی تاکہ اس سے کنیز خرید لیتے اور اس سے صاحب اولاد ہوتے ، یہ ملاقات تمام ہو گئي اتفاق سے اسی روز غروب کے وقت معاویہ کی طرف سے کافی مقدار میں رقم اگئي_

عائشہ نے کہا _ کتنی جلدی اپنی مراد تك پہونچ گئي

پھر ہمیںا پنے یہاں بلایا اور دس ہزار درہم دیئے میں نے اس رقم سے ایك کنیز خرید لی (۲(

ایك دوسرا واقعہ ابن کثیر سعد بن عزیز سے نقل کرتے ہیں:

معاویہ نے ایك بار عائشہ کا اٹھارہ ہزار دینار قرض چکایا جو انھوں نے لوگوں سے لے رکھا تھا (۳(

اپ حضرات نے یہاں تك معاویہ کی عائشہ کی نسبت مراعات مالی کا نمونہ ملاحظہ فرمایا _ یہ صرف معاویہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ اموی روساء بھی اسی راہ پر گامزن رہے اور کبھی کبھار انکی خدمت میں تحائف بھیجتے رہتے تھے ، جن میں ایك حاکم بصرہ عبد اللہ بن عامر ہے کہ جس نے ایك مرتبہ عائشہ کے پاس پیسے اور لباس کی شکل میں تحفے بھیجے _(٤(

صدیاں گذرنے کے بعد جب مورخین نے حکومت اموی کی طرف سے عائشہ کی مالی مدد کا اس مقدار میں تذکرہ کیا ہے تو یقینا اسکی مقدار اس سے کہیں زیادہ رہی ہو گی اور حکومت جو عائشہ کا احترام کرتی تھی وہ صرف دنیا وی مصالح اور

_۱ابن کثیر ج۷ ص ۱۳۷ ، سیر اعلام النبلاء ج۲ ص ۱۳۱
_۲طبقات الکبری ج۵ ص ۱۸
_۳ابن کثیر ج۸ ص ۱۳٦

۔4مسند احمد ج6 ص 77

مفاد پرستی کیو جہ سے تھا اور وہ بھی جو کچھ احترام کرتی تھیں وہ اپنے مفاد کی خاطر تھا۔

ان مفاد پرستی کیوجہ سے اسلام و مسلمین کو جو نقصانات پہونچے ہیں انھیں ائندہ بیان کروں گا۔

* * *

اموی حکومت میں ، عائشہ کا رسوخ

قارئین کرام جو کچھ ہم نے عائشہ کی زندگی اور انکی سیاسی و اجتماعی کارنامے کو بیان کیا ہے اگر اپ حضرات اس پر غور کریں گے تو ان کی سیاسی سوجھ بوجھ پہچاننے میں کوئي دشواری نہیں ہو گی عائشہ سیاست اور معاشراتی نفوذ کے لحاظ سے ان صفات کی حامل تھیں جو ایك سیاستدان کے لئے بہت ضروری ہے وہ اپنے زمانے میں سب پر حاوی تھیں ۔ اس بات کو ہم بعد کے صفحات میں بھی مختلف طریقوں سے پیش کرینگے۔

ان کی پہلی خاصیت یہ تھی کہ انکی بات سب کے دل میں اتر جاتی تھي

صاحب طبقات کبری لکھتے ہیں ۔مرہ بن ابی عثمان جو عبد الرحمن بن ابو بکر کا ازاد کردہ تھا ، ایك روز عبد الرحمن کے پاس ایا اور ان سے درخواست کی کہ ایك خط زیاد کو لکھدیں تاکہ حاجت پوری ہو جائے۔

عبد الرحمن نے خط یوں لکھا کہ زیاد کو بجائے ابو سفیان کا بیٹا قرار دینے کہ اسکو عبید کا فرزند لکھ دیا ۔ جب مروہ بن عثمان نے خط کو دیکھا تو عبد الرحمن سے کہا کہ ہم اس خط کو زیاد کے پاس لے کر نہیں جائیں گے کیونکہ ہماری حاجت اس خط سے پوری نہیں ہو سکتی پھر وہ عائشہ کے پاس ایا اور ان سے وہی درخواست کی ۔ ام المومنین عائشہ نے اس طرح زیاد کو خط لکھا۔

یہ خط ام المومنین عائشہ کی طرف سے ہے زیاد بن ابو سفیان ۔ مرہ خط لیکر زیاد کے یہاں گیا ، اس نے خط پڑھنے کے بعد کہا ، تم ابھی چلے جائو اور کل صبح سویرے میرے پاس انا تو ہم تمہاری حاجت کو پورا کر دینگے۔

مره بن ابی عثمان دوسرے روز زیاد کے یہاں گیا تو کیا دیکھا کہ حاضرین کی ایك بڑی تعداد ہے زیاد نے اپنے غلام سے خط پڑھنے کو کہا ، اس نے عائشه کے خط کو پڑھا یہ خط ہے ام المومنین کی طرف سے زیاد بن ابو سفیان کو _ خط کے تمام

ہونے کے بعد زیاد نے مره بن عثمان کی حاجت پوری کر دیا (۱(

یاقوت حموی اسی داستان کو (نہر مرّه) کے ماده میں اپنی جغرافیائي انسائیکلوپیڈیا میں لکھتے ہیں_

زیاد عائشه کے خط سے اتنا خوش ہوا کہ اس نے مره کا خوب اکرام کیا اور خط تمام ہونے کے بعد اس نے لوگوں سے کہا : یہ خط ام المومنین عائشه نے میرے نام لکھا ہے ، پھر حکم دیا کہ مرّه بن عثمان کو سو (۱۰۰)ایکڑ زمین نہر ابلہ کے کنارے دیدیا جائے اور اس میں زمین کی ابیاری کرنے کے لئے ایك کنواں کھودا جائے ، یہی وه نہر ہے جو) مرّه) کے نام سے مشہور ہوئي_

اس واقعہ سے جو نتیجہ نکلتا ہے وه یہ ہے کہ زیاد نے نوشتہ عائشه اور رسوخ کلام سے اپنا فائده اٹھایا ، کیونکہ ام المومنین نے اسکو ابو سفیان کا بیٹا تسلیم کیا ، اور اپنے خط میں اسی عنوان سے مخاطب کیا ، یہی وجہ تھی کہ بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ انکے خط کو مجمع عام میں پڑھا جائے تاکہ دوسرے لوگ بھی اس بات کو جان لیں کہ دور حاضر کی بزرگ شخصیت عائشه بھی اسکے نسب اعلی کو پہچانتی ہیں ، اور سابق رئیس قریش ابو سفیان کا بیٹا اور خلیفہ وقت کابھائي جانتی ہیں_

عائشه نے دیگر مواقع پر بھی زیاد کو خط لکھا اور اس میں لوگوں کی رعایت مالی کا خیال رکھنے کی تاکید کی جسکے جواب میں زیاد نے خط بھیجا کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہم اپنے ماں باپ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں (۲_(

عائشه اور معاویہ کا ایك دوسرے پر چوٹ

عداوت علی میں اگر چہ عائشه کی معاویہ سے ایك دانت کاٹی دوستی ہو گئي تھی _ لیکن بعد میں ایسے اسباب پیدا ہو گئے جنکی وجہ سے ان دونوں

میں دوری ہو گئي _ اور رفتہ رفتہ ایك جنگ سرد میں تبدیل ہو گئي تھی_

معاویہ نے شب و روز کی تگ و دو کے بعد زمام حکومت کو ہاتھ میں لے لیا مگر وہ اس پر بھی خوش نہیں تھا بلکہ اسکی خواہش یہ تھی کہ اپنی حکومت و سلطنت کو مورو ثی بنا ڈالے یہ مسئلہ اسوقت اور بھیانك ہو گیا جب اسکے قدیم دوست جو مختلف گروہوں میں بٹے تھے حکومت کو خاندانی بنانے میں کسی طرح راضی نہیں ہوئے لہذا معاویہ نے اپنے بھیانك

_۱طبقات ج۷ ص ۹۹
_۲عقد الفرید ج٤ ص ۲۱۷

چہرے کو ظاہر کر دیا_

ام المومنین عائشہ ان حالات میں معاویہ کے مخالف گروہ سے جا ملیں اور معاویہ سے اپنی دوستی تو ڑ ڈالی_

عائشہ اور معاویہ کے درمیان پہلا اختلاف اس بات پر ہوا کہ اس نے شیر کو فہ محب علی حجر بن عدی کو قتل کر دیا_

ابو الفرج اصفہانی لکھتے ہیں:

عائشہ نے اپنا نمائندہ عبد الرحمن بن حرث کو شام بھیجا تاکہ معاویہ سے حجر اور ان کے ساتھیوں کے لئے سفارش کرے مگر عبد الرحمن اسوقت دمشق پہونچا کہ معاویہ نے ان لوگوں کو شہید کر ڈالا تھا _ فرستادہ عائشہ مایوس و نا امید ہو کر واپس چلا ایا اور اس نے پوری داستان بیان کی ، جب عائشہ نے ان باتوں کو سنا تو بہت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں کہ ،اگر ہم کو اس کا خوف لاحق نہ ہوتا کہ ہم ہی ہر بار اوضاع کو خراب کرتے ہیں تو اسکو بتا دیتی اور یہ نا گوار حادثہ پیش نہ اتا ، لیکن اس بار میں اس کو نہیں چھوڑ ںگی اور حجر کا انتقام ضرور لونگی ، خدا کی قسم ، حجر مومن اور مجاہد فی سبیل اللہ تھا (۱(

عائشہ کا یہ کہنا کہ اگر ہم کو اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ ہر بار ہمیں انقلاب بر پا کرتے ہیں اور حالات کو دگر گوں بناتے ہیں تو اسکے امور کٹھنائي میں پڑ جاتے ، وہ یہ ہے کہ _ عثمان کے خلاف لوگوں کو ورغلانے کی باگ ڈور اپ ہی کے ہاتھوں میں تھی ، اور جو انکی نظر میں امور سخت ہو گئے اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت

امیر المومنین (ع) تخت خلافت پر بیٹھ گئے ، یہ مسئلہ ام المومنین عائشه پر اسقدر گراں گذرا تھا کہ اپ دعا مانگتی تھیں کہ اسمان زمین پر پھٹ پڑے تاکہ سب نابود ہو جائیں_

لیکن خوش نصیبی یہ رہی کہ انکی ارزو نقش بر اب ہو کر رہ گئي اور امام علیہ السلام نے مسند خلافت کو زینت بخشی ،_ لہذا کمر ہمت باندھی تاکہ انقلاب بر پا کر کے خلافت کو امام (ع) کے چنگل سے چھیڑا لیں اسی بناء پر خونین جنگ جمل برپا کر دی اوراس میں بھی کامیاب نہ ہو پائیں اور نتیجہ میں اپنے چچا زاد بھائي طلحہ اور انکے فرزند نیز بہنوئي زبیر کو ہاتھوں سے کھو ڈالا اس حادثہ نے انکو رنج و غم کا تحفہ پیش کیا لہذا انکو ڈر تھا کہ کہیں معاویہ کے خلاف محاذ ارائي کی توشاید نا گوار حادثات پیش ائیں اور پہلے کی طرح پھر محنت پر پانی پھر جائے_

_١طبری ج٤ ص ١٩٢ ، اغانی ج ١٦ ص ١٠

یہی وجہ تھی جو اپنے غصے کو پی گئیں اور معاویہ کے مقابلہ میں سکوت اختیار کر لیا_

قتل حجر کے سلسلے میں عائشه کی دوسری باتیں تاریخ کی کتابوں میں یاد گاری حیثیت سے موجود ہیں جو انکی سیاسی گہرائي کی نشاندہی کرتی ہیں _

عائشه نے کہا _ خدا کی قسم _ اگر معاویہ نے اہل کو فہ کی بزدلی کا احساس نہ کیا ہوتا تو ہرگز جراءت و جسارت نہ کرتا کہ حجر اور انکے ساتھیوں کو قید کر کے قتل کرتا_ ، لیکن فرزند جگر خوار نے عرب کی غیرت و حمیت کو بھانپ لیا ہے کہ یہ لوگ اپنی غیرت و حمیت کو کھو بیٹھے ہیں_

خدا کی قسم _ حجر اور انکے ساتھی شجاعت و حمیت میں بہت بلند تھے_

لبید شاعر نے کتنا اچھا شعر کہا ہے:

ذهب الذ ین یعاش فی اکنافهم
و بقیت فی خلف کجلد الاجرب
لا ینفعون ولا یرجی خیرهم
ویعاب قائلهم و ان لم یشعب

ترجمہ : وہ لوگ چلے گئے جنکے بل بوتے پر زندگی گزارتے تھے اور ہم انکے بعد اسی طرح ہیں جیسے جذام شخص کی کھال کہ جو نہ نفع بخش ہے اور نہ ہی خیر کی امید ہے ، انکے بارے میں کچھ کہنا گویا عیب ہے جبکہ ان لوگوں نے کوئي برائي بھی نہیں پھیلائي ہے (۱_ (

قتل محمد بن ابی بکر

عائشہ اور معاویہ کے درمیان اختلاف کا دوسرا سبب جو بنا،وہ ان کے بھائي محمد بن بکر کا قتل ہے ابن عبد البر اور ابن اثیر نقل کرتے ہیں_

جس سال معاویہ حج کرنے گیا تو زیارت قبر رسول (ص) کے نام پر مدینہ ایا _ قیام کے دوران ایك دن عائشہ سے ملاقات کرنے گیا تو اپ نے سب سے پہلے جس بات کو چھیڑا وہ حجر بن عدی کا قتل تھا_

_۱اسد الغابہ ج٤ ص ٢٦١ ، اغانی ج ١٤ ص ٢١١

اس سلسلے میں عائشہ نے معاویہ کو بہت کچھ سنایا اس پر معاویہ نے کہا:

اے ام المومنین مجھے اور حجر کو ھنگام حشر تك چھوڑ دیجئے (۱(

بعض مورخوں نے اس ملاقات کی داستان کو تفصیل سے لکھا ہے کہ معاویہ جیسے ہی بیٹھا تو عائشہ نے کہا _ اے معاویہ تم کیسے اطمینان کے ساتھ میرے گھر میں اگئے ، تم نے خوف نہیں کھایا کہ کہیں ہم تم سے اپنے بھائي (محمد بن بکر) کے قتل کا بدلہ نہ لے لیں_

معاویہ نے جواب دیا ، میں اپکے گھر میں امان کے ساتھ وارد ہوا ہوں_

عائشہ نے کہا ، اے معاویہ ایا حجر اور انکے ساتھیوں کو قتل کرنے میں خدا سے خوف نہ کھایا معاویہ نے کہا ، حققیقت تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے ان لوگوں کے خلاف شہادت دی تھی ان ہی نے انھیں مارا ہے (۲(

احمد بن حنبل اپنی مسند میں لکھتے ہیں:

عائشہ نے جب یہ کہا کہ اے معاویہ تم کیسے ہمارے گھر میں اگئے تو معاویہ نے جواب دیا اپ ہرگز ہم کو قتل نہیں کر سکتی ہیں کیونکہ گھر خانہ امن ہے اور

ہم نے پیغمبر اسلام (ص) سے سنا ہے کہ خدا پر ایمان رکھنے والا ہرگز گھر میں قتل نہیں کر سکتا_

معاویہ نے عائشه سے کہا _ اچھا یہ بتایئے کہ ہمارا برتائو اپ کے ساتھ کیسا ہے اور اپکی حاجت ابھی تك پوری ہوئي یا نہیں ؟

عائشه نے کہا _ بہت اچھا ہے

معاویہ نے کہا _ پھر مجھکو چھوڑ دیجئے اب ہم دونوں ایك دوسرے سے بارگاہ خدا وندی میں ملاقات کرلینگے (۳(

جیساکہ کتب تاریخ میں ہے کہ عائشه کے بھائي محمد بن ابی بکر ۳۷ھ میں اور حجر بن عدی ۵۰ھ میں قتل کئے گئے ، مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ام المومنین عائشه کیوں اور کیسے تیرہ برس تك خاموش بیٹھی رہیں ، اور اپنے بھائي کے خون کا بدلہ لینے کے لئے ایك کلمہ بھی زبان پر نہ لائیں ، اور جب حجر اور انکے ساتھی مارے گئے تب اپنے بھائي کا درد ناك قتل یاد ایا ، ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اسوقت پیش ایا ہو گا جب ان دونوں کے روابط خراب ہو گئے ہو نگے ، اور جیسا کہ اپ نے

_۱اسد الغابة ، استیعاب حجر کے شرح حال میں
_۲استیعاب حجر کے شرح حال میں
_۳مسند احمد ج٤ ص ۹۲

ملاحظہ فرمایا کہ عائشه نے عبد الرحمن بن حرث کو مدینہ سے شام بھیجا تاکہ حجر اور انکے ساتھیوں کو معاویہ کے ہاتھوں چھوڑا لائیں اور اسکی خبر تمام بلاد اسلامی کے گوشہ و کنار تك پھیل گئي تھی ، اور اموی حکومت میں عائشه کے نفوذ و رسوخ کا پہلے ہی سے لوگوں میں ڈھونڈھورا پٹا ہوا تھا _، اور لوگ کافی امید لگائے بیٹھے تھے کہ انکی سفارش حکومت اموی رد نہ کرے گی ، معاویہ انکو مایوس نہیں کرے گا چند دن نہیں گذرے تھے کہ اچانك نمایندہ نا امید ہو کر واپس چلا ایا اور پہلی مرتبہ عائشه کو اپنے منھ کی کھانی پڑی_

اس واقعے نے تمام بلاد اسلامی میں عائشه کی شخصیت کو کافی مجروح کیا کیونکہ خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں بھی اپ کافی با رسوخ تھیں اور خلافت کی مشینریاں (سوائے حکومت علوی کے) ہمیشہ انکی رائے کو احترام کی نگاہ

سے دیکھتی تھیں۔

مگر یہ پہلا موقع تھا کہ انکی سفارش ردّی کی ٹوکری میں ڈال دی گئي

جب اپ نے انکی تمام مقام و منزلت کو پہچان لیا تو اس واقعہ نے ضرور انکے اوپرکوہ گراں کا کام کیا ہو گا اور خشم و کینہ نے انکو اتش فشاں پہاڑ بنا ڈالا ہو گا ، ایا یہی اسباب و عوامل باعث نہیں تھے کہ سالہا سال معاویہ سے گہری دوستی اور ان تمام مراعات مالی کے باوجود معاویہ سے جھگڑنے لگیں ، اور اسکے برے افعال سے نقاب کشائي کرنے لگیں۔

نیز اپنے بھائي کے خون ناحق کو باوجودیکہ تیرہ برس گذر چکا تھا یاد کرنے لگیں۔

مکار سیاستداں معاویہ نے بھی بہتری اسی میں دیکھی کہ عائشہ کے غصے کے سامنے ٹھنڈا رہے اور اپنی قدیم دوستی کو یاد دلائے نیز جو محبت اور تحفے انکی خدمت میں بھیجے تھے ان کو گوش گذار کرے۔

لیکن جیسا کہ اس سے قبل اپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ۔ عائشہ کوئي معمولی عورت نہ تھیں بلکہ ایك طاقتور ذہین عورت تھیں ابھی غصے سے ٹھنڈی بھی نہیں ہوئیں تھیں کہ معاویہ نے اسی وقت بجائے زخم پر مرہم کے انکے دل پر نمك چھڑك دیا کہ ، بیعت یزید کی خاطر اس نے انکے بھائي کو مروایا ہے ، اچانك عبد الرحمن بن ابی بکر کی خبر مرگ کی وجہ سے عائشہ اور معاویہ کے درمیان پھر سے غیظ و غضب کے تازے شعلے بھڑ کنے لگے۔

عبد الرحمن بن ابی بکر کو زہر دیا گیا

عائشہ اور معاویہ کے درمیان تیسرا سبب جو اختلاف کا سمجھ میں اتا ہے وہ انکے بھائي عبد الرحمن بن بکر کی ناگہانی موت ہے۔

اپ نے اس سے پہلے دیکھا کہ جب معاویہ مسلمانوں کو بیعت یزید کے لئے امادہ کر رہا تھا تو ایك دن حاکم مدینہ مروان بن حکم نے خطبے میں یزید کا نام لے لیا اور اسکو ولیعہد بتانے لگا اس وقت عبد الرحمن کھڑے ہو گئے اور مروان کو خوب بر ا بھلا کہا:

مروان نے عبد الرحمن کو برا بھلا کہتے ہوئے ان جملوں کو استعمال کیا تھا کہ _ یہ وہی ادمی تو ہے جس کے بارے میں قران میں اس طرح ایا ہے کہ جس نے اپنے ماں باپ سے یہ کہا تھا کہ تمہارے لئے حیف ہے کہ تم مجھے اس بات سے ڈراتے ہو " وَالَّذی قَالَ لولد َیہ اُف لّکُمَا أتعد أنني .... "_ سورہ احقاف ایة ١٧

عائشه گھر ہی کے اندر سے چیخنے لگیں کہ خدا وند عالم نے ہمارے خاندان کے سلسلے میں کوئي چیز نازل نہیں کی ہے _ ہاں _ اگر نازل کیا ہے تو ہماری بے گناہی کو واقعہ افك میں بیان کیا ہے (١(

مشہور مورخ ابن اثیر اس واقعہ کو یوں نقل کرتے ہیں:

معاویہ نے یزید کی بیعت لینے کے لئے اپنے والی و حاکم مروان کو خط بھیجا ، اس نے حسب دستور اپنے خطبے میں کہا کہ _ امیر المومنین معاویہ نے اپنا ایك ولیعہد معین کر کے تم لوگوں پر احسان کیا ہے اور اس نیك کام میں کوتا ہی نہیں کی اس عہدے پر اپنے فرزند یزید کو نامزد کیاہے عبد الرحمن نے جیسے ہی سنا فورا کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے_

اے مروان _ معاویہ بھی جھوٹ کہتا ہے اور تم بھی جھوٹ بولتے ہو ، تم لوگوں نے عوام کی خیر و صلاح کو مد نظر نہیں رکھا ہے بلکہ تم لوگ خلافت کو بادشاہت میں تبدیل کرنا چاہتے ہو _ جس طرح قیصر و کسری کے بادشاہوں نے کیا کہ ایك مرا تو دوسرا بادشاہ اسکا جا نشین ہو گیا اور تم لوگ بھی ایسا ہی کرنا چاہتے ہو_

مروان نے کہا _ اے لوگو _ یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں قران نے کہا کہ جس نے اپنے والدین سے یہ کہا کہ تمہارے لئے حیف ہے کہ تم مجھے اس بات سے ڈراتے ہو_

_١صحیح بخاری ج٣ ص ١٢٦

اس بات کو عائشه نے پس پردہ سن لیا تو اسی مقام سے فریاد بلند کرنے لگیں_

اے مروان _ اے مروان _ تمام لوگ خاموش ہو گئے مروان نے بحالت مجبوری

انکی طرف رخ کیا_

عائشه نے کہا ، ایا تم وہی ہو کہ جس نے عبد الرحمن کے بارے میں یہ کہا کہ اسکی قر ان میں مذمت ائي ہے ، تم ایك نمبر کے جھوٹے ہو_

خدا کی قسم _ وہ اس ایت کا مخاطب نہیں ہے بلکہ کوئي دوسرا شخص ہے ، لیکن تم تو پہلے ہی سے ملعون خدا ہو (۱(

دوسری روایت میں یوں ایا ہے کہ تم جھوٹ بولتے ہو ، خدا کی قسم ، جو کچھ تم نے عبد الرحمن کی نسبت کہا ہے ان میںسے وہ نہیں ہے البتہ رسول اکرم (ص) نے تمہارے باپ پر اس وقت نفرین کی جب تم اس کے صلب میں تھے ، اور اس طرح تم پر پہلے ہی سے خدا کی پھٹکا ر ہے_

یہی وجہ تھی کہ مروان بن حکم نے بار دیگر بیعت یزید کا بیڑا نہیں اٹھایا اور اس سے کنارہ کشی اختیار کر لي_

معاویہ نے ایك مدت کے بعد لوگوں کو دکھانے کے لئے حج کا سفر کیا پھر مدینہ ایا جس کو ہم نے مدینہ میں وارد ہونے کے بعد جو واقعات پیش ائے ا س کو مختصر طور پر بیان کیا ہے

لیکن اس وقت دوسرے نکتے کی طرف توجہ مبذول کرانی ہے_

صاحب استیعاب ابن عبد البر لکھتے ہیں:

معاویہ مسجد نبوی کے منبر پر بیٹھا رہا اور لوگوں کو بیعت یزید کی دعوت دی جس پر حضرت امام حسین، (ع) عبد اللہ بن زبیر ، اور عبد الرحمن بن ابی بکر نے اس پر اعتراض کیا _ اور ان لوگوں کے درمیان کافی تو تو میں میں ہوئي_

عبد الرحمن نے کہا _ اے معاویہ _ ایا خلافت بادشاہت میں تبدیل ہو گئي ہے کہ ایك بادشاہ دنیا سے گیا کہ اسکی جگہ دوسرا بادشاہ اگیا_

کسی طرح لوگوں کی رضایت کا خیال نہیں ہے ہم ہرگز بیعت نہیں کریں گے_

اسی رات معاویہ نے عبد الرحمن کے پاس ایك لاکھ درہم بھیجو ایا تاکہ بیعت یزید پر راضی ہو جائیں _ لیکن انھوں نے اس رقم کو

_۱ابن اثیر ج۳ ص ۱۹۹

قبول نہیں کیا اور کہا _ ہم ہرگز اپنے دین کو دُنیا سے نہیں بیچیں گے ، اس کے بعد مدینہ سے مکہ کی طرف چل دیئے ، لیکن قبل اس کے کہ یزید کی بیعت مرحلہ اختتام تك پہونچے دنیا سے چل بسے (١(

ابن عبد البر مزید لکھتا ہے:

عبد الرحمن مکہ کے اطراف میں مقام (حبشی) پر نا گہانی موت سے مرے جو مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے اور اسی جگہ دفن بھی ہوئے_

نیز کہتے ہیں کہ _ انھوں نے حالت خواب میں جان دی ، لیکن جس وقت عائشه انکی خبر مرگ سے مطلع ہوئیں تو انھوں نے مکہ کا سفر کیا ، جب مقام حبشہ پر پہونچیں تو قبر برادر پر گئیں اور خوب گریہ کیا ، اور ان اشعار میں بین و نوحہ کیا _ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

ہم دونوں ایك طویل مدت تك بادشاہ حیرہ (جذیمہ) کے دو ندیم کی طرح تھے جو دونوں ایك دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے اور ہمیشہ ساتھ رہتے تھے ، یہاں تك کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ ان دونوں میں کبھی جدائي نہیں ہو سکتی ہے ، لیکن میرے بھائي کی موت نے اسوقت ہم دونوں کو ایك دوسرے سے علیحدہ کر دیا ہے ، ان تمام الفتوں و محبتوں کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ گویا ایك رات بھی ساتھ میںنہیںتھے (٢(

پھر روتے ہوئے کہا _ خدا کی قسم _ اگر تمھارے دفن کے وقت موجود ہوتی تو تمھارے ساتھ دفن ہو جاتی تاکہ تمھارے حال پر گریہ کناں نہ رہتی_

ہاں _ اس طرح عائشه اور بنی امیہ کے درمیان اختلاف کو نئي قوت مل گئي اور جنگ کے شعلے مزید بھڑکنے لگے ، لیکن عائشه نے ایسے حالات میں اپنے بھائي کو کھو دیا_

عبد الرحمن کو نا گہانی موت نہیں ائي تھی بلکہ اسکے اسباب و علل غور طلب ہیں_

اس کی شناخت اسی طرح ہو گی جس طرح مالك اشتر مصر کے راستے میں مار ڈالے گئے

عبد الرحمن بن ابی بکر اور سعد بن وقاص کی موت بھی اسی طرح ہوئي ، یہ تمام مشہور شخصیتیں یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ

_۱استیعاب ج۲ ص ۳۷۳ ، اسد الغابة ج۳ ص ۳۰٦ ، اصابة ج۲ ص ٤۰۰
_۲استیعاب ج۲ ص ۳۷۳

سے ماری گئیں_

یہی وہ مقامات ہیں جہاں سے عائشه اور حکومت اموی کے درمیان اختلاف کی اگ بھڑکی کیونکہ انھوں نے اس راہ میں اپنے عزیز بھائیوں کو کھو دیا تھا ، اس پر ظلم یہ ہوا کہ کس کے بل بوتے پر بنی امیہ سے جنگ کرتیں کیونکہ اب نہ طلحہ نہ زبیر و عبد الرحمن اور نہ ہی دوسرے مددگار ،

عائشه نے ان دو بیتوں کے سہارے اپنے دلی کوائف کو یوں بیان کیا ہے

ذهب الذ ين يعاش اكنافهم
و بقيت فی خلف كجلد الاجرب
لا ينفعون ولا يرجی خيرهم
و يعاب قائلم و ان لم يشعب

ترجمہ _ وہ لوگ چلے گئے جن کے سایہ رحمت میں زندگی گزارتے تھے اور ہم انکے بعد اسی طرح ہیں جیسے جذام شخص کی کھال کہ نہ نفع بخش ہے اور نہ ہی خیرکی امید ہے _ ان کے بارے میں کچھ کہنا گویا عیب ہے جبکہ ان لوگوں نے کوئي برائي بھی نہیں پھیلائي ہے_

دوسری بات یہ تھی کہ عائشه کا پہلے کی طرح وہ سن بھی نہیں رہا کہ مرکب پر سوار ہو کر جنگل و بیابان کی خاك چھانیں ، اور بنی امیہ کے خلاف اتش جنگ کو بھڑکائیں یہی وجہ تھی کہ انھوں نے اپنے کینے اور دشمنی کو دوسری شکل میں ظاہر کیا_

اور اپ نے پہلے دیکھا کہ حاکم مدینہ (مروان) جیسے ہی ان (عائشه) کی چنگل میں ایا تو انھوں نے قول رسول (ص) کو جو کہ اسکے باپ کے سلسلے میں تھا کہ تم تو پہلے ہی سے ملعون خدا ہو اسکو بیان کر ڈالا ، اور مدتوں اسی ڈگر پر چلتی رہیں_

میں سمجھتا ہو ں کہ عائشه نے بنی امیہ کی مذمت میں جو احادیث رسول

(ص) بیان کی ہے یہ سب اسی دور کی ہیں _ اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جو کچھ اہلبیت رسول (ص (اور انکے اصحاب کے فضائل و احادیث سنیں تھی اسکو بیان کیا ، کیونکہ معاویہ و بنی امیہ کو اس دور میں چڑھانے کے لئے سوائے فضائل اہلبیت علیھم السلام کو بیان کرنے کے کوئي چارہ نہ تھا ، اس عمل نے ان لوگوں کو سخت متحیر اور انکے دماغ کو چکرا ڈالا تھا_

اس دور میں حضرت امام حسین (ع) سے کافی محبت سے پیش انے لگیں لہذا جو بھی حدیثیں ان لوگوں کے سلسلہ میں عائشه سے نقل ہوئي ہیں اور کتب احادیث میں جو فضائل امیر المومنین (ع) اور صدیقہ طاہرہ نیز انکی والدہ گرامی خدیجہ کبری (ع) کے

سلسلہ میں بیان ہوئي ہیں ضرور بالضرور اسی دور کے ہیں_

میں سمجھتا ہوں کہ جو کلمات ندامت و شرمندگی کے عائشه نے جنگ جمل کے بارے میں کہے ہیں اسی زمانہ کے ابتدائي دور کے ہیں اور مرتے دم تك اسی کا رونا روتی رہیں جسکی تفصیل ائندہ ائے گی_

جنگ جمل سے عائشه کی شرمندگي

ابو جندب کوفی نے عائشه سے اپنی ملاقات کی داستان یوں بیان کیا ہے

جب ہم عائشه کے گھر گئے تو انھوں نے پوچھا ، تم کون ہو ؟ میں نے کہا ،میں قبیلہ ازد سے جو کہ کوفہ میں رہتا ہوں_

عائشه نے پوچھا ، ایا تم نے جنگ جمل میں شرکت کی تھی ؟

جندب کوفی نے کہا جی ہاں

عائشه نے کہا ،ایا ہمارے مخالف تھے یا موافق ؟

جندب نے جواب دیا _ ہم اپکے مخالف لشکر میں تھے_

عائشه نے کہا _ ایا وہ کون شخص تھا کہ جس نے اپنے رجز میں یہ کہا تھا کہ اے ام المومنین ہم اپکو جانتے ہیں لیکن اپ ہم کو نہیں پہچانتی ہیں ؟

جندب نے کہا _ہاں _ وہ میرا چچا زاد بھائي تھا_

اسکے بعد اتنا روئیں کہ میں سمجھا کہ انکو گریہ سے ہرگز افاقہ نہیں ہو گا (۱)

ابن اثیر لکھتے ہیں:

ايك روز عائشہ کے یہاں گفتگو کے درمیان جنگ جمل کا تذکرہ اگیا تو عائشہ نے پوچھا لوگ ابھی تك اس جنگ کو یاد کئے ہوئے ہیں ؟

_۱طبری ج۵ ص ۱۱ حوادث جنگ جمل

حاضرین نے کہا _ ہاں_

عائشہ نے کہا _ اے کاش اس جنگ میں شرکت نہ کئے ہوتی اور دیگر ازواج رسول (ص) کی طرح اپنے گھر میں رہتی ہمارے دس قیمتی فرزند رسول (ص) عبد اللہ بن زبیر، عبد الرحمن ، بن حارث جیسے افراد نہ مارے جاتے (۱)

مورخین و مفسرین نے مسروق نامی شخص سے نقل کیا ہے_

عائشہ جس گھڑی سورہ احزاب کی اس ایت کو پڑھتی تھیں جسمیں ازواج رسول (ص) کو گھر میں رہنے کا حکم دیا گیا تھا تو اپ اتنا روتی تھیں کہ اوڑھنی انسو سے تر ہو جاتی تھی (۲)

"عائشہ مرنے سے پہلے"

صاحب کتاب طبقات الکبری محمد بن سعد نقل کرتے ہیں:

ايك روز ابن عباس عائشہ کے مرنے سے پہلے انکو دیکھنے گئے ، تو انھوں نے انکی خوب تعریف و تحسین کی _ جب ابن عباس چلے گئے تو عائشہ نے عبد اللہ بن زبیر سے کہا ، ابن عباس نے میری تعریف کی ہے _ اب مجھے ذرہ برابر اچھا نہیں لگتا ہے کہ کوئي ہم کو اچھے نام سے یاد کرے _، میں چاہتی ہوں کہ لوگ ہمیں اس طرح سے بھلا دیں گویا دنیا میں قدم ہی نہیں رکھا تھا (۳)

کتاب بلاغات النساء میں ایا ہے کہ _ جس وقت عائشہ پر حالت احتضار کی

کیفیت طاری ہوئي تو اپ بہت مضطرب و پریشان تھیں ، حاضرین نے ان سے کہا اپ اتنا پریشان کیوں ہیں اپ تو ابو بکر صدیق کی بیٹی اور ام المومنین ہیں ؟

عائشہ نے جواب دیا _ میں سچ کہتی ہوں کہ جنگ جمل میرے گلے کی ہڈی بن گئي ہے_

اے کاش اس دن سے پہلے مر کھپ گئي ہوتی یافعان ہو جاتی (٤(

_١اسد الغابة ج٣ ص ٢٨٤ ، طبقات ابن سعد ج٥ ص ١
_٢طبقات ج٨ ص ٥٦
_٣طبقات ج٨ ص٤٦٢
_٤شرح نووی ج٤ ص ١٧٠

ایك مرتبہ کہا تھا کہ _خدا کی قسم _ اچھا ہوتا کہ میں درخت ہوتی _ قسم خدا کی _ بہتر تھا کہ اینٹ پتھر ہوتی _ خدا کی قسم _ اچھا ہوتا کہ خدا ہمیں پیدا ہی نہ کرتا_

کہتے ہیں کہ _ عائشہ مرتے وقت بہت حسرت و یاس سے کہتی تھیں کہ ہم نے بعد رسول(ص) حوادث ناگوار پیدا کئے لیکن اب اس دنیا سے جا رہی ہوں لہذا ہمیں ازواج رسول) ص) کے پہلو میں دفن کرنا_

عالم اہلسنت ذہبی لکھتا ہے:

حادثہ سے عائشہ کی مراد جنگ جمل ہو سکتی ہے جسکو بھڑکا نے میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا تھا_

یہی ذہبی لکھتا ہے کہ: عائشہ نے ١٧ رمضان المبارك ٥٨ھ میں نماز صبح کے بعد وفات پائي اور چونکہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے رات میں دفن کرنا لہذا مہاجرین و انصار کی اچھی خاصی جمعیت جنازے میں شریك ہوئي لوگ خرما کی لکڑی کو روشن کئے ہوئے جنازہ کے ساتھ تھے تاکہ راستہ چلنے میں کوئي پریشانی نہ ہو ، راوی کہتا ہے کہ _ مدینہ کی عورتیں قبرستان بقیع میں اس طرح تھیں جیسے معلوم ہو رہا تھا کہ عید کا دن ہے_

ابوہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائي کیونکہ مروان کی نمائندگی میں شہر مدینہ پر حکومت کر رہے تھے_

جس وقت عائشه کا انتقال ہوا تو انکی عمر ٦٣ سال کچھ مہینے کی تھی (١(

ہم نے عائشه کی زندگی کو زوجیت رسول (ص) سے لیکر انکے مرتے دم تك ، پیش کیا تاکہ انکی شخصیت اور وہ تمام گوشے جو سیاسی و اجتماعی لحاظ سے تھے اجاگر ہو جائیں ، لیکن ائندہ کے صفحات میں مزید انکی زندگی کے بارے میں ہم بیان کرینگے_

_١عقد الفرید ج٤ ص ١٥ شرح نہج البلاغہ ج٣ ص ٧

فصل پنجم

عائشه کی سخاوت

سخاوت اگر چہ اچھی چیز ہے مگر شرط یہ ھیکہ راہ خدا میں کی جائے ، یعنی انسان خدا و خوشنودی خدا کی خاطر اپنی محبوب چیزوں کو ، چاہے مال کی صورت میں ہو یا کسی دوسری صورت میں ، خدا سے اجر و ثواب لینے کے لئے انفاق کرے_

حقیقت میں ایسے افراد خداوند عالم کے نزدیك عظیم اجر و ثواب کے مستحق ہیں اور اخرت میں رضاء الہی سے بہرہ مند ہوں گے_

لیکن ایك انسان جو صرف دکھاوے اور شہرت کی خاطر اپنے مال و اسباب کو لٹائے اگر چہ اس نے ایك اچھا کا م انجام دیا ہے ، مگر اخرت میں اسکو کوئي ثواب نہیں ملے گا ، کیونکہ اس نے فقط مسائل دنیا کو نظر میں رکھتے ہوئے مال کو خرچ کیا ہے_

عرب کے درمیان یہ قدیم رسم چلی ارہی تھی کہ جو لوگ ثروتمند اور رئیس قبیلہ ہوتے تھے وہ ان امور کو انجام دینے میں مجبور تھے اور کبھی کبھار اپنے ہاتھوں سے مال و اسباب کو تقسیم کرتے تھے ، کیونکہ اگر کوئي شخص ان کے دروازے پر اکر خالی ہاتھ واپس چلا گیا تو یہ چیز انکے لئے باعث ذلت و ننگ شمار ہوتی تھی_

ظہور اسلام کے بعد بھی لوگوں نے بذل و بخشش سے ہاتھ نہیں کھینچا بلکہ یہ لوگ دو گروہ میں بٹ گئے_

١ايك گروه اسلامى فكر كى بنياد پر راه خدا ميں مال كو انفاق كرتا تھا

_٢دوسرا گروه رسم جاہليت و عادت عرب كى پيروى كرتے ہوئے انفاق كرتا تھا _

اس قسم كى بذل و بخشش قبيلہ بنى تميم كے دو قدرتمند سرداروں نے حكومت على (ع (كے زمانے ميں كوفہ كے اطراف ميں كى تھى ، ان ميں ايك صعصہ دارمى اور دوسرا سحيم بن وثيل رياحى تھے

ان دونوں نے اپنے كو ثروتمند دكھانے كے لئے اپس ميں مقابلہ ارائي كى اور رسم جاہليت كے مطابق اونٹ ذبح كرنے كى شرط ركھى ، ہر ادمى ايك دوسرے پر سبقت ليجانے كے لئے كوشش كر رہا تھا ، اور نام و نمود كى دوڑ ميں تھا ، مقابلہ ايك اونٹ سے شروع ہوا يہاں تك كہ سو اونٹ سے زيادہ بڑھ گيا ، يہ اخرى مرتبہ حكومت علوى (ع) كے زمانہ ميں ہوا جس ميں كئي سو اونٹ ذبح ہوئے ، جب اہل كوفہ كو اسكى خبر پہونچى تو برتنوں كو ليكر گوشت لينے كے لئے دوڑے جب امام عليہ السلام كو

اسكى خبر معلوم ہوئي تو اپ نے فرمايا ، ان اونٹوں كے گوشت كو نہ كھانا كيونكہ غير خدا كے نام پر ذبح ہوئے ہيں _" لا تاكلوا منہ اھل الغير اللّٰہ "

يعنى فخر و مباہات و رسوم جاہليت كے طور طريقہ پر قتل كئے گئے ہيں_

امام عليہ السلام كا اشار ہ قران كريم كى اس ايت كى طرف ہے كہ ،" انما حرّم عليكم الميتة والدم لحم الخنزير وما اھل بہ لغير اللّٰہ"

اہل كوفہ امام كے كہنے پر رك گئے ، سارا گوشت ويسا ہى پڑا رہا اخر كار ان تمام گوشتوں كو مزبلہ پر ڈال ديا گيا تاكہ جانور وغيره كھا ڈاليں (١(

ہمارى نظر ميں ام المومنين عائشه كاا سى گروه ميں شمار ہونا چاہيئےيونكہ اپ نام و نمود اور شہرت كى بہت بھوكى تھيں ، اور جو شہرت خلفاء ثلاثہ كے زمانے ميں كمائي تھى اسكو اسانى سے كھونا نہيں چاہتى تھيں ، لہذا اس كو بچانے كے لئے سب سے بہترين راستہ سخاوت و بذل و بخشش تھا_

اپ ملاحظہ فرمائيں گے ، كہ سختيوں اور تكليفوں كے باوجود انھوں نے حتى

الامکان مال خرچ کیا ، دوسری طرف سخاوت کرنے کے لئے معاویہ جیسے جبار کے پاس رقم لینے کے لئے گئیں ، ہمارا دعوا بغیر دلیل کے نہیں ہے _ بلکہ اپ دیکھیں گے کہ عائشه نے ان اموال کو خرچ کیا جو معاویہ اور اسکے حکمرانوں نے بیت المال سے لوٹ کے انکے پاس مال و اسباب بھیجے تاکہ اپ جو دوسخاوت کا مظاہرہ کریں_

ایا ایسے اموال جو ظلم و ستم کر کے لوٹے گئے ہوں اس سے سخاوت کر کے خشنودی خدا نصیب ہو سکتی ہے ، در انحالیکہ ام المومنین کا ایسی صورت میں سب سے پہلے شرعی فریضہ یہ تھاکہ معاویہ کی تمام چیزوں سے دور رہتیں_

ام ذرّہ نقل کرتی ہیں کہ _ میں کبھی کبھی عائشه کے گھر ایا جایا کرتی تھی ایك روز عائشه کے یہاں دو کیسہ سامان دیکھا_

ام المومنین نے مجھ سے کہا کہ ، میں سمجھتی ہوں کہ اس کیسہ میں تقریبا اسی ہزار یا ایك لاکھ درہم ضرور ہوگا ، پھر ایك طشت ہم سے مانگا میں نے انکو دیدیا جبکہ میں اس دن روزے سے تھی ، میں نے تمام درہموں کو گھر گھر تقسیم کر دیا اور

_١اصابہ ج٢ ص ١٠٩ ، اغانی ج ١٩ ص ٦ ، الکنی و القاب ج٣ ص ١٨

ایك درہم بھی ام المومنین عائشه نے اپنے گھر میں نہیں رکھا تھا_

جب غروب کا وقت ہو گیا تو عائشه نے اپنی کنیز سے میرے لئے افطار لانے کو کہا ، کنیز نے ایك روٹی کا ٹکڑا اور زیتون کا تیل میرے سامنے لاکر رکھا_

میں نے کہا _ اے ام المومنین اپ نے تو ساری رقم لوگوں میں تقسیم کردی اگر تھوڑی سی ہوتی تو میرے لئے اس سے گوشت منگوا دیتیں تاکہ اس سے میں افطار کرتی_

عائشه نے کہا _ اگر پہلے کہتی تو ہم ضرور اس کا انتظام کر دیتے لیکن اب کہہ رہی ہو مجھے تمھاری خواہش پوری نہ کرنے کا رنج ہے (١(

عائشه کا بھانجا عروہ بن زبیر کہتا ہے:

ہم نے ایك روز اپنی خالہ عائشه کو پھٹے لباس میں ستر ہزار درہم تقسیم

کرتے ہوئے دیکھا یہ بخشش مجھ پر بہت گراں گذری کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میری خالہ اس مقدار میں اپنے مال سے سخاوت کا مظاہرہ کریں_

ابو نعیم لکھتے ہیں:

جب عائشہ نے اپنے اونٹوں کو بیچنے کی خاطر بازار میں بھیجوایا تو عبد اللہ بن زبیر نے کہا ، ہم سب سے کہہ دینگے کہ عائشہ اپنا ذہنی تو ازن کھو بیٹھی ہیں تاکہ کوئي انکے اونٹوں کو نہ خریدے ، جب عائشہ نے ان باتوں کو سنا تو کہا ، میں قسم کھاتی ہوں کہ جب تك زندہ رہونگی اس سے کلام نہیں کرونگی _ چنانچہ عبد اللہ بن زبیر سے پردہ بھی کر لیا ، بات چیت کافی دنوں تك بند رہی_

ایك روز مسور بن محترمہ اور عبد الرحمن بن اسود کے ساتھ عبد اللہ بن زبیر چادر اوڑھ کر عائشہ کے گھر گئے ، اذن دخول کے بعد تینوں گھر میں داخل ہوئے جیسے ہی عبد اللہ بن زبیر نے عائشہ کو دیکھا فورا انکی گردن میں اپنی باہیں ڈالدیں اور خوب گریہ کیا ، یہاں تك کہ عبد اللہ بن زبیر نے اپنی رشتہ داری وغیرہ کی دہائي دی ، تب جا کر ام المومنین نے اس سے باتیں کیں (۲(

_۱سیر اعلام النبلاء ج۲ ص ۱۳۱
_۲حلیة اولیاء ج۲ ص ٤۹ ، سیر اعلام النبلاء ج۲ ص ۱۲۹

ہم نے معاویہ کی مراعات مالی کو عائشہ کی نسبت بیان کیا ان میں سے بعض واقعات انشاء اللہ ائندہ بیان کروں گا_

اخر میں پھر کہتا ہوں کہ ہر سخاوت و بخشش رضاء الہی کے لئے نہیں ہوتی ہے ، کیونکہ خشنودی خدا اسی وقت محقق ہو سکتی ہے جب خلوص نیت سے انفاق کیا جائے ، اور انفاق ہونے والا مال راہ حلال سے کسب ہوا ہو نہ کہ معاویہ جیسے ظالم و جابر کا مال جس نے مسلمانوں کے بیت المال سے لوٹ کھسوٹ کر کے عائشہ ، ابو ہریرہ ، مغیرہ بن شعبہ ، اور عمرو بن عاص جیسے انسان کو سستی شہرت کمانے کے لئے دیا ہو_

تاکہ اسلام اور حضرت علی (ع) سے مقابلہ کریں اور اپنی سیاست کامیاب ہو اور گڑھی ہوئي حدیثیں منظر عام پر ائیں_

خاندانی تعصب

ام المومنین عائشه اپنے خاندان کے سلسلے میں بہت متعصب تھیں ، اور اس چیز کو عبادت کی حد تك مانتی تھیں ،وہ اس راہ میں اتنی اگے بڑھ گئي تھیں کہ تمام حدود اسلامی و مقررات شرعی کو کچل کر رکھ دیا تھا ، جب کہ تاریخی حقائق سے ظاہر ہے کہ دشمنی کے باوجود تمام تلخیاں انکی گہری دوستی میں بدل گئیں_

ہم نے اس سے پہلے بہت سارے واقعات زندگاني عائشه کے بیان کئے اور اس ادعی پر بہت ساری دلیلیں بھی دی تھیں جسکو قارئین کرام نے بغیر شك و تردید کے قبول بھی کیا ہو گا ; لیکن اس مقام پر صرف ایك واقعہ جو انکی خاندانی تعصب کو ثابت کرتا ہے اور وہ انکے بھائي محمد بن ابی بکر کے ساتھ پیش ایا تھا _

یہ دونوں بھائي بہن ابتداء میں جب عثمان کے خلاف مسلمانوں نے ہنگامہ کھڑا کیا تھا شانہ بشانہ تھے ، اور ان دونوں نے اہم کردار ادا کیا تھا ، لیکن قتل عثمان کے بعد اپنے اپ پانسہ پلٹ گیا اور دونوں ایك دوسرے کے دشمن بن گئے_

محمد بن ابی بکر نے لشکر علوی (ع) میں اکر عائشه کے خلاف تلوار اٹھا لی اور جنگ کے تمام ہونے تك ان کے مقابلہ میں ڈٹے رہے_

جب کہ میں سمجھتا ہوں کہ بصرہ یا جنگ جمل میں جب عائشه کے سردار لشکرکو مار ڈالا گیا اور انکی شکست فاش ہو گئي تو اسوقت امام علیہ السلام نے محمد بن ابی بکر کو بہن کے پاس بھیجا تاکہ انکی احوال پرسی کر لیں اور جانے کے سلسلے میں ان سے پوچھیں_

جب محمد نے اپنی بہن کے محمل میں سر ڈالا تو عائشه چیخنے لگیں ، وائے ہو تم پرتم کون ہو ؟

محمد بن ابی بکر نے کہا ، میں ہوں جس کو اپ اپنے خاندان میں زیادہ دشمن رکھتی ہیں_

عائشه نے کہا _ اچھا تم زن خثعمی کے بیٹے ہو_

محمد نے جواب دیا _ جی ہاں

عائشہ نے کہا _ خدا کا شکر ہے کہ تم کو صحیح وسالم دیکھ رہی ہوں (۱(

زیادہ دن نہیں گذرا تھا کہ محمد بن ابی بکر مصر میں مار ڈالے گئے اور انکے سر کو تن سے جدا کر کے گدھے کی کھال میں بھر کر جلا دیا گیا_

اس ناگوار حادثے کے خبر جب عائشہ کو معلوم ہوئي تو تمام خلش کے با وجود بھائي کی موت پر خوب گریہ کیا_

لیکن جس وقت خواہر معاویہ اور رسول کی زوجہ (ام حبیبہ) کو اسکی اطلاع ملی تو انھوں نے ایك بھنا ہوا بکرا عائشہ کے دل کو جلانے کے لئے بھیج دیا _ اس سے اشارہ یہ تھا کہ دیکھو جس طرح تم دونوں نے عثمان کو مارا تھا اسی طرح ہم نے تمہارے بھائي محمد سے بدلہ لے لیا ہے_

جیسے ہی عائشہ نے اس بھنے بکرے کو دیکھا تو چیخنے لگیں اور کہا _ خدا، زانی عورت) ھند) کی بیٹی کو مار ڈالے_

خدا کی قسم _ ہم ہرگز بھنا ہوا بکرا نہیں کھائینگے_

پھر اپنے بھائي کے اہل و عیال کو اپنے یہاں لے ائیں (۲(

قاسم بن محمد بن ابی بکر کا بیان ہے:

جب حکومت اموی کے مامورین معاویہ بن خدیج کندی اور عمرو بن عاص نے میرے باپ کو مصر میں مار ڈالا تو ہمارے چچا عبد الرحمن بن ابی بکر گھر ائے اور ہم بھائي بہنوں کو مدینہ لے جانے لگے ، مدینہ پہونچنے سے پہلے عائشہ نے اپنا ایك نمائندہ بھیجدیا تھا تاکہ عبد الرحمن اپنے گھر نہ لے جا سکیں ، ہم لوگ اپنی پھوپھی (عائشہ) کے گھر اگئے انھوں نے ہمارے ساتھ وہی سلوك کیا جو اولاد کے ساتھ والدین کیا کرتے ہیں اور ہمیشہ اپنے زانو پر بیٹھا کر شفقت و

_۱طبری ج۵ ص ۲۰٤ ، عقد الفرید ج٤ ص ۳۲۸ ، یعقوبی ج۲
_۲تذکرۃ الخواص ص ۱۱٤ ، تمہید و البیان ص ۲۰۹

محبت کیا کرتی تھیں ، کافی دنوں تك ایسا ہی چلتا رہا_

ايك دن عائشه نے اپنے بھائي عبد الرحمن كى رفتار كو بدلا ديكھا تو انہوں نے احساس كيا كہ كہيں ا ن كو برا تو نہيں لگ گيا ہے كہ ہم اپنے گھر ميں لے ائيں،

لہذا ايك شخص كو عبد الرحمن كے پاس بھيجا ، جب وه ائے تو عائشه نے كہا اے عبد الرحمن ، جب سے محمد كے فرزندوں كو اپنے يہاں ليكر اگئي ہوں ہم كو احساس ہوتا ہے كہ تم مجھ سے ناراض ہو گئے ہو ، ليكن خدا كى قسم ، ہم نے ان دونوں كو تم سے نہيں چھڑايا ہے اور نہ ہى تم سے كوئي بد گمانى ہے ، بلكہ اسكى وجہ صرف يہ ہے كہ تمھارى كئي بيوياں ہيں اور يہ ابھى كمسن ہيں ، لہذا ميں ڈرتى ہوں كہ كہيں يہ شرارت كرديں تو تمھارى بيوياں ان سے نفرت كرنے لگيں ، اور ميں ان لوگوں سے زيادہ مہربان ہو سكتى ہوں اور ايسے بہت واقعات پيش ائے ہيں ، مجھ سے بہتر كون ان كى سر پرستى كر سكتا ہے _ ہاں _ جب يہ دونوں بڑے ہو جائيں اور اپنا پورا خيال كرنے لگيں تو ميں ان دونوں كو تمھارى كفالت ميں ديدونگى _ تم ا ن كى محافظت حجية بن مضروب كے بھائي كى طرح كرنا ، اسكے بعد پورى داستان بيان كى كہ قبيلہ كنده كا ايك ادمى تھا جب اسكا بھائي مر گيا تو اسكے چھوٹے بچوں كو اسكا بھائي اپنے گھر لے ايا اور اپنے بچوں سے زيادہ ان سے محبت كرتا تھا ، ايك مرتبہ اسكے بھائي كو اچانك سفر در پيش ہوا تو جاتے وقت اپنى بيوى سے كہا كہ بھائي كے يتيم بچوں پر كافى دھيان دينا,

ليكن جب سفر سے واپس ايا تو كيا ديكھا كہ بھائي كے بچے كافى نحيف و لاغر ہو گئے ہيں ، اپنى زوجہ سے كہا كہ لگتا ہے تم نے ان بچوں كى ديكھ بھال صحيح سے نہيں كى تھى اخر وجہ كيا ہے كہ ہمارے بچے صحت مند ہيں اور بھائي كے بچے كمزور و لاغر _ بيوى نے كہا _ ہم نے بچوں كے درميان كوئي فرق نہيں ركھا تھا ان بچوں نے كھيل و شرارت كى بناء پر اپنى حالت ايسى كر ركھى ہے ، حجية بن مضروب اتنا ناراض ہوا كہ جيسے ہى اسكے اونٹ چرانے والے صحراء سے لوٹے تو اس نے ان لوگوں سے كہا يہ تمام اونٹ اور تم لوگ ہمارے بھائي كے بچوں كى ملكيت ميں چلے گئے ہو (۱(

_۱اغانہ ج ۲۱ ص ۱۰ ، اشتقاق ص ۳۷۱

جب ام المومنين عائشه نے محمد بن بكر كے بچوں كو عبد الرحمن كے حوالے كيا تھا تو ان سے سفارش كى تھى كہ ان كا خيال حجية بن مضروب كى طرح

ركھنا اور ان سے اچھا برتائو كرنا نيز ايك لمحے كے لئے بھى ان سے غافل نہ رہنا _

دوسرى علامت عائشه كى خاندانى تعصب كى يہ ہے كہ ، جب عبد الله بن زبير مالك اشتر كے چنگل سے جنگ جمل ميں فرار كر گئے تھے تو عائشه كو ايك نے جا كر اسكى خبر دى تو انھوں نے اسكو دس ہزار درہم ديئے (١(

اس طرح كے نہ جانے كتنے واقعات عائشه كى زندگى ميں پيش ائے جو سارے كے سارے انكى خاندانى تعصب كى بووخو كو ظاہر كرتے ہيں ، اور انھوں نے اس راہ ميں كافى مصيبتوں كا سامنا بھى كيا ہے _ عائشه كے خطبے جو باپ كى مدح ميں ہيں پھر چچا زاد بھائي (طلحہ) كو تخت خلافت پر لانے كى كوشش جسكو ہم نے پہلے تفصيل سے بيان كيا ہے پھر رسول اكرم (ص) سے حديثيں منسوب كر كے اپنے باپ اور انكے جگرى دوست عمر نيز ديگر ارباب سقيفہ جيسے ابو عبيد ہ جراح كے متعلق بيان كيں ہيں يہ سارى كى سارى ام المومنين عائشه كى اس خصلت كى نا خواستہ پذير دليل ہے جو ہم نے ان روايتوں كو اس كتاب كے باب روايت ميں خوب جانچ پڑتال كى ہے_

عائشه كى خطابت

ايك رہبر و ليڈر كے لئے سب سے اہم چيز يہ ھيكہ معاشرے ميں كس طرح بات كى جائے تاكہ انكے دلوں ميں بيٹھ جائے ، اس طرح كے افراد اگر كلام كى نزاكت كو جان جائيں تو معاشره ميں كافى اچھا اثر ڈال سكتا ہے ، اور ساتھ ميں يہ بھى بتا دوں كہ اس ميں مومن ہونا شرط نہيں ہے بلكہ اگر ايك كافر و منافق شخص فن خطابت سے واقف ہے تو معاشرے ميں اپنا اچھا اثر ڈال سكتا ہے_

عائشه اجتماعى اور سياسى شخصيت كے علاوه فن خطابت ميں بھى كافى مہارت ركھتى تھيں _ جب معاويہ اپنے غلام ذكوان كے ساتھ عائشه كے گھر جا رہا تھا تو اس نے كہا:

خدا كى قسم _ ميں نے رسول(ص) اسلام كے بعد عائشه سے زياده كسى كو فصيح و بليغ نہيں پايا (٢(

_١عقد الفريد ج٣ ص ١٠٢
_٢سير اعلام النبلاء ج٢ ص ٢٢٩

اخنف بن قيس كہتا ہے:

ميں نے ابو بكر اور ديگر خلفاء كى تقريريں سنيں مگر عائشه سے اچھى كسى كى تقرير نہيں لگى (١(

ايك دن معاويہ نے زياد سے پوچھا كہ يہ بتائو كہ لوگوں ميں سب سے اچھا مقرر كون ہے_

زياد نے كہا _ امير المومنين اپ ہيں_

معاويہ نے كہا _ پھر قسم كھائو

زياد نے جواب ديا _ چونكہ بات قسم پر اگئي ہے لہذا مجبور ہوں كہ يہ كہوں كہ عائشه سب سے اچھى خطيب ہيں_

معاويہ نے كہا _ عائشه نے جس دروازے كو بند كر ديا اس كو كوئي كھول نہ سكا اور جس كوكھول ديا اس كو كوئي بند نہ كر سكا_

جو كچھ معاويہ اور اخنف بن قيس اور ديگر حضرات نے عائشه كے فن خطابت كے سلسلہ ميں كہا ہے _ ہم اس سے اتفاق نہيں كرتے ہيں ان لوگوں نے مبالغہ سے كام ليا ہے ، كيونكہ ايك طرف يہ لوگ اپس ميں ايك دوسرے كے دوست اور ہم نوالہ و ہم پيالہ تھے ، دوسرى طرف ان لوگوں نے ہميشہ فضائل اہلبيت (ع) كو چھپانے كى كوشش كى ہے_

ليكن جو كچھ اوپر كى عبارتوں سے نتيجہ نكلتا ہے وہ يہ ہے كہ عائشه ايك اچھى خطيب تھيں اور كلام عرب نيز اشعار سے واقفيت ركھتى تھى ، اور اكثر مقامات پر اپنى تقريروں ميں دور جاہليت كا مشہور و معروف لبيد كے اشعار سے استدلال كرتى تھيں_

عائشه خود كہتى ہيں كہ ، ميں نے لبيد كے ايك ھزار بيت ياد كئے تھے جسكو پڑھا كرتى تھى (٢(

مورخين كہتے ہيں:

ايك مرتبہ عائشه نے ايك قصيده زبانى پڑھا جو ساٹھ يا ستر بيتوں پر مشتمل

تھا (۳) ،یہ خود انکی قوت حافظہ کی بہترین دلیل ہے_

وہ اس زمانہ میں جبکہ علم محدود تھا علم طب سے اشنا تھیں ، عروہ بن زبیر جو عائشہ کا بھانجا ہے اس نے اپنی خالہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا ، اگر چہ یہ مبالغہ ارائي ہے مگر عائشہ کی استعداد ذہنی کو ضرور ثابت کرتا ہے ، وہ کہتا ہے میں نے علم طب میں

_۱سیر اعلام النبلاء ج۲ ص ۱۳٤
_۲سیر اعلام النبلاء ج۲ ص ۱۳۸
_۳سیر اعلام النبلاء ج۲ ص ۱۳٦

اپنی خالہ (عائشہ) سے زیادہ کسی کو ماہر نہیں دیکھا ، ایك دن میں نے سوال کیا

اے خالہ _ اپ نے کس سے حکمت سیکھی ہے_

انھوں نے کہا _ میں نے ہمیشہ لوگوں کی باتوں کو غور سے سنا اور جو کچھ ان لوگوں نے کہا اسکو اپنے دماغ میں محفوظ کر لیا (۱(

مورخین لکھتے ہیں

عائشہ پڑھ تو لیتی تھیں لیکن لکھنے سے کوئي واسطہ نہ تھا _(۲(

اخر میں بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ام المومنین عائشہ نے ان تمام خداد اد صلاحیتوں کو حدیث گڑھنے اور حضرت علی (ع) اور انکے اصحاب کو شکست دینے نیز اپنے باپ کی پارٹی (سقیفہ) کو فروغ اور حکومت معاویہ کی مشیزیوں کی طرفداری میں خرچ کیا ، وہ اس فن میں اتنی ماہر تھیں کہ جو حدیثیں جذبات اور احساسات کی خاطر انھوں نے پیغمبر(ص) اسلام سے منسوب کر کے یادگاری چھوڑی ہیں وہ ابوہریرہ اور دیگر حدیث پردازوں کی طرح بد ذائقہ نہیں ہیں ، بلکہ الفاظ فصیح و بلیغ اور چٹ پٹے ہیں ، لہذا انکی گڑھی ہوئي حدیثوں کی شناخت کرنا بہت مشکل ہے_

برادران اہلسنت پیامبر(ص) اکرم کی سیرت کو عائشہ کی ہی روایتوں سے لیتے ہیں جو پا پڑ بیلنے کے مترادف ہے ، کیونکہ جھوٹ اور سچ اور خرافات اپس میں اسقدر مل گئے ہیں کہ اس میں طویل مدت تك چھان بین کرنے کے بعد

انسان حقيقت تك نہيں پہونچ سكتا ہے_

_١سير اعلام النبلاء ج٢ ص ١٣٢
_٢سير اعلام النبلاء ج٢ ص ١٣٢ ، طبقات

عائشه كى زندگى ميں فاخره لباسي

ظہور اسلام سے پہلے عرب كا سارا معاشره مفلوك الحال تھا شہر مكہ ، مدينہ ، اور طائف كے چند بڑے تاجر تھے جو شان و شوكت اور رفاه و اسائشے كے مالك تھے_

جب اسلام كا سورج اپنى تمام جلالت و عظمت كے ساتھ طلوع ہوا تو اس نے سب سے پہلے اپنى كرنوں كو مرده و بے حس عربوں پر ڈالا تاكہ انكى روح اور حس بيدار ہو جائے پھر انكے رہن سہن كو بدلے ، نہ كہ ايك معاشرے كو زرق و برق اور اسرافى بنائے_

اس ميں كہا جا سكتا ہے كہ ايك بے دين طبقہ تھا جو اسلام سے مقابلہ كر رہا تھا تاكہ ان لوگوں كو خراب كر دے_

ادھر پيغمبر(ص) اسلام كى انكھ بند ہوئي اور كچھ لوگوں نے تخت خلافت پر قبضہ كر ليا جس كا نتيجہ يہ ہوا كہ لوگوں نے خود كو بدل ڈالا_

جب عثمان كا زمانہ ايا تو تمام مسائل فراموش ہو گئے اور روم كى پرانى تہذيب اسلامى معاشرے ميں پروان چڑھنے لگى ، اور بزرگان قوم كے گھر مزين نيز لباس فاخره كا رواج اور دولت كى جمع اورى ہونے لگى_

اسلام نے جو معاشرے كو مساوات كا درس ديا تھا اور خدائے وحده لا شريك نے جو قانون بتايا تھا وه سارى ناپيد ہو گئي اور خواہشات نفسانى كا رواج عام ہونے لگا ، اس كتاب ميں بحث كى محور عائشه كى شخصيت ہے جو بعد وفات رسول (ص) اس راه پر چليں ، اور جس طرح ممكن ہوا جاه طلبى كے لئے پيش پيش رہيں تاكہ لوگ انكو ثروتمند سمجھيں ، اور ہم نے جو كچھ انكى گڑ ھى ہوئي حديثيں نقل كيں ہيں نيز اركان خلافت سے جو رابطہ تھا يہ تمام كے تمام عائشه كى اسى صفت كى جلوه نمائي كرتى ہيں ، اب دوسرے نمونے جو انكى دولت كے ہيں اسكو بيان كرتا ہوں_

عائشه اس زمانے میں بھی جب مسلمانوں کی عورتیں نیز ازواج رسول (ص) سادگی کے ساتھ رہتی تھیں ، زرق و برق لباس پہنا کرتی تھیں ، اور رنگ برنگ کے زیور ات پہنتی تھیں ، حتی اپ نے ایام حج میں بھی قیمتی زیورات کو نہیں اتارا کہ جہاں پر انسان اس عبادت کو انجام دینے میں تمام مادی چیزوں کو بھلا بیٹھتا ہے_

ام المومنین عائشه کے قیمتی اور رنگ برنگ لباس پہننے کے سلسلے میں اپنے دعوے پر دلیلیں پیش کروں گا_

١٥٢

صاحب طبقات عائشه کے بھتیجے قاسم سے نقل کرتے ہیں_

میری پھوپھی (عائشه) زرد رنگ کا لباس نیز سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھیں _

عائشه کا بھانجا عروہ کہتا ہے:

میری خالہ (عائشه) کے پاس ایك ریشمی اوڑھنی تھی جسکو کبھی کبھار اوڑھا کرتی تھیں یہ اوڑھنی عبد الله بن زبیر نے دی تھی _(١(

ایك مسلمان عورت شمسیہ نام سے روایت کرتی ہے کہ ، ایك روز عائشه کے یہاں میں گئي تو کیا دیکھا کہ اپ زرد رنگ کا پیراہن نیز اسی رنگ کی اوڑھنی زیب تن کئے ہوئي ہیں _(٢_(

محمد بن اشعث جو قبیلہ کندہ کا سردار تھا اس نے عائشه کے پاس ایك شال تحفے میں بھیجی جس کوسردی میں اوڑھا کرتی تھیں_

امینہ کا بیان ہے کہ ایك روز میں نے عائشه کو سرخ رنگ کی چادر اور سیاہ رنگ کا مقنعہ پہنے ہوئے دیکھا تھا _(٣(

معاذ قبیلہ عدی کی عورت نقل کرتی ہے کہ _ میں نے عائشه کو ایك روز پیلے رنگ کا برقع اوڑھے دیکھا تھا (٤(

بکرہ بنت عقبہ کہتی ہے ، ایك دن عائشه کو مضرج رنگ کا جمپر پہنے دیکھا ، لوگوں نے پوچھا مضرج کیا ہے اس نے جواب دیا ، ارے وہی تو ہے جس کو تم لوگ

پھول کا رنگ کہتے ہو (۵(

قاسم بن محمد بن ابی بکر نقل کرتا ہے:

عائشہ نے زرد رنگ کے لباس سے احرام باندھا نیز سونے اور رنگین کپڑے پہن کر اعمال حج کو انجام دیا تھا (٦(

عبد الرحمن بن قاسم اپنی والدہ سے نقل کرتا ہے کہ میری ماں نے عائشہ کو شوخ سرخ رنگ کے لباس میں دیکھا در انحالیکہ وہ حالت احرام میں تھیں (٧(

عطا ء کہتا ہے کہ ہم عبید ہ بن عمیر کے ہمراہ عائشہ کے یہاں گئے ، یہ کوہ ثبیر کے مسجد کی اس وقت مجاوری کرتی تھیں ، لہذا

_١طبقات ج٢ ص ٧٣
_٢طبقات ج٢ ص ٦٩
_٣طبقات الکبری ج٨ ص ٧٣_٦٩
_٤سیر اعلام النبلاء ج٢ ص١٣٢
_٥طبقات ، سیر اعلام النبلائ
_٦طبقات ، سیر اعلام النبلاء
_٧طبقات الکبری عائشےہ کے شرح حال میں

ان کے لئے ایك خیمہ نصب کر دیا گیا تھا ، چونکہ میں اس وقت بہت چھوٹا تھا لہذا ام المومنین عائشہ نے صرف ایك چادر اوپر سے اوڑھ لی تھی ، ہم نے انکو سرخ رنگ کے لباس پہنے ہوئے دیکھا تھا (١(

بخاری تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ مزید بیان کرتے ہیں:

لوگوں نے عطاء سے پوچھا کہ عائشہ کیا پہنے ہوئے تھیں ، اس نے کہا ، وہ ترکی خیمہ میں تھیں اور صرف چادر اوڑھ رکھی تھی ہمارے اور انکے درمیان صرف چادر کا فاصلہ تھا میں نے عائشہ کو سرخ رنگ کے لباس میں دیکھا تھا (٢_(

مسئلہ رضاعت میں ، عائشہ کا نرالا فتوا

عائشہ اپنے باپ کے زمانے سے لیکر عصرمعاویہ تك سوائے حکومت علوی (ع) کے مذہبی مسائل میں مرجع وقت تھیں _ اور خلفاء ان سے مختلف مسائل میں انکی رائے کو معلوم کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ دیگر ازواج رسول (ص) سے زیادہ مورد توجہ تھیں ، اور انکے گھر میں سوال کرنے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا ،

پھر اپ نے پہلے یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ دیگر ازواج مطہرات میں وہ تنہا تھیں جنھوں نے اپنی ساری زندگی کو زمانے کی سیاست میں گذارا تھا ، اور وہ تمام خونریزیاں جو اپ نے ملاحظہ فرمائیں وہ دیگر ازواج رسول (ص) نے نہیں کی تھیں _

شاید یہی وہ باتیں تھیں جنکی وجہ سے اپ نے حدیث رسول (ص) کی تاویل کرتے ہوئے ایك فتوا ٹھونك دیا جس پر دیگر ازواج رسول (ص) نے اعتراض کیا_

مسند احمد میں حدیث یوں بیان ہوئي ہے

عائشه فرماتی ہیں کہ سہیلہ بنت سہیل بن عمر نے جو ابو حذیفہ کی بیوی تھی رسول) ص) اکرم سے سوال کیا کہ ابو حذیفہ کا ازاد کردہ غلام سالم ہمارے گھر میں اتا ہے اور میں اس سے پردہ نہیں کرتی ہوں ، کیونکہ ابو حذیفہ نے اسکو اپنا منھ بولا فرزند بنا لیا ہے ، جس طرح رسول (ص) نے زید کو اپنا فرزند بنا لیا تھا ، جس پر یہ ایت نازل ہوئي تھی " ادعوهم لابائهم هوا قسط عند الله " سورہ احزاب ایہ ٥

_١طبقات الکبری عائشہ کے شرح حال میں
_٢بخاری باب طواف النساء میں باب حج ج١ ص ١٨٠

ترجمہ ایت : (ان بچوں کو انکے باپ کے نام سے پکارو کہ یہی خدا کی نظر میں انصاف سے قریب تر ہے(

پیغمبر اسلام (ص) نے سہیلہ سے فرمایا:

تم ازاد کردہ غلام اور منھ بولے فرزند کو پانچ مرتبہ شیر دیدو تاکہ وہ تمھارا فرزند رضاعی اور تمھارا محرم ہو جائے_

عائشه نے اس روایت سے (جسکی راوی بھی خود ہیں) استدلال کیا اور اپنی بہنوں اور بھانجیوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اپنا دودھ پلائو چاہے جوان ہی کیوں نہ ہو ، تاکہ جو لوگ (عائشه) سے ملنے کے مشتاق ہوں دودھ پلانے کی وجہ سے محرم ہو جائیں ، اور اطمینان کے ساتھ انکے گھر میں امد و رفت کریں ، مگر ام سلمی اور دیگر ازواج رسول) ص) نے اپنی بہنوں کو اس کام سے منع کیا اور ان لوگوں نے کہا کہ ، مسئلہ رضاعت کا تعلق کمسنی سے ہے اور عائشه نے

اپنی طرف سے فتوا گڑھا ہے ، اور رسول خدا (ص) نے جو حکم دیا تھا شاید وہ صرف ابو حذیفہ کے غلام کے لئے ہوگا نہ کہ تمام لوگوں کے لئے۔ (۱)

صحیح مسلم میں اس واقعے کی چھہ طریقوں سے روایت ہوئي ہے اخری روایت کے الفاظ یوں ہیں ، ازواج رسول نے عائشه سے کہا ، خدا کی قسم ، رسول(ص) خدا نے جو سالم کو اجازت دی تھی اسکے سلسلے میں ہم لوگ جانتے ہیں اور یہ حکم صرف اسی سے مخصوص تھا لہذا ہم لوگ دودھ پلا کر کسی کو اپنا محرم نہیں بنائیں گے (۲(

سالم بن عبد اللہ بن عمر ، ان میں سے ہے جس نے عالم جوانی میں کئي مرتبہ دودھ پیا عائشه کے یہاں امد و رفت کرنے لگا۔

صاحب طبقات لکھتے ہیں:

ام المومنین عائشه نے سالم کو اپنی بہن ام کلثوم جو عبد اللہ بن ربیعہ کی بیوی تھی کے پاس بھیجا تاکہ پہلے ان کا دودھ پئے پھر عائشه کے پاس اکر حدیث سنے (۳(

صحیح مسلم نے جو حدیث بیان کی ہے وہ تمام دیگر ازواج رسول (ص) اور ام سلمی کی مسئلہ رضاعت میں تائید کرتی ہے۔

عائشه کہتی ہیں کہ ، ایك دن رسول(ص) اسلام گھر میں ائے تو میرے پاس ایك شخص کو بیٹھا دیکھا رسول اکرم (ص) بہت ناراض

۱_مسند احمد ج۱ ص ۱۹۵
۲_مسند احمد ج٦ ص ۲۷۱
۳_صحیح مسلم ج٤ ص ۱۷۰ ، سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۹۵۷

ہوئے اور اپکا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا ، میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ میرا رضاعی بھائي ہے ، رسول خدا نے کہا ،" انظر اخوتکن من الرضاعة ، فانما الرضاعة من المجاعة(۱) "

صحیح مسلم کے شارح نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"انظر اخوتکن" اس سلسلے میں تمہیں غور کرنا چاہیئے کہ یہ رضاعت قانون

اسلام کے تحت انجام دی گئي ہے یا نہیں ؟

کیونکہ شیر خوارگی کا تعلق کمسنی سے ہے ، اور اسی طرح ضروری ہے کہ المجاعة ، کے معنی بھوك کے لئے جائیں ، یعنی ، یہ رضاعت باعث حرمت ازدواج اس صورت میں ہو گا کہ بچہ اتنا کمسن ہو کہ اس دودھ کے ذریعہ اسکی بھوك ختم ہو گئي ہو اور دیگر غذائوں کی احتیاج نہ ہو ، درانحالیکہ ایك جوان خالی دودھ سے سیر نہیں ہو سکتا ہے اور نہ اسکی بھوك ختم ہو سکتی ہے بلکہ اسکو روٹی وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

لہذا اگر ایك جوان ایك عورت کا دودھ پی لے تو اسکا فرزند رضاعی اور برادر رضاعی نہیں ہو سکتا ہے ، بلکہ صرف کمسنی (دو سال) میں دودھ پینے سے محرمیت پیدا ہوتی ہے۔

سنن ترمذی میں یہ عبارت نقل ہوئي ہے کہ " لا یحرم من الرضاع الّا ما فتق الامعاء " یعنی رضاعت اسوقت موجب حرمت ازدواج ہو گی جب بچپنے میں عورت کا دودھ غذا کی جگہ ہو ، یا دوسرے لفظوں میں شیر خوار گی اس وقت حرمت کی باعث بنے گی جب طبق معمول دودھ پلایا جائے ، پھر نووی مزید لکھتے ہیں ، یہ مسئلہ فقہی کتابوں میں بہت مشہور ہے البتہ اس میں اختلافات بہت پائے جاتے ہیں (٢(

ہم نے اخری روایت کو جو نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور سنن ترمذی نے ام سلمی سے نقل کیا ہے اسکا تتمہ یہ ہے " الّا ما فتق الامعاء فی الثدی و کان قبل العظام(٣) "

ترمذی مزید لکھتے ہیں:

یہ حدیث صحیح ہے اور اکثر اصحاب کرام اور علمائے عظام اور دیگر حضرات نے اسی قول رسول(ص) کی روشنی میں عمل کیا ہے

_١طبقات ابن سعد ج ٨ ص ٤٦٢ ، بخاری ج٣ ص ١٦٢ ، الموطا ء ج٣ ص ١١٤
_٢صحیح مسلم ج٤ ص ١٧٠ ، مسند احمد ج٦ ص ١٧٦ ، ابن ماجہ حدیث نمبر ١٩٤٥
_٣صحیح مسلم ج٤ ص ١٧٠

اور ان لوگوں کا حکم رسول (ص) کے مطابق نظریہ یہ ہے کہ ، اگر بچے کے

ابتدائي دو سال میں کوئي دودھ پلائے تو وہ بچہ محرم ہو جائے گا ، لیکن اگر دو سال کے بعد کوئي دودھ پلائے تو حرمت پیدا نہ ہو گی ، یہ حدیثیں عائشه کے نظریہ کو رد کرتی ہیں ، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے دیگر ازواج رسول (ص) نیز دوسری حدیثوں سے ٹکر لینے کے بجائے اپنی مشکلات کی عقدہ کشائي کے لئے قران سے ایك ایت ڈھو نڈھ نکالی اور اسکے ذریعہ اپنے اکلوتے فتوے کو پروان چڑہاتی رہیں۔

عائشه کہتی ہیں ، ایك ایت رضاعت کے سلسلے میں نازل ہوئي تھی ، جس میں محرمیت کے لئے دس مرتبہ دودھ پینے کو کافی جانا ہے اور یہ ایت حیات رسول(ص) میں ایك پتّہ پر لکھ کر تخت کے نیچے ڈالدی تھی ،جب رسول(ص) اسلام بیمار ہو گئے اور ہم لوگ انکی تیمار داری میں مشغول تھے تو اچانك ایك بکری گھر میں گھس گئي اور لکھے ہوئے پتے کو جس پر یہ ایت لکھی تھی کھا گئي (١(

دوسری روایت جو عائشه سے مسلم نے نقل کی ہے:

عائشه فرماتی ہیں ، قران میں یہ ایت (عشر رضعات معلومات یحرمن) موجود تھی ، پھر یہ ایت (خمس معلومات) سے منسوخ ہو گئي ، پھر بھی اس ایت کی بعد وفات رسول (ص (تلاوت ہوتی رہی۔

عالم اہلسنت اور صحیح مسلم کے شارح نووی کہتے ہیں:

اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ عشر رضعات خمس معلومات سے منسوخ ہوئي ، جو رسول اکرم) ص) کی اخری زندگی میں نازل ہوئي تھی ، اور بعض لوگ (عشر رضعات کو) قران کی ایت سمجھ کر تلاوت کرتے رہے اور انکو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ ایت منسوخ ہو گئي ہے۔

اس کے بعد نووی ،شافعی اور مالکی فقہی نظریہ کے اختلاف کو بیان کرنے کے بعد قول مالکی کو بیان کرتے ہیں کہ ایك ادمی کے کہنے سے الفاظ و ایات قرانی ثابت ہو جائے گی۔

پھر قاضی عیاض کی بات کو نقل کیا ہے کہ ،جوانوں نے جو دودھ پیا ہوگا وہ اس طریقے سے کہ عورتوں نے اپنے شیر کو پیالے میں نچوڑ کر انکو پلایا ہوگا نہ کہ پستان میں منھ لگا کر (٢(

_۱صحیح مسلم ج۱۰ ص ۳۰ _ ۲۹
_۲عقد الفرید ج٤ ص ۱۵ ، شرح نہج البلاغہ ج۳ ص ۷

ام المومنین عائشہ مسئلہ رضاعت میں تمام ازواج رسول(ص) کی مورد انتقاد بنی رہیں پھربھی اپنے نرالے فتوے پر عمل کرتی رہیں_

عائشہ کی زندگی کے چند گوشے

عائشہ اپنی ساری زندگی تاریك و بھیانك ماحول اور مشکلات میں گذارنے کے باوجود اپنی ذہانت و فطانت سے مزاج کلام اور طنز کو خوب سمجھتی تھیں ، اس سلسلہ میں تاریخ کے دامن میں ان کے واقعات یادگاری حیثیت سے اج بھی موجود ہیں_

ابن عبد ربہ اپنی مشہور کتاب عقد الفرید میں لکھتے ہیں:

ایك روز حسن (ع) بن علی (ع) معاویہ کے پاس گئے عبد اللہ بن زبیر اور ابو سعید بن عقیل پہلے ہی سے وہاں بیٹھے ہوئے تھے ، جیسے ہی امام حسن (ع) تشریف فرما ہوئے معاویہ نے پوچھا ، اے ابا محمد (ص) علی (ع) و زبیر میں کون بڑا تھا_

امام (ع) نے جواب دیا ، سن کے اعتبار سے دونوں برابر تھے لیکن عظمت و منزلت کے اعتبار سے علی (ع) بڑے تھے_

عبد اللہ بن زبیر نے کہا ، خدا زبیر پر اپنی رحمت نازل کرے_، امام علیہ السلام اس بات پر مسکرائے اور اس کے پس منظر میں معاویہ کی سیاست کو بھانپ لیا ، لیکن ابو سعید بن عقیل غصے میں اکر کہنے لگے کہ ، علی (ع) و زبیر کی باتوں کو چھوڑو ، علی) ع) نے لوگوں کو اس امر کی طرف دعوت دی جسکے خود امام و پیشوا تھے لیکن زبیر نے لوگوں کو اس طرف بلایا جس کی ریاست و پیشوائي کا عہدہ ایك عورت کی گردن پر تھا ؟

جس گھڑی دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ ہوئي تو زبیر نے جنگ سے فرار اختیار کیا اور قبل اسکے کہ حق کی پیروی کرتے ایك شخص نے ان کو مار ڈالا اگر زبیر کا مقابلہ ان کے قاتل سے کیا جائے تو بھی وہ اس سے ایك بالشت چھوٹے ہی نظر ائیں گے ، قاتل نے ان کے سر کو تن سے جدا کیا پھر امام (ع) (

علی (ع)) کی خدمت میں تحفةً پیش کیا ، مگر امام (ع) کا کردار جس طرح لشکر رسول (ص) میں تھا اسی طرح اس دن بھی تھا پس خدا علی (ع) پر رحمت نازل کرے نہ کہ زبیر پر ؟

عبد اللہ بن زبیر نے کہا ، خدا کی قسم ، اگر تمھارے علاوہ کوئي اور ہوتا تو میں اس کو بتا دیتا ، ابو سعید نے کہا ، امام حسن نے تمھارا خیال صرف اس لئے کیا کیونکہ تم سن میں بڑے ہو اور یہی وجہ ہے کہ انھوں نے تم کو جواب نہیں دیا لہذا میں مجبور ہوا کہ تمھارا جواب دوں_

١٥٨

اس قضیہ کی خبر عائشه تك پہونچی ، ایك روز ابو سعید کا گذر ان کے گھر کی طرف سے ہوا ، انھوں نے بانك لگائي ، اے احول _ اے خبیث _ ایا تم وہی ہو جس نے میرے بھانجے کو برا بھلا کہا ہے_

ابو سعید نے اس اواز پر چاروں طرف نگاہ دوڑائي مگر جب کسی کو نہیں پایا ، تو انہوں نے باواز بلند کہا کہ ، شیطان تمھیں دیکھ رہا ہے مگر تم اسکو دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتے ہو_

چونکہ اواز عائشه نے دی تھی لہذا اس جواب پر خوب ہنسیں اور کہنے لگیں ، خدا تمہاری مغفرت کرے ، تیری زبان کتنی تیز و تند ہے (١(

اگر اپ نے مذکورہ واقعہ پر غور کیا ہوگا تو معلوم ہوا ہوگا کہ معاویہ کی چال یہ تھی کہ امام حسن (ع) کو زبیر کے بیٹے سے ٹکرا کر بغض و کینہ کی اگ لگا دے ، اور اسکی ہمیشہ یہی سیاست رہی کہ ایك سردار کو دوسرے کے خلاف بھڑکا دے ، اور ایسا ہی اس واقعہ میں ہوا کہ عبد اللہ بن زبیر معاویہ کے دام فریب میں اگئے تھے ، لیکن امام) ع) معاویہ کی کامل شناخت رکھتے تھے ، لہذا اسکے جال میں نہیں ائے ، اور اسی واقعہ میں اپ نے عائشه کا کردار بھی ملاحظہ فرمایا اگر عائشه کی ساری زندگی کے واقعات کو ایك جملہ میں سمیٹا جائے تو یہ ہوگا کہ ، اپنوں سے دوستی اور دشمن کے مقابلہ میں دشمنی ، عائشه کی زندگی میں ایسے واقعات نہ جانے کتنی مرتبہ پیش ائے ہیں ، جنھیں خود احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

عمار یاسر کے ساتھ مالك اشتر عائشه کے گھر گئے ، جب گھر میں داخل

ہوئے تو عمار یاسر نے ام المومنین کہہ کر خطاب کیا ، عائشہ نے کہا ، میں تمہاری ماں نہیں ہوں ، عمار نے پوچھا ، اپ ہماری ماں کیوں نہیں ہیں اور اس سے کڑا ہتی کیوں ہیں_

عائشہ نے سوال کیا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے ، عمار نے کہا ، مالك اشتر ہیں

عائشہ نے مالك اشتر سے کہا کہ ، تم وہی مالك اشتر ہو جو میرے بھانجے کو قتل کرنا چاہتے تھے_

مالك اشتر نے کہا _ جی ہاں _ وہ مجھے قتل کرنا چاہتا تھا لہذا میں بھی ایسا ہی کرنا چاہتا تھا_

عائشہ نے کہا _ اگر تم اسکو مار ڈالتے تو ہر گز نیك و صالح نہ ہوتے کیونکہ میں نے پیغمبر(ص) اسلام سے سنا ہے کہ اپ (ص) نے

_١مسند احمد ج٦ ص ٢٠٥

فرمایا: تین صورتوں میں مسلمان کو قتل کرنا جائز ہے ، اگر کوئي قتل کرے تو ا س کو قتل کرنا جائز ہے یا کوئي شخص بیوی رکھنے کے باوجود زنا کرے تو خون بہانا جائز ہے یا مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے تو اسکو مار دینا چاہیئے (١(

یہاں پر بہتر ہے کہ ہم عائشہ سے سوال کریں کہ ، اے ام المومنین ، اپ نے اس قول رسول(ص) کو اپنے بھانجے کے سلسلہ میں کیوں نہیں یاد رکھا کہ جس نے مالك اشتر جیسے نیك انسان کو قتل کرنا چاہا ؟

کیا مسلمان کے قتل کی حرمت صرف عبد اللہ بن زبیر سے مخصوص تھی ، اور جو ہزاروں بے گناہ مسلمان خواہشات نفسانی کے تحت جنگ میں مارے گئے کیا اس حکم میں شامل نہیں تھے ، یا انکے خون خدا و اسلام کی نظر میں بے وقعت تھے_

عائشہ کی زندگی کا ایك اور واقعہ جو ابھی تك تاریخ میں موجود ہے جس کو ابن عبد ربہ نے عقد الفرید میں یوں نقل کیا ہے_

جنگ جمل کے بعد ایك دن عبد القیس کے قبیلے کی عورت ام اوفی عبدیہ

جسکے قبیلہ کے ہزاروں مشہور افراد جیسے حکیم بن جبلہ اسی جنگ میں مارے گئے تھے ، عائشه کے پاس گئي اور ان سے کہا ، اے ام المومنین اس ماں کے بارے میں اپکا کیا خیال ہے جس نے اپنے چھوٹے بچوں کو قتل کر دیا ہو_

عائشه نے کہا ، اس پر جہنم کی اگ واجب ہے

ام اوفی نے کہا ، اپ اس ماںکے سلسلے میں کیا فرماتی ہیں جس نے اپنے بیسوں هزار چھوٹے بڑے لوگوں کو خاك و خون میں غلطاں کر دیا ہو_

عائشه یہ سنکر چیخنے لگیں اور کہا ، اس دشمن خدا کو گھر سے نکالو _(۲(

جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ جنگ جمل کے تمام ہولناك واقعات عائشه کے دل و دماغ پر مثل پہاڑ کے بوجھ بنے ہوئے تھے اور وه انکی زندگی میں کبھی ختم نہیں ہوئے جو انکی ندامت و پشیمانی کی علامت ہے ، نیز اسکے بعد جو باتیں پیش کروں گا شاید اسی سے مربوط ہوں گی_

جنگ جمل کے واقعات ایك طرف عائشه کے لئے کبیده خاطر ہو رہے تھے تو دوسری طرف امویوں کے لئے مسرت و خوشحالی کے باعث بن رہے تھے اور یہ لوگ ہر دن کسی نہ کسی بہانے سے ضرور یاد کرتے تھے نیز جنگ جمل کے

_۱عقد الفرید ، عیون اخبار ج۱ ص ۲۰۲
_۲عقد الفرید ج۲ ص ٤۵۵

واقعات کو ہوا دینے کے لئے مدد بھی کرتے تھے_

ابن عبد ربہ کا بیان ہے کہ بصره سے یزید بن منیہ معاویہ کے پاس گیا ، یہ یعلی بن منیہ کا بھائي اور رئیس بصره نیز جنگ جمل کا ایك سردار تھا اور جس اونٹ پر عائشه بیٹھ کر جنگ کی سربراہی کر رہی تھیں اسکی مہار اسی نے پکڑی تھی ، پھر یعلی کی معاویہ سے رشتہ داری یوں تھی کہ اسکی بیٹی معاویہ کے بھائي عتبہ بن ابو سفیان سے بیاہی تھی_

جب یزید بن منیہ نے اپنی مشکلات کو معاویہ سے بیان کیا تو اس نے کعب سے کہا کہ اسکو بیس ہزار دینار دیدو ، جب وه رقم لیکر جانے لگا تو معاویہ نے پھر دستور دیا کہ چونکہ جنگ جمل میں شریك ہوا تھا لہذا تیس ہزار دینار اور دیدو

)۱)

ایك روز عمر و عاص نے عائشه سے كہا كہ ، كتنا اچھا ہوتا كہ اپ جنگ جمل میں مارڈالی گئي ہوتیں ، عائشه نے كہا _ اے یتم كیوں ؟

عمرو عاص نے جواب دیا ، اگر اپ مر گئي ہوتیں تو ہم لوگوں كو لشكر علوی (ع) سے ٹكڑانے كا اچھا بہانہ مل جاتا (۲(

عائشه اور عمر و عاص كے ما بین دوسری جھڑپ كو تاریخ یوں بیان كرتی ہے_

ایك روز عائشه كے گھر امیر المومنین (ع) كے ہاتھوں ذوالثدیہ كے مارے جانے كا تذكرہ چھڑا ، راوی كہتا ہے كہ ام المومنین نے مجھ سے كہا كہ اگر تم كوفے جانا تو ہمارے لئے ان گواہوں كو لیتے انا جنھوں نے اسكو مارتے ہوئے دیكھا تھا ، میں كوفہ پہونچا اور شہر كے ہر گروہ سے دس افراد كو لیا اور عائشه كی خدمت میں پہونچا دیا ، جب انہوں نے ان گواہوں كو دیكھا تو كہا ، عمر و عاص پر خدا كی لعنت ہو ، اس نے یہ كہا تھا كہ میں نے چھاتی والے انسان كو مصر میں مارا ہے)۳)

ابن كثیر اس واقعہ كو نقل كرنے كے بعد لكھتا ہے كہ عائشه نے سر جھكا كر خوب گریہ كیا ، جب گریہ ختم ہوا تو كہنے لگیں ، خدا علی (ع) پر رحمت نازل كرے كیونكہ وہ ایك لمحہ بھی حق سے جدا نہیں ہوا ہمارے اور ان كے درمیان جو چپقلش اور درارپڑی تھی وہ ایسی ہی تھی جیسے ایك بیاہی عورت كی سسرال والوں سے ہوتی ہے_

سوچنے كی بات یہ ہیكہ اخر عمر و عاص نے ایسا جھوٹا دعوا كیوں كیا اور اپنے كو ذو الثدیہ كا قاتل كیوں بتایا_

_۱تاریخ كامل ج۱ ص ۱۵۱
_۲مستدرك ج٤ ص ۱۳، سیر اعلام ج۲ ص ۱٤۱
_۳ابن كثیر ج۸ ص ۳۰۳

یہ بات اس وقت واضح ہوگی جب رسول(ص) كی حدیثوں كو ملاحظہ كیا جائے جن كو محدثین اور مورخین نے ذوالثدیہ كی مذمت اور اسكے قاتل كی مدح و ستائشے میں نقل كی ہیں ، ان حدیثوں كی وجہ سے عمر و عاص ذوالثدیہ كے

قتل کا سہرا اپنے سرپر باندھنا چاہتا تھا_

عائشہ کی زندگی کے واقعات کی جانچ پڑتال ختم کرنے کے بعد میں چاہتا ہوں کہ معاویہ کے حالات زندگی کی کرید کی جائے تاکہ جعل حدیث کے اسباب سامنے ائیں نیز اس بحث میں عائشہ کا اہم کردار بھی سامنے ائے گا_

ہماری یہی کوشش ہے کہ وہ تمام جھوٹی حدیثیں جو اسلام کی سر نگونی کی علامت بن گئیں ہیں ان پر تنقید کی جائے تاکہ اسلام کا اصل چہرہ سامنے اجائے_

فصل ششم

معاویہ کی زندگی پر ایك طائرانہ نظر

دور جاہلیت میں امیہ اور بنی امیہ، ہاشم اور بنی ہاشم کی ریاست و بزرگی پر بہت حسد کرتے تھے اس حسد سے نہ جانے کتنے نا خوشگوار واقعات رونما ہوئے لیکن اسلام سے پہلے امویوں کی بنی ہاشم سے اتنی سخت گھماگھمی نہیں تھی ، جیسے ہی زمانے نے کروٹ لیا اور عبد المطلب بن ہاشم کے پوتے نے دنیا ئے انسانیت کو اسلام کے نام سے ایك دین تحفہ میں دیا ، اسی وقت سے امیہ کا پوتا ابو سفیان نے قریش و اسلام کے خلاف جنگ کرنے کا بیڑا اٹھا لیا ، اکثر مقامات پر اسلام کے خلاف مشرکین مکہ کی ریاست و سربراہی کرتے ہوئے ابو سفیان نے اپنی تمامتر قوتوں کے ساتھ کمزور و ضعیف مسلمانوں کو اذیتوں اور شکنجوں میں مبتلا کیا ، اور جہاں تك ممکن تھا ان لوگوں کو ایذا ء پہیونچائي_

لیکن حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے اخر خدا وند عالم نے اپنے رسول (ص) کی مدد و نصرت کر کے مکہ کو فتح کرو ایا اور رسول اسلام (ص) نیز مجاہدین اسلام کے لئے مکہ میں انے جانے کا راستہ ہمیشہ کے لئے کھول دیا_

فتح مکہ کے بعد قریش کے علاوہ کوئي دوسرا قبیلہ نہ تھا جس نے اپنے دامن پر تا ابد ازاد شدگان کا ذلیل و حقیر کا ٹائیٹل لیا ہو ، ابو سفیان کی ریاست بت عرب کی طرح چور چور ہوگئي اور عصر جاہلیت کے ضعیف و ناتواں ، عمار ، ابوذر ، بلال ، جیسے افراد سیاسی و معاشرتی حقوق کے علمبردار بن گئے ، ایك روز ابو سفیان کا ان لوگوں کی طرف سے گذر ہوا انھوں نے اس کو دیکھ کر کہا کہ خدا

کی تلوار اس دشمن خدا پر نہ پڑ سکی_

ابو سفیان نے اتنی عمر پائي کہ خلافت ابو بکر کا زمانہ دیکھا اس دور میں اسکی خلیفہ وقت سے مڈ بھیڑ ہو گئي تو خلیفہ کے باپ (قحافہ) تعجب میں پڑ گئے ، خلیفہ نے اپنے باپ سے یوں استدلال کیا ، اے پدر بزرگوار ، خدا نے ہمارے خاندان کو اسلام کی خاطر سر بلند فرمایا ہے اور اسکے خاندان کو پستی میں ڈالدیا ہے_

ابو سفیان نے عمر بن خطاب کا دور دیکھا اس زمانہ میں ایك روز خلیفہ وقت عمر نے شہر مکہ میں اسکو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر اینٹوں کو رکھے_

دوسری مرتبہ خلیفہ وقت نے ابو سفیان کے سر پر تازیانہ مارا ، جب اسکی خبر بیوی تك پہونچی تو بہت ناراض ہوئي اور

خلیفہ سے غصے میں کہا ، خدا کی قسم ، اگر دور جاہلیت میں اسکو چھڑ ی مارتے تو تمھارے پائوں سے زمین نکل جاتی _ خلیفہ نے جواب دیا ، تم سچ کہتی ہو ، مگر کیا کیا جائے خدا وند عالم نے ایك گروہ کو اسلام کی وجہ سے عزیز و بلند اور دوسرے گروہ کو اسلام نے ذلیل و پست کر دیا_

زمانہ گذرتا رہا ، یہاں تك کہ خلیفہ عثمان بن گئے ، اس دور میں بار دیگر اموی اقتدار میں اگئے اور بچوں کی طرح حکومت سے کھیلنے لگے ، اور تمام شہروں پر بنی امیہ کی ایك ایك فرد حکومت کرنے لگی ، اور وہ اپنے تاج و تخت پر بہت ناز کرنے لگے ، یہی وہ زمانہ ہے جس میں متقی و صالح اصحاب رسول (ص) بار دیگر کمزور اور اذیتوں میں مبتلا ہوگئے ، اور عمار جیسے نیك و صالح پر ظلم و ستم کا پہاڑ توڑ ا جانے لگا اور ابو ذر و مالك اشتر جیسوں کو چٹیل میدان میں جلا وطن کیا جانے لگا_

امویوں کے دل و دماغ غرور و نخوت سے اتنے بھر گئے تھے کہ ایك اموی نے کہا کہ عراق کی سر سبز و شاداب زمین قریش کے باغوں میں سے ایك باغ ہے ، ان تمام ظلم و ستم اور غرور و تکبر نے بلاد اسلامی کو ایسا گھیرا اور فتنہ و اشوب کے طوفان نے ایسا چکر میں لیا کہ اموی خلیفہ اپنے گھر ہی میں مار ڈالے

گئے ، اس سخت تجربے اور پئے در پئے نا کامیوں کے بعد مسلمانوں نے مہار خلافت کو امویوں سے چھین کر بنی ہاشم کے ہاتھوں میں دیدیا تاکہ عدالت علوی کی حکومت قائم ہو جائے ، جیسے ہی مسلمانوں نے اس کام کو انجام دیا دوبارہ مدینہ کے اندر امویوں نے طوق ذلت اور قریش کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا _ لیکن سر تسلیم خم کرنے کے بعد بھی سکون سے نہیں بیٹھے بلکہ ہر روز کسی نہ کسی بہانے سے حکومت علوی (ع) کے خلاف محاذ ارائي کرتے رہے تاکہ خلافت عثمان کے زمانے میں دل حکومت کرنے کی جو چٹکیاں لے رہا تھا اس کی امید بندھ جائے امام(ع) کی حکومت کے خلاف رفتہ رفتہ اتش جنگ اتنی بھڑك اٹھی کہ بصرہ خون میں ڈوب گیا پھر بھی انکو کوئي فائدہ نہ ہو سکا_

ان تمام ادوار میں معاویہ جو عمر کے زمانے سے شام کی امارت کو سنبھالے ہوئے تھا ہر دن اپنی حکومت کو وسیع و عریض کرنے کی تاك میں لگا رہتا تھا_

اسی لئے معاویہ نے امام (ع) کو خط لکھ بھیجا اور اس میں حکومت مصر و شام کا مطالبہ کیا ، جب انحضرت (ع) نے نا مساعد جواب دیا تو خون عثمان کے نام پر ہزاروں لوگوں کو اکٹھا کر کے امام علیہ السلام سے جنگ کرلی جب جنگ سے کامیابی نہیں ملی تو معاملہ حکمیت پر جا کر روکا حکمیت کے بعد شام واپس ایا تو لٹیروں کو مسلسل بلاد اسلامی میں بھیجتا رہا تاکہ بے گناہ مسلمانوں کی

عورتوں کو اسیر بنائیں اور چھوٹے بڑے کو قتل کر کے گھروں میں اگ لگا دیں ، ان لٹیروں نے تقریباً تیس ہزار مسلمانوں کو تہ تیغ کیا اور دیگر مامورین نے بھی اپنے ہاتھوں سے بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتارا_

حضرت علی (ع) کی شہادت کے بعد معاویہ نے امام حسن (ع) کی بیعت نہیں کی اور ایك بڑے لشکر کے ساتھ عراق اگیا اور امام (ع) کے محافظ و اصحاب کو سکّوں کی لالچ دیکر خرید نا شروع کر دیا اور انکو خرید کر امام (ع) پر حملہ کروایا_

جب امام (ع) نے اپنے سپاہیوں کی جنگ سے کنارہ کشی کو دیکھا اور خود اپنے کو بھی بہت زخمی پایا تو معاویہ سے صلح کر لی اور اس صلحنامہ میں بہت ساری شرطیں رکھیں مگر اس نے ایك شرط پر بھی عمل نہ کیا ، جب کوفہ

ایا تو اپنی تقریر میں ان باتوں کو پیش کیا کہ خدا کی قسم ، اے لوگو ، ہم نے تم لوگوں سے نہ نماز کی خاطر جنگ کی تھی اور نہ ہی روزہ کیوجہ سے، ان امور کو تو تم لوگ انجام دیتے ہی ہو ، ہم نے صرف اس لئے تم لوگوں سے جنگ کی تاکہ تمھارے اوپر حکومت کروں ، اور جن شرائط پر حسن (ع) سے صلح ہوئي تھی ان سبکو اپنے قدموں تلے رکھتا ہوں_

معاویہ مجبور تھا کہ اپنی حکومت کی سیاسی بنیاد چاپلوسی پر رکھے اور اس نے اپنی حکومت کے پہلے ہی سال امپراطور روم سے مصالحت کر کے خراج دیا ، اور دمشق کے اطراف و اکناف میں سکوں کی تھیلیاں بھیجنے لگا ، سردار قبائل اور عرب کے مکاروں کو دولت و مقام نیز رشتہ داری کے ذریعہ دھوکہ دیا تاکہ ان لوگوں کی مدد سے اپنی حکومت کو ٹھوس اور ظلم و ستم کے ذریعے دولت کی جمع اوری کر سکے ، یہی وہ زمانہ ہے جس میں معاویہ نے اپنی سیاست کو بدلا ، اور ایك ظالم و جابر بادشاہ کی یاد تازہ کر دی_

ایك طرف سونے اور چاندی کی بوچھار ہونے لگی تو دوسری طرف تمام بلاد اسلامی کی پیداوار کو اپنے خونین پنجے میں کر لیا اور تمام باشندوں کو حکم دیا کہ جس طرح عجم کے بادشاہوں کو عید نوروز کے موقع پر تحفہ دیتے تھے اب مجھے بھی دو ، اس طرح بالکل روم و ایران کا امپرا طور بن گیا تھا_

زمانہ معاویہ میں حدیث سازیاں

حکومت معاویہ کے اتے ہی اصحاب رسول (ص) نے جو حکومت علوی (ع) کے زمانے میں امیر المومنین (ع) کے ساتھ تھے ، بلاد

اسلامی میں گوشہ نشینی اختیار کر لی ، کیونکہ امام حسن (ع) کی صلح کے بعد عوام نے ساتھ چھوڑ دیا تھا لہذا بار دیگر کمزور ہو گئے اسی وجہ سے ممالك اسلامی کے مختلف شہروں میں پھیل گئے اور جو میں نے یہ کہا کہ اصحاب رسول (ع) اچھی خاصی تعداد میں حضرت علی (ع) کے ساتھ اور جنگ جمل وصفین میں شریك ہوئے تھے ، اسکو خود معتبر مورخوں نے بیان کیا ہے اور معاویہ کے ساتھ صرف تین افراد کا نام تحریر کیا ہے_

تاریخ اسلام میں ذہبی لکھتے ہیں:

جنگ جمل میں انصار سے اٹھ سو افراد علی (ع) کے ہمراہ تھے اور سات سو وہ لوگ تھے جنھوں نے بیعت رضوان میں شرکت کی تھی نیز ایك سو بیس افراد وہ تھے جو پیامبر اکرم) ص) کے ساتھ جنگ بدر میں شریك ہوئے تھے (۱(

ابن خیاط اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"اٹھ سو وہ افراد جنھوں نے رسول(ص) اسلام کے ہاتھوں پر مقام رضوان میں زیر درخت عہد و پیمان کیا تھا ، حضرت علی (ع) کے ساتھ جنگ صفین میں شریك ہوئے تھے (۲(

وقعة صفین میں نصر بن مزاحم لکھتے ہیں:

جنگ صفین میں قیس بن سعد بن عبادہ نے ایك روز نعمان بن بشیر سے کہا _ اے نعمان ذرا اس بات پر غور کرنا کہ معاویہ کے ساتھ غلام اور بیوقوف عربوں یا جنگل یمنیو ں کے علاوہ کوئي اور ہے ؟

ذرا اس پر بھی سوچ بچار کر ناکہ وہ متقی مہاجر و انصار اور تابعین کس کے لشکر میں ہیں جن سے خدا راضی ہے ؟

پھر اس پر بھی غور کرنا کہ ایا تمھارے اور تمہارے دوست کے علاوہ کوئي اور معاویہ کے لشکر میں ہے ؟ درانحالیکہ تمہارا نہ بدر کے مجاہدوں میں شمار ہوتا ہے اور نہ ہی تم بیعت عقبہ میں شریك ہوئے اور نہ کوئي ایت تمھاری مدح میں نازل ہوئي ہے اور نہ ہی تم نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی ہے_

اپنی جان کی قسم _ اگر ا ج کے دن تم ہم سے اور ہمارے لشکر سے ٹکرائے تو کوئي نئي بات نہیں ہے کیونکہ تمھارا باپ اس سے پہلے ٹکرا چکا ہے (۳(

_۱تاریخ ذہبی ج۲ ص ۱٤۹
_۲ابن خیاط ج۱ ص ۱۸۰ مطبوعہ نجف
_۳وقعة صفین ص ٤٤۹

قیس کی مراد بیعت عقبہ سے یہ تھی کہ انصار کے کچھ افراد نے ہجرت سے پہلے رسول(ص (اکرم کے دست مبارك پر عہد و پیمان کر کے اسلام کو قبول کیا تھا_

پدر نعمان کے مخالفت سے قیس کی مراد یہ تھی کہ اسکا باپ سقیفہ میں ابو بکر کی بیعت لینے میں بہت اگے اگے تھا ، اور نعمان کے باپ ہی کی بدولت ابو بکر تخت خلافت پر ائے تھے ، ہم نے اپکی خدمت میں قدیم و معتبر مورخوں کی عبارتوں کو پیش کیا جن سے اپ نے اس بات کو ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ اصحاب رسول اور مجاہدین سارے کے سارے حکومت علوی (ع) کے زمانے میں لشکر علی (ع) میں تھے ،لیکن معاویہ کے لشکر میں سوائے دو صحابیوں کے کوئي اور نہیں تھا_

وہ بھی ایسے تھے جو نہ اسلام میں سبقت رکھتے تھے اور نہ ہی کوئي کارنامہ دکھایا تھا اور نہ ان کا کو ئي خاص مقام تھا_

جب حضرت امیر المومنین (ع) کی شہادت ہو گئي تو ان تما م اصحاب نے اسلامی سر زمین کے مختلف شہروں میں گوشہ نشینی اختیار کر لی اور جہاں بھی رہے ہوں گے عقیدتمند مسلمان ان کے ارد گرد ضرور اٹھتے بیٹھتے رہے ہوں گے پھر ان لوگوں نے حدیث رسول (ص (کو بیان کیا ہوگا تو مومنین نے ضرور سنا ہوگا یا لکھ کر لئے گئے ہونگے تاکہ ان حدیثوں سے احکام الہی کی شناخت کر سکیں_

البتہ یہ بھی تصور کیا جا سکتا ہے کہ جب صفین و جمل اور عثمان کے زمانے کا تذکرہ ہوا ہوگا تو اس زمانے کی گرما گرم باتیں ضرور بیان کی ہونگی ، پھر اس میں امویوں کے عیوب و نقائص اور سیاہکاری و جنایتکاری کا ضرور تذکرہ کیا ہو گا ،_ کبھی خلیفہ اول و دوم کے دور کی باتیں چھیڑی ہوں گی اور زمانے کی فتوحات کا ذکر کیا ہو گا تو اس میں بھی بنی امیہ کا کوئي اہم کردار نظر نہیں ایا ہوگا_

کبھی عصر رسول (ص) کی جنگوں اور کفار قریش نے جو مسلمانوں کو اذیتیں پہونچائي تھیں ان کو بیان کیا ہوگا تو ان تذکروں نے سامعین کے قلوب کو ان سے متنفر کر دیا ہو گا اور بنی ہاشم کے کارنامے اور فضائل کو سنکر ان کے قلوب ان سے کھنچ گئے ہوں گے_

ان تمام باتوں میں اکثر بنی امیہ کے اخلاق و کردار کی مذمت کے علاوہ کوئي دوسری بات نہیں رہی ہو گی_

ان اصحاب کرام نے جب بدر کی داستان کو بیان کیا ہوگا تو ضرور کہا ہو گا کہ

معاویہ کا دادا اور ماموں نیز بھائي اور خاندان والے اسی جنگ میں مارے گئے اور ستر افراد قریش کے اور معاویہ کے خاندان کے اسیر بنائے گئے تھے_

١٦٧

جب جنگ احد کا تذکرہ چھڑا ہوگا تو ان لوگوں نے ضرور بتایا ہوگا کہ معاویہ کا باپ ابو سفیان نے اس جنگ کا بیڑا اٹھا رکھا تھا_

اور معاویہ کی ماں ہندہ نے رسول کے دلیر چچا حمزہ کے سینے کو چاك کر کے انکے جگر کو چبایا تھا پھر یہ بھی بیان کیا ہو گا کہ ایك دن ابو سفیان نے چیخ مارکر کہا تھا کہ ، شاباش ہبل ، جس وقت حسان کا شعر جو ہندہ کی مذمت میں کہا تھا اسکو پڑھا ہو گا تو معاویہ کی نا پاك ولادت کی تشریح کی ہو گی_

ایك روز فتح مکہ کا چرچا کیا ہوگا تو اس میں ابو سفیان و معاویہ کے ظاہری اسلام کی دلیل یہ دی ہو گی کہ رسول اکرم (ص) نے ان دونوں کو جنگ حنین کے مال غنیمت سے مولفة القلوب میں شمار کرتے ہوئے بہت سارے اموال دیئے تھے _

لیکن رسول (ص) اسلام کی نظر عنایت ان دونوں پر کار فرمانہ ہو سکی اور ابو سفیان نے مسلمان ہونے کے بعد کہا ، کاش میں قدرت رکھتا تو لوگوں کو اس شخص (محمد) کے خلاف بھڑ کا دیتا_

جنگ صفین میں مسلمانوں نے ناگہانی حملے کی تاب نہ لا کر جب پیٹھ دکھائي تو اس) ابو سفیان) نے اپنے دوستوں سے کہا کہ ابھی کیا ہے یہ لوگ شکست کھا کر دریا ئے سرخ تك بھاگیں گے وفات رسول(ص) کے بعد جنگ یر موك میں جب مسلمان شکست کے قریب تھے تو اس) ابو سفیان) نے بانك لگائي تھی ، رومیوں زندہ باد ، پھر تھوڑی دیر بعد نہایت افسوس کے ساتھ اس شعر کو پڑھا ، کیا روم کے بادشاہوں میں سے کوئي بھی اس مقام پر نہیں ہے ؟

یہ تمام باتیں معاویہ جیسے ظالم و جابر کی حکومت کے زمانے میں ہوتی رہی ہونگی تو معاویہ نے بھی اپنے دادا اور باپ کی شجاعتوں کا تذکرہ کیا ہو گا _ کیونکہ عرب ان تذکروں کو سننا بہت پسند کرتے تھے لہذا اس راہ میں جو ہاتھ ایا اس کو انجام دیا اور جو کچھ معاویہ نے اسلام کے خلاف محاذ ارائي کی تھی اس سے دستبردار نہیں ہوا ، لیکن اسکے افکار جاہلی کو ان ہی چند اصحاب نے چکنا

چور کر دیا تھا ، ان باتوں سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ معاویہ ان اصحاب رسول(ص) کی طرح نہیں تھا اور جو کچھ اس نے مدینہ میں تھوڑی بہت زندگی گذاری تھی ان لوگوں کے عادات و اطوار کو نہ سکیھ سکا _ میں ان چیزوں کو پیش کروں گا جو معاویہ کی حکومت کے زمانے میں رائج ہوئیں_

معاویہ نے اپنی حکومت میں ربا خواری کو عام کیا شراب کے مشکیزے اسکے گھر میں لائے گئے نیز مسلمانوں کے بیت المال سے خواہشات نفسانی کی اگ بجھائي شہر کے خطیبوں نے اسی کے سامنے تعریف کی اور عصر جاہلیت کے طور

طریقے پر فخر و مباہات کی محفلیں قائم کی پھر اپنے حاشیہ نشینوں سے تکبرانہ لہجے میں کہا ، قریش کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ان میں سب سے بافضیلت ابو سفیان و معاویہ ہیں اگرچہ رسول(ص) خدا کو خدا وند عالم نے نبوت دیکر با عظمت بنا دیا تھا ، میں سمجھتا ہوں کہ اگر تمام لوگ فرزند ابو سفیان ہوتے تو سب کے سب صاحب عقل و تدبر ہوتے _(۱(

اس سے بڑھ کر فخر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اگر ابو سفیان تمام لوگوں کا باپ ہوتا تو سارے کے سارے صاحب علم و دانش ہوتے_

معاویہ اپنے زعم ناقص میں یہ سمجھا کہ اسکا باپ بلند ترین فرد ہے اور قریش میں سب سے بڑا خود ہے ، اور رسول(ص) کے علاوہ سبھی اس سے پست ہیں ، اگر کوئي شخص اس زمانہ میں چاہتا تو اسکے فخر و مباہات کے مقابلے میں صرف اتنا کہہ دیتا کہ_ جی ہاں _ معاویہ اپنی حکومت کے بل بوتے پر دوسروں پر اپنی فوقیت جتا رہا ہے نہ کہ اپنے ذاتی کمالات پر_

معاویہ اور بنی امیہ کے بارے میں بزرگوں کا فیصلہ

معاویہ اپنی حکومت کے زمانے میں حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا اور غرور و تکبر اس میں اتنا اگیا تھا کہ اس نے اپنی حکومت میں سوائے اپنے قوم و قبیلہ کو بڑھانے کے کچھ نہ سوچا ، وہ اس کے پس منظر میں اپنی حکومت کو بادشاہت میں تبدیل کرنا چاہتا تھا ، مگر اپنی خواہشات کو کس طرح عملی جامہ پہنائے ، کیونکہ مسلمانوں کے درمیان صحابي امام اور دلیر شخص صعصہ بن صوحان

موجود ہیں ، جو یہ کہہ دینگے کہ تم اور تمہارا باپ اسی گروہ میں تھا جو پیغمبر اکرم (ص) سے لڑنے ایا تھا ، اور تو ایك ازاد کردہ کا ازاد کیا ہوا بیٹا ہے جن پر رسول (ص) خدا نے احسان کر کے ازاد کیا ہے پھر کس طرح ممکن ہے کہ خلافت کی باگ ڈور ایك ازاد کردہ کے ہاتھوں میں رہے (۲) یا یہ کہ جب ابو ہریرہ اور ابو دردا معاویہ کے نمائندے بنکر امام (ع) کے پاس ائے تھے تو اس وقت عبد الرحمن بن غنم اشعری نے یہ کہا تھا کہ ، اخر معاویہ کیسے خلیفہ بننا چاہ رہا ہے جبکہ وہ ان لوگوں میں ہے جن کے لئے خلافت کرنا با الکل جائز نہیں ہے اور معاویہ کا باپ (ابو سفیان) اس گروہ کا سردار تھا جو

_۱تاریخ طبری ج۵ ص ۸۹ ، کامل ابن اثیر ج۳ ص ۵۹
_۲مروج الذهب ج۳ ص ۵۰

اسلام کے خلاف جنگ کرنے ایا تھا (۱(

پھر معاویہ کیسے خلیفہ ہو سکتا ہے جبکہ عمر نے اپنی حکومت کے زمانے میں یہ کہا تھا کہ خلافت ازاد کردہ یا انکے فرزندوں نیز فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والوں کا حق نہیں ہے اور یہ لوگ اس مقام تك پہونچنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور نہ لگائیں (۲(

جب حضرت علی (ع) نے خطبہ دیا تو لوگوں کو یا دہانی کراتے ہوئے فرمایا کہ ، معاویہ ان میں سے ہے جسکو خداوند عالم نے نہ دین میں سبقت عطا کی اور نہ ہی کوئي فضیلت رکھتا ہے وہ ایك ازاد کردہ کا فرزند ہے کہ جس نے اسلام کے خلاف تمام جنگوں میں شرکت کی تھی اور اسکا باپ (ابو سفیان) ہمیشہ دشمن خدا و رسول (ص) رہا ہے اور جب ظاہری طور پر اسلام کو قبول کر لیا تب بھی اس سے کڑھتا رہا (۳) ایك مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ، اے معاویہ تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ تو ایك ازاد شدگان میں سے ہے جن کے لئے خلافت کرنا جائز نہیں ہے اور تجھے تو مسلمانوں کے امورمیں ٹانگ لڑانے کا حق بھی نہیں ہے (٤(

جنگ صفین میں علوی (ع) لشکر کے ایك سردار عبد اللہ بن بدیل نے معاویہ کے بارے میں کہا تھا کہ ، وہ اس چیز کا دعوا کر رہا ہے جو خود اسکی نہیں ہے اور اس شخص (علی) ع)) سے جھگڑا کر رہا ہے جسکو خلافت کرنے کا حق ہے

، پس اس گروہ سے جنگ کرو جو خلافت کو ہتھیانے میں لگا ہے اور ہم نے پیامبر اکرم (ص) کے ساتھ ان لوگوں سے جنگ کی تھی پس خدا کے واسطے اپنے اور دشمن خدا سے لڑنے کے لئے امادہ ہو جائو خدا تم لوگوں پر اپنی رحمت نازل کرے گا (۵(

امام علیہ السلام کے وفادار صحابی عمار یاسر نے جنگ صفین میں معاویہ کے سلسلے میں باواز بلند یوں کہا کہ ، اے مسلمانو ، کیا تم لوگ اس شخص (معاویہ) کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے خدا و رسول (ص) سے دشمنی و عداوت میں ان سے جنگیں لڑیں ، مسلمانوں کے خلاف بغاوت و سر کشی کو ہوا دی اور مشرکین کی پشت پناہی کی ، جب اس نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین

_۱استیعاب ج۲ ص ٤۱۷، اسد الغابہ ج۳ ص ۳۱۸
_۲اسد الغابہ ج٤ ص ۳۸۷ ، طبقات الکبری ج۳ ص ۲٤۸ مطبوعہ لیدن
_۳وقعة صفین ص ۲۲۷ ، طبری ج٦ ص ٤ ، ابن اثیر ج۳ ص ۱۲۵
_٤عقد الفرید ج۲ ص ۲۸٤ ،شرح نہج البلاغہ ج۲ ص ۵
_۵وقعة صفین ص ۲٦۳ ، طبری ج٦ ص ۹ ، ابن اثیر ج۳ ص ۱۲۸ ، استیعاب ج۱ ص ۳٤۰

کو مستحکم کر کے اپنے رسول (ص) کو غلبہ حاصل کرا دیا تو پیامبر اکرم (ص) کے پاس ایا پھر مسلمان ہوا جبکہ خدا اسکے دل کو خوب جانتا تھا کہ اس نے صدق دل سے اسلام کو قبول نہیں کیا ہے بلکہ خوف جان اور طمع مال کی وجہ سے مسلمان ہوا ہے ، اور جب رسول اکرم (ص) اس دنیا سے چلے گئے تو خدا کی قسم یہ (معاویہ) مسلمانوں کا دشمن اور کافروں کا دوست بن گیا ، اگاہ ہو جائو یہ شخص معاویہ بن ابو سفیان ہے اس پر لعنت بھیجو کیونکہ خدا اس پر لعنت بھیجتا ہے اور اس سے جنگ و قتال کرو اس لئے کہ یہ چاہتا ہے کہ نور خدا کو گل کر کے ظلمت و تار یکی پھیلائے (۱(

اسود بن یزید نے معاویہ کے سلسلے میں ام المومنین عائشه سے کہا:

اے ام المومنین ایا اپ کو اس بات پر حیرت نہیں ہوتی ہے کہ وہ شخص جو ازاد کردہ ہے اور صحابی رسول(ص) سے خلافت کے سلسلے میں جھگڑا کر رہا ہے_

عائشه نے جواب دیا ، اس میں تعجب کی کیا بات ہے یہ حکومت ہے خدا جسے چاہے عطا کر دے اس میں نیك و بد کی قید نہیں ہے جس طرح فرعون

الوہیت کا دعوا کرنے کے با وجود سالہا سال مصر میں حکومت کی اور اسکے علاوہ دوسرے بھی اس عہدے پر پہونچے ہیں (۲(

امام حسن (ع) نے معاویہ کو خط لکھا کہ ، اے معاویہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ تم اج اس عہدے پر برا جمان ہو گئے جس پر کسی صورت میں برا جمان ہونے کے لائق نہ تھے کیونکہ تم نہ دین میں کوئي منزلت رکھتے ہو اور نہ ہی اسلام لانے میں سبقت کی پھر تم اسکے فرزند ہو جس نے اسلام کے خلاف محاذ ارائوں کی سر براہی کی تھی اور وہ اسلام و قران اور رسول (ص) کا سخت ترین دشمن تھا (۳(

شعبہ بن عریض نے معاویہ سے کہا تھا کہ ، تم نے دور جاہلیت میں بھی اور اسلام لانے کے بعد بھی حق کو کچلا ، دور جاہلیت میں رسول (ص) و وحی الہی کے خلاف اتنی جنگ کی کہ خدا وند عالم نے اسلام ہی کو پیروز وکامیاب بنا کر تمہارے برے نقشے کو ملیا میٹ کر دیا تھا اور مسلمان ہونے کے بعد تم نے یہ کیا کہ جب فرزند رسول (ص) تخت خلافت پر پہونچا تو تم

_۱صفین ص ۲٤۰ ، طبری ج٦ ص ۷ ، ابن اثیر ج۳ ص ۱۲٦
_۲در منثور ج٦ ص ۹ ابدایہ و النہایہ ج۸ ص ۱۳۱
_۳مقاتل الطالبین ص ۲۲ شرح نہج البلاغہ ج٤ ص ۱۲

اسکی حکومت کو گرانے کے چکر میں لگ گئے ، اے معاویہ تمہیں خلافت سے کیا سروکار ہے تم تو ازاد کردہ کے ازاد کئے ہوئے فرزند ہو (۱(

ان تمام ذلتوں اور رسوا ئیوں کا حامل اور فضیلت و منزلت سے کوسوں دور رہنے والا معاویہ کیسے حکومت کو خاندانی بنائے اور یہ تمام باتیں جو اسلام کی مشہور شخصیتوں نیز معاویہ کے ہم عصروںنے کہی ہیں اور اسکی سیاہکاری اس حد تك پہونچی ہوئي تھی تو کیسے عائشہ معاویہ کی صفائي پیش کر رہی ہیں کہ یہ حکومت ہے خدا جسے چاہے دیدے اگر چہ براہی کیوں نہ ہو ، جی ہاں ، اگر اس طرح کا بیان نہ دیتیں تو پھر اسلامی حکومت کا لباس معاویہ کے نا موزوں جسم پر کیسے اتا_

پھر اس حکومت کو معاویہ کیسے خاندانی بنائے کیونکہ اسلام معاشرے میں صاحب عظمت و فضیلت افراد موجود ہیں اور ہم نے بیان بھی کیا ہے کہ اما حسن

(ع) و حسین (ع (علیهما السلام جیسی شخصیتیں جو خاندان بنی ہاشم کی تمام بزرگیوں اور فضیلتوں کے وارث اور نواسئہ رسول (ص) نیز لوگوں میں کافی محبوب تھے_

لہذا معاویہ نے یہ کام کیا کہ ایك طرف اپنی حکومت کے ستون کو مستحکم کیا ، دوسری طرف اس حکومت کو موروثی بنانے کے لئے لوگوں کو خاندان رسول (ص) و ال علی (ع (سے دور رکھا تاکہ لوگ اس سے اور اسکے خاندان کی طرف مائل ہونے لگیں ، اسی بناء پر معاویہ نے خاندان علی (ع) و اصحاب رسول (ص) سے اتنی ہولناك جنگ لڑی جس کے خوف سے بچے بوڑھے ہو گئے اور مسلمانوں کے خون سے زمینیں رنگین ہو گئیں پھر انکی عورتوں کو اسیر کر کے بازاروں میں بیچا گیا_

معاویہ نے اس ہدف تك پہونچنے میں کسی چیز سے دریغ نہیںکیا دولت ، ثروت، حیلہ سب کو اسی طرح استعمال کیا جس طرح اپنی حکومت کے سلسلہ میں استعمال کیا تھا ، اور جسکے ذریعہ سادہ لوح افراد کو اپنی طرف کھینچا تھا وہ حیلہ قصاص خون عثمان کا تھا ، جس سے اس نے خوب فائدہ اٹھایا تھا_

_١اغانی ج٣ ص ٢٥ ، اصابہ ج٢ ص ٤١

اپنے کرتوت پر جعلی حدیثوں کا غلاف

معاویہ کے اس پرو پیگنڈے کے پیچھے دو اہداف پوشیدہ تھے _١_ اس پروپیگنڈہ سے لوگوں کے ذہن و دماغ کو حقائق سے دور کر کے مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کو چھین لے_٢_ اپنی فکر کو جو عرب کی جہالت اور شام کے عیسائي تہذیب سے بھری ہوئي تھی بیوقوف اور سادہ لوح مسلمانوں کے ذہن میں بھر دے_

اس بحث میں اپ دیکھیں گے کہ اس نے اپنی سیاست کو کامیاب بنانے کے لئے کن کن وسائل کا سہارا لیا تھا ، اور خاندان رسول (ص) محافظ اسلام و قران خاص طور سے حضرت علی (ع) جو بے نظیر فضائل و کمالات کے مالك تھے اور ان فضائل و کمالات کی وجہ سے لوگوں کے قلوب کو محو کئے تھے کس طرح داغدار کیا تھا اور جہاں تك ممکن ہوا ان کے فضائل و کمالات کو تحریف کیا ، پھر ان تحریف کئے ہوئے مطالب و مفاہیم کو مسلسل پروپیگنڈہ کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں

بٹھایا ، تاکہ سادہ لوح افراد اسلام و قران کے چشمہ زلال جو بعد رسول (ص) اہلبیت علیہم السلام تھے سے متنفر ہو جائیں_

طبر ی لکھتے ہیں:

معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ جانے سے پہلے اپنی خدمت میں بلوایا اور اس سے کہا ، میں چاہتا ہوں کہ تم سے کچھ باتیں کروں لیکن چونکہ تم کافی ذہین ہو لہذا اس بات کو چھوڑ دیتا ہوں ، مگر ایك بات جو تم سے کہنا بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ علی) ع) کو برا بھلا کہنے سے کبھی نہ چوکنا اور ہمیشہ عثمان کی اچھائیوں کو بیان کرنا ، دوسری بات یہ ہے کہ شیعیان علی (ع) کی عیب جوئي نیز ان لوگوں کو اذیت و تکلیف دینے میں کسی قسم کی رعایت نہ کرنا ، اور عثمان کے چاہنے والوں کے ساتھ اچھا سلوك کرنا_

مغیرہ نے کہا ، ہم اپنی ذات سے غافل نہیں ہیں اور اس سلسلہ میں میرا کافی تجربہ ہے اور بہت سارے امور کو انجام دے چکا ہوں ، اب تم (معاویہ) بھی مجھے ازما لو اگر میرا کام پسند ایا تو میری تعریف کرنا ورنہ اس کام سے معزول کر دینا_

معاویہ نے کہا ، نہیں انشاء اللہ تمہاری تعریف ہی کروں گا (۱(

کتاب احداث میں مدائنی نقل کرتے ہیں:

_۱طبری ج٦ ص ۱۰۸ ، ابن اثیر ج۳ ص ۲۰۲

جب معاویہ تخت خلافت پر اگیا تو اپنے تمام حکمرانوں کو لکھا کہ جو بھی ابو تراب(ع) اور خاندان علی (ع) کے فضائل کو بیان کرتا نظر ائے اسکو جان سے مار ڈالو اور اسکے مال و اسباب کو لوٹ لو_

اس دور میں اہل کوفہ نیز شیعیان علی (ع) زیادہ اذیت و تکلیف میں گرفتار ہوئے _

دوسری مرتبہ امیر شام معاویہ نے تمام شہر کے والیوں کو حکم دیا کہ ، محبان علی) ع) اور انکے خاندان والوں کی کوئي گواہی قبول نہ کی جائے_

اور جو لوگ عثمان کے فضائل کو بیان کر رہے ہوں اور وہ لوگ تم لوگوں کی

حکمرانی میں زندگی گذار رہے ہوں انکو خوب اچھی طرح پہچان لو اور انکے ساتھ احترام و اکرام سے پیش ائو اور ان لوگوں کو اپنے نزدیك جگہ دو نیز ان کے باپ اور خاندان کا نام لکھ کر ہمارے پاس روانہ کرو ، جیسے ہی یہ فرمان جاری ہوا تو ضمیر فروش اور دنیا پرست لوگ حدیثیں گڑھنے لگے اور عثمان کے فضائل اتنے گڑھے کہ ایك حدیث کا انبار ہو گیا ، کیونکہ معاویہ نے دولت و ثروت اور فاخرہ لباس نیز جو کچھ ہاتھ میں تھا ان سب کو اس راہ میں بے دریغ خرچ کیا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جو بھی ضمیر فروش معاویہ کے حکمرانوں کے پاس گیا عثمان کی مدح میں ایك حدیث بیان کردی تو ان کا مورد توجہ بن گیا اور اسکا نام لکھ لیا اسکے بعد حکومت کے کسی عہدے پر فائز کر دیا گیا ، معاویہ نے ایك مدت کے بعد اپنے حکمرانوں کو دوسرا دستور دیا کہ ، اب عثمان کے فضائل بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور ان فضائل کا تمام شہروں میں کافی پرچار بھی ہو گیا ہے ، لہذا تم لوگ خلفاء ثلاثہ اور فضائل صحابہ کے بارے میں لوگوں سے اسی طرح حدیثیں گڑھو ائو جس طرح ابو تراب کی فضیلت کے سلسلے میں حدیثیں ہیں۔

میری نظر میں یہ کام بہت اچھا رہے گا اور مجھے اس کام سے بہت تقویت ملے گی ، کیونکہ ابو تراب(ع) اور ان کے چاہنے والوں کے دلائل و براہین کی کاٹ کرنے کے لئے اس سے زیادہ بہتر کوئي اسلحہ نہیں رہے گا ، اور ان کے چاہنے والوں کو چڑہانے کے لئے فضائل عثمان میں نقل کی گئیں حدیثیں زیادہ مناسب رہیں‌گی۔

معاویہ کا حکم لوگوں کو سنایا گیا جسکے نتیجہ میں بہت ساری جھوٹی حدیثیں معرض وجود میں ائیں جس کا حقیقت سے کوئي واسطہ نہیں ہے۔

اہستہ اہستہ ان احادیث کو بیوقوفوں نے منبروں سے بیان کرنا شروع کر دیا پھرمعلم مکتب نے بچوں کے حوالے کیا

انھوں نے ان حدیثوں کو یا د کیا پھر ان بچوں سے نوجوانوں نے لیا اور اس طرح قران کریم کی طرح ان جھوٹی حدیثوں کی تلاوت اور حفظ کیا جانے لگا ، پھر مردوں کی بزم سے ہوتی ہوئي عورتوں کے مکاتب و معاشرے میں پہونچیں ، انھوں نے ان احادیث کو مسلمان لڑکیوں میں پہونچایا اور ان لوگوں نے اپنے غلام و خادم کی خدمت میں بیان کیا اسی طرح ایك مدت تك یہ حدیثیں اسلامی

معاشرے میں گھومتی رہیں_

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ جھوٹی حدیثیں انے والی نسلوں کے لئے درد سر بن گئیں اور جس عالم و مفتی اور قاضی و حاکم نے ان جھوٹی حدیثوں کو دیکھا اس پر یقین کر لیا(۱)

محدث بزرگ و مشہور عالم حدیث ابن عرفہ نے اپنی تاریخ میں ان مطالب کو ذکر کیا ہے جو مدائنی کے قول کی تصدیق کرتی ہے ،یہ لکھتے ہیں:

اکثر جھوٹی حدیثیں جو فضائل صحابہ کو بیان کرتی ہیں بنی امیہ کے زمانے میں گڑھی گئي ہیں کیونکہ حدیث سازوں نے اسکے ذریعہ خلافت کی مشینروں سے تقرب حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا تھا اور امویوں نے ان جھوٹی حدیثوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بات کی کوشش کی تھی کہ بنی ہاشم کے سر کو عالم اسلام میں جھکا کر رکھ دیں (۲(

البتہ معاویہ نے صرف اپنی حکومت کے زمانے میں حدیث گڑھنے کا کارخانہ نہیں کھولا تھا ، بلکہ اس سے پہلے بھی اس کام کو انجام دے چکا تھا_

طبری بیان کرتے ہیں:

جب امام (ع) کے صحابی اور حاکم مصر قیس بن سعد نے معاویہ کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اور انکی طرف سے با لکل مایوس ہو گیا تو بہت پریشان ہوا لہذا معاویہ نے ایك حیلہ تیار کر کے اہل شام کو بلایا اور ان لوگوں سے کہا کہ قیس بن سعد نے ہماری پیشنہادوں کو مان لیا ہے اور انھوں نے ہماری مدد کرنے پر اپنی کمر باندھ لی ہے لہذا تم لوگ انکو دعائے خیر دو ، پھر اپنی جیب سے ایك جھوٹا خط ا ن کی طرف سے نکالا اور اسکو لوگوں کے سامنے پڑھا جس میں یہ تھا کہ _

بسم اللہ الرحمن الرحیم _ یہ خط ہے امیر شام معاویہ بن ابو سفیان کے نام قیس بن سعد کی طرف سے ، اپ پر سلامتی ہو ،

_۱شرح نہج البلاغہ ج۳ ص ١٦
_۲شرح نہج البلاغہ ص ١٥ ، فجر الاسلام ص ٢١٣

عثمان کا قتل عالم اسلام میں بہت بڑا حادثہ ہے میں نے بہت غور و فکر کیا تو اس نتیجے تك پہونچا کہ امام (ع) (علی (ع)) کے متقی و پرہیز گار گروہ کے ساتھ جنھوں نے عثمان کو قتل کیا ہے نہیں رہونگا ، اور اپنے گذشتہ گناہ کی معافی و تلافی اپنے خدا کی بارگاہ میں کرونگا ، خدا سے میری بس یہ دعا ہے کہ میرے دین و ایمان کو سالم رکھے اگاہ ہو جائو کہ ہم (قیس) اج کے بعد تمھارے (معاویہ) کے ساتھ ہیں اور قتل عثمان کے سلسلہ میں جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ وہ خلیفہ امت تھا جسکو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا_

پس جتنا تمھیں دولت و ثروت نیز سپاہیوں کی ضرورت ہے اسکو میرے پاس لکھ کر بھیجو ہم تمھاری ہر طریقے سے مدد و نصرت کرنے کے لئے امادہ ہیں ، امیر (معاویہ) پر ہمیشہ خدا کی نظر و کرم رہے (۱(

جی ہاں _ معاویہ ذرہ برابر جھوٹ بولنے سے خوف نہیں کھاتا تھا اور اپنی سیاست کو کامیاب بنانے کے لئے اس نے ان ہی چیزوں کا سہارا لیا لیکن جسوقت حکومت پر قبضہ کر لیا اور تمام سر زمین اسلامی کا حاکم بن گیا تو جعلی حدیثوں کی زیادہ ضرورت محسوس ہوئي لہذا مجبور ہوا کہ ان ضمیر فروشوں سے حدیث بنوائے ، یہ جنگ سرد تھی مگر پروپیگنڈے کی جنگ تھی ، اسی لئے ہر ادمی بازی لے جانے کی فکر میں تھا اگر چہ ایك گروہ کا جہاں فائدہ ہو رہا تھا اسی جگہ دوسرے گروہ کا بڑا نقصان ہو رہا تھا_

اس دور میں کچھ ضمیر فروش صحابہ کا گروہ جن میں مغیرہ بن شعبہ ، عمر وعاص ، سمرة بن جندب ، اور ابو ہریرہ جیسے افراد جو ہمیشہ مقام ودولت کے بھوکے تھے مگر دین و منزلت کے اعتبار سے کوئي خاص اہمیت کے حامل نہ تھے ، معایہ سے جا ملے_

مشہور عالم اہلسنت ابن ابی الحدید معتزلی اپنے استاد ابو جعفر اسکافی سے نقل کرتا ہے معاویہ نے بعض صحابہ و تابعین کو خریدا تاکہ وہ علی (ع) کو برا بھلا کہہ کر انکے دامن کو داغدار کریں ، اور لوگ ان سے متنفر ہو جائیں ، ان لوگوں کو معاویہ اچھی خاصی تنخواہیں دیتا تھا تاکہ یہ لوگ اپنے کاموں میں تساہلی نہ برتیں ، ان لوگوں نے معاویہ کے کہنے پر حدیثیں گڑھیں ، جن میں صحابہ سے ابو ھریرہ ، عمر و عاص ، اور مغیرہ بن شعبہ جیسے افراد تھے اور تابعین سے عروہ بن زبیر تھا_

۱_طبری ج۵ ص ۲۳۰ ، نجوم الزاہرة ج۱ ص ۱۰۱

زھری بیان کرتے ہیں:

عروہ بن زبیر نے معاویہ کے کہنے پر عائشه سے ایك حدیث نقل کی کہ اپ (عائشه (نے کہا کہ میں رسول (ص) کے ساتھ بیٹھی ہوئي تھی کہ _ عباس و علی (ع) اتے ہوئے نظر ائے رسول(ص) خدا نے فرمایا اے عا ئشـہ یہ دونوں کافر مریں گے_

عبد الرزاق، معمر سے نقل کرتا ہے کہ زہری کے پاس دو حدیثیں تھیں جو عروہ نے عائشه سے بیان کی تھیں یہ دونوں حدیثیں علی (ع) کے بارے میں ہیں_

معمر کہتا ہے کہ میں نے ایك روز زہری سے ان حدیثوں کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے جواب دیا کہ تمھیں ان حدیثوں سے کیا کام ہے ، خدا بہتر جانتا ہے یہ دونوں حدیثیں ہیں یا بنی ہاشم پر بہتان و الزام ہے_

میں نے پہلی حدیث عروہ سے اوپر بیان کی تھی اب دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیے_

عروہ عائشه سے نقل کرتا ہے کہ ، میں رسول (ص) کے پاس بیٹھی ہوئي تھی تو علی (ع (و عباس اتے ہوئے نظر ائے رسول خدا (ص) نے فرمایا : اے عائشه _ اگر دو جھنمی کو دیکھنا چاہتی ہو تو دیکھ لو ، میں نے کیا دیکھا کہ علی (ع) و عباس ہیں (۱(

اسی قسم کی حدیثیں جو عمر و عاص نے گڑھیں ہیں ، اسکو بخاری و مسلم نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے_

عمر و عاص کہتا ہے کہ میں نے پیغمبر اکرم (ص) کو باواز کہتے ہوئے سنا کہ ، ال ابو طالب ہمارے محبوں میں نھیں ہیں ، بلکہ ہمارے اور خدا کے محب مومن و متقی لوگ ہیں (۲(

بخاری نے دوسری روایت میں مزید یوں بیان کیا ہے:

پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا _ ال ابو طالب ہمارے رشتہ داروں میں سے ہیں اسی بناء پر ان سے صلہ رحم کرتا ہوں ، لیکن جو حدیثیں ابوہریرہ نے معاویہ کے

کہنے پر گڑھی ہیں اسکو اعمش نقل کرتا ہے_

جب صلح امام حسن (ع) کے بعد ابو ہریرہ معاویہ کے ہمراہ عراق ایا تو استقبال کرنے والوں کی بھیڑ دیکھی تو جا کر مسجد کوفہ میں دو زانو ہو کر بیٹھ گیا ، پھر کئي مرتبہ اپنے چند یاپر ہاتھ پھیرا اور عرض کیا ، اے کوفے والو ، ایا تم لوگ چاہتے ہو کہ خدا و رسول پر بہتان لگا کر جھنم کا ایندھن بنوں_

_١شرح نہج البلاغہ ج١ ص ٢٥٨
_٢صحیح بخاری ج٣ ص ٣٤

خدا کی قسم ، ہم نے رسول(ص) خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ، ہر رسول (ص) کا ایك حرم ہے اور میرا حرم مدینہ میں کوہ عیر اور کوہ ثور کے درمیان میں ہے_

جو بھی اس حرم میں نا گوار واقعات پیدا کرے گا تو خدا اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی اس شخص پر لعنت ہو گی_

پھر اضافہ کرتا ہے کہ _ میں قسم کھاتا ہوں کہ اس سر زمین مقدس پر علی (ع) نے فتنہ و اشوب بر پا کیا ، اس حدیث کی خبر معاویہ تك پہونچی اس نے اس حدیث کے گڑھنے کے اوپر مغیرہ کا خوب احترام کیا اور اسکے نتیجہ میں اسکو والیء مدینہ بنا دیا_

مگر سمرہ بن جندب کے واقعے کو ابن ابی الحدید نے اپنے استاد ابو جعفر اسکافی سے یوں نقل کیا ہے:

معاویہ نے سمرہ بن جندب کے پاس ایك لاکھ درہم بھیجوایا تاکہ ایت" و من الناس من یعجبك قولہ من الحیاۃ الد نیا و یشھد علی ما قلبہ وھو الد الخصام "سورہ بقرہ ایت٢٠٤

ترجمہ : انسانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنکی باتیں زندگانی دنیا میں بھلی لگتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر خدا کو گواہ بناتے ہیں حالانکہ وہ بد ترین دشمن ہیں ، کو حضرت علی (ع) سے منسوب کر دے اور" و من الناس من یشری نفسہ بتغاء مرضات اللہ واللّہ رئوف با العباد " سورہ بقرہ ایت ٢٠٧کو جو حضرت علی (ع) کی شان میںنازل ہوئي تھی اسکے متعلق ایك حدیث رسول (ص) سے

منسوب کر کے امیر المومنین کے قاتل ابن ملجم کے نام کر دے ، سمرہ بن جندب نے قبول نہیں کیا_

معاویہ نے مزید دو لاکھ درہم بھجوائے پھر بھی قبول نہیں کیا لیکن جب معاملہ چار لاکھ درہم تك پھونچ گیا تب جا کر سمرہ بن جندب نے رسول اکرم (ص) سے جھوٹی حدیث ان ایتوں کے سلسلے میں گڑھی اور لوگوں سے بیان کیا (۱(

معاویہ کے مقابلے میں بعض دلیروں کا کردار

پرو پیگنڈے کی جنگ اتنی خطرناك تھی کہ ایمان کی اساس طوفان کے زد پر اکر فنا ہو رہی تھی ، اور بعض صحابہ و تابعین نے معاویہ کی اوازپر لبیك کہہ کر اپنا خوب پیٹ بھرا_

_۱شرح نہج البلاغہ ج۱ ص ۳٦۱

مملکت اسلامی کے با رسوخ افراد مسلمانوں کے بیت المال سے خریدے جانے لگے اور ان لوگوں کو خوب سونے اور چاندی کی تھیلیاں دی جانے لگیں یا کسی حکومتی عہدے پر فائز کر دیا گیا ، مگر ایك چھوٹا سا گروہ تھا جس نے دین و شرافت کو مد نظر رکھتے ہوئے معاویہ کی ہونکاری نہیں بھری تھی ، ان لوگوں کو اتنا ستایا گیا کہ انھوں نے اپنی جان و مال سب کچھ راہ خدا میں قربان کر دیا _

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں جھوٹی حدیثیں منظر عام پر اگئیں اور اسلامی معاشرہ تاریك ماحول میں چلا گیا ، ان گڑھی ہوئي حدیثوں کے ہوتے ہوئے کون انسان اسلام حقیقی کو پہچان سکتا تھا اور دوسرے یہ کہ وہ ہزاروں افراد جو متقی و پرہیزگار تھے وہ سختیوں کو جھیل کر موت کے دامن میں سو چکے تھے _

ہم نے اس سے پہلے ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے معاویہ کے دام فریب میں اکر جھوٹی حدیثیں گڑھیں کہ انہی میں ایك سمرہ بن جندب ہے ، یہ وہ شخص ہے جو معاویہ کے اشارے پر ناچتا رہا جسکی وجہ سے اسکو بصرہ کی حکومت ملی تھی_

سمرہ کی اور سیاہکاریوں کو چھوڑ کر صرف جو کوفہ میں تباہیاں اور قتل و

غارتگری کا اس نے بازار گرم کیا تھا ، اسکو طبری یوں بیان کرتا ہے_

مشہور عالم ابن سیریں سے پوچھا گیا کہ سمرہ بن جندب نے کسی کو قتل کیا ہے یا نہیں سیرین نے جواب دیا ، تم لوگ سمرہ کے قتل کو شمار کر لو گے ؟

ایك مرتبہ زیاد نے بصرہ میں اپنا جا نشین بنا دیا تو چھ مہینے کے اندر اس نے اٹھ ہزار بے گناہ مسلمانوں کو قتل کیا جن میں پینتالیس افراد وہ تھے جو حافظان قران تھے (١(

طبری مزید کہتا ہے ، جب معاویہ نے زیاد کی جگہ سمرہ بن جندب کو چند مہینے تك حاکم بصرہ بنا کر معزول کر دیا تو اس نے کہا ، خدا معاویہ کو غارت کرے ، خدا کی قسم ، میں نے جس طرح معاویہ کے حکم کو مانا تھا اگر اسی طرح اپنے پروردگار کی اطاعت کرتا تو ہرگز مستحق عذاب نہ ہوتا (٢(

_١طبری ج٦ ص ١٣٢ ، ابن اثیر ج٣ ص ١٨٩
_٢طبری ج٦ ص ١٦٤ ، ابن اثیر ج٣ ص ٢١٢

انھیں میں دوسرا ضمیر فروش مغیرہ بن شعبہ تھا ، جس نے سات سال کچھ مہینے کوفہ پر حکومت کی اور ایك لمحہ بھی حضرت علی (ع) اور قاتلان عثمان پر نفریں کئے بغیر اور عثمان کے حق میں دعا کئے بغیر چین و سکون سے نہیں بیٹھا_

البتہ مغیرہ اپنی چالاکی و ذہانت کیوجہ سے حکومتی امور کو کبھی نرمیت اور خاطر مدارات کے ذریعے تو کبھی سختی سے انجا م دیتا تھا_

طبری لکھتے ہیں:

ایك روز مغیرہ بن شعبہ نے صحابی امام (ع) صعصہ بن صوحان سے کہا ، ذرا کان کھول کر سن لو ، ایسا نہ ہو کہ ایك دن تمھاری خبر عثمان کی بد گوئي کرتے ہوئے میرے کانوں تك پہونچے ، اگر علی (ع) کے فضائل کو بیان کرنا ہے تو علنی طور پر بیان نہ کرنا بلکہ مخفی مقام پر بیان کرنا جس طرح علی (ع) کے فضائل تم جانتے ہو اسی طرح میں بھی واقف ہوں لیکن کیا کروں حکومت اموی کی طرف سے ڈنڈا ہے کہ علی (ع) کو برا بھلا کہو ، البتہ میں نے اکثر مقامات پر ان امور میں رو گردانی کی ہے مگر جہاں پر مجبور ہو جاتا ہوں تو اپنی محافظت کے لئے

بعض جملے برائي كے كہہ ڈالتا ہوں ، اگر زياد ہ فضائل على (ع) كے بيان كرنے كا شوق ركھتے ہو تو اپنے قريبى رشتہ داروں كے گھروں ميں بيان كرنا مگر مسجد اور شاہراہ پر بيان كرنا ايك ايسا مسئلہ ہے جسكو خليفہ (معاويہ (برداشت نہيں كر سكتا ، اور نہ ہى اس سلسلے ميں ميرے عذر كو قبول كر سكتا ہے (١(

اخر ى فرد زياد بن ابيہ كى ہے جس نے معاويہ كے حكم كو نافذ كرنے ميں بہت مشكلات كا سامنا كيا ہے ، حجر اور انكے ساتھيوں كے ساتھ جو اس نے سلوك كيا تھا اسكو اپ نے ملاحظہ فرمايا ليكن اس وقت اسى واقعہ كى ايك كڑى جو زياد اور صيفى بن فسيل كے درميان ايا تھا اسكو بيان كر رہا ہوں_

ايك روز زياد نے صيفى كو بلوايا اور اس سے كہا ، اے دشمن خدا تم ابو تراب كے بارے ميں كيا كہتے ہو ، صيفى نے كہا ، ابو تراب كس كا نام ہے_

زياد نے كہا _ تمھيں نہيں معلوم ہے ارے تم اچھى طرح سے ان كو پہچانتے ہو _

صيفى نے كہا _ مجھے نہيں معلوم ہے_

_١طبرى ج٦ ص ١٠٨

زياد نے كہا _ على بن ابيطالب كا لقب ہے_

صيفى نے كہا _ اچھا وہ ہيں_

ايك طويل مدت تك ايسے ہى مكالمہ ہوتا رہا ، اخر زياد نے چھڑى منگوائي اور صيفى سے كہا كہ اب بتائو تمھارا على (ع) كے بارے ميں كيا خيال ہے_

صيفى نے كہا ، اس بندئہ خدا ميں جو خوبى ہو گى اسى كو بيان كرونگا_

زياد نے اپنے جلادوں سے كہا كہ اسكو اتنا مارو كہ انكى گردن ٹوٹ جائے ، ان لوگوں نے صيفى كى خوب پٹائي كى_

زياد نے پھر پوچھا ، اب على (ع) كے بارے ميں كيا كہتے ہو_

صيفى نے كہا خدا كى قسم ، اگر تم لوگ مجھے تلوار سے ٹكڑے ٹكڑے بھى

کر دو گے تو وہی کہوں گا جو انکی خوبی کی علامت ہے_

زیاد نے کہا _ اگر علی (ع) پر نفرین نہیں کرو گے تو تمہاری گردن اڑا دو نگا_

صیفی نے جواب دیا _ تم میری گردن کو تن سے جدا کر سکتے ہو مگر جس چیز کو سننا چاہتے ہو اسکو میری زبان سے نہیں سن سکتے ہو ، میں قتل ہو کر خوش نصیب بن جائو نگا اور تم قتل کر کے بدبخت ہو جائو گے_

یہ سننا تھا کہ زیاد نے حکم دیا کہ اسکو زنجیروں میں جکڑ کر قید خانہ میں ڈال دیا جائے اخر اس شخص (صیفی) کو بھی حجر اور انکے ساتھیوں کے ساتھ شہید کر دیا گیا(۱)

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ زیاد نے حضر موت کے اطراف سے دو ادمیوں کو معاویہ کے پاس بھیجا اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ یہ لوگ دین علی (ع) اور انکے چاہنے والے ہیں_

معاویہ نے جواب دیا _ جو بھی دین علی (ع) اور انکی اطاعت میں ہے انکو قتل کر کے ان کی لاشوں کو پا ئمال کر دو_

زیاد نے ان دونوں محبان علی (ع) کو کوفے کے دار الامارہ پر سولی دیدی (۲(

ایك دوسرا خط معاویہ کے پاس یہ لکھا کہ ایك قبیلہ خثعمی کے فرد نے میرے سامنے علی (ع) کی مدح سرائي کی ہے اور عثمان کو

_۱طبری ج٦ ص ۱٤۹ ، ابن اثیر ج۳ ص ۲۰٤ ، اغانی ج ١٦ ص ۷ ، ابن عساکر ج ٦ ص ٤٥۹
_۲المحبر ص ٤۷۹

برے الفاظ سے یاد کیا ہے ، اس سلسلہ میں تمہارا حتمی فیصلہ کیا ہے_

معاویہ نے جواب دیا _ اس شخص کو زندہ در گور کر دو ، زیاد نے یہ کام معاویہ کے کہنے پر انجام دیا کہ لوگ خوف و دہشت کے مارے فضائل علی (ع) کو بیان نہ کر سکیں_(۱)

مورخین نے زیاد کی تباہکاریوں کے سلسلے میں بہت کچھ تحریر کیا ہے خود ابن عساکر لکھتا ہے ، ایك روز زیاد نے تمام اہل کوفہ کو دعوت دی جب مسجد

کوفہ لوگوں سے بھر گئي تو زیاد نے اس جم غفیر کو حکم دیا کہ تم لوگ علی (ع) پر نفریں کرو (۲_ (

مسعودی لکھتے ہیں:

زیاد نے اہل کوفہ کو اپنے قصر میں بلایا اور ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ علی (ع (کو برا بھلا کہو اور اپنے مامورین سے جتا دیا کہ اگر کوئي شخص علی (ع) پر نفرین کرنے سے کترائے تو اسکی گردن فوراً اڑا دو مگر خوش قسمتی یہ رہی کہ اسی وقت مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا اور اس دنیا سے مر کھپ گیا اس طرح اہل کوفہ نے چین و سکون کی سانس لی (۳(

عمرو بن حمق خزاعی کی ذات وہ تھی جن کا شماربہادروں میں ہوتا تھا ، مگر حاکم کوفہ زیاد نے انکے قتل کا فرمان جاری کر دیا تھا ، یہ امام علیہ السلام پر تبرا نہ بھیجنے کے ڈر سے جنگل میں جا کر چھپ گئے ، لیکن حاکم کوفہ (زیاد) کے ظالم سپاہیوں نے انکو چراغ کے ذریعہ ڈھونڈھنا شروع کیا اخر کار عراق کے تپتا صحراء کے ايك غار میں انکو گرفتار کر لیا گیا اور حاکم کوفہ کی خدمت میں پیش کیا گیا ، مگر عمر و بن حمق خزاعی نے امام (ع) کو کچھ نہ کہا جسکے بدلے میں انکو زیاد نے قتل کر دیا پھر انکے سر کو معاویہ کے پاس بھیجا اس نے حکم دیا کہ اس سر کو بازار میں لٹکا دیا جائے تاکہ لوگ اس سر سے عبرت لیں_

چند دنوں بعد اس سر کو عمرو بن حمق کی بیوی کے پاس بھیجا گیا جو خود اسی محبت علی (ع) کیوجہ سے قید خانہ کی صعوبتوں کو برداشت کر رہی تھیں ، جب انھوں نے اپنے شوہر کے کٹے ہوئے سر کو دیکھا تو حسرت و یاس کے مارے یہ کہا ، کتنا زمانہ ہو گیا کہ تم لوگوں نے میرے شوہر کو مجھ سے چھڑا دیا تھا ، لیکن اب اسکے سر کو میری خدمت میں تحفہ بنا کر پیش کرتے ہو ارے یہ تحفہ بڑا قیمتی _(٤_(

_۱طبری ج٦ ص ١٦٠ ، ابن اثیر ج۳ ص ۲۰۹ ، ا غانی ج ١٦ ص ١٠ ، ابن عساکر ج۲ ص ۳۷۹
_۲ابن عساکر ج۲ ص ٥١٧
_۳مروج الذھب ج۳ ص ۳۰
_٤ابن قتیبہ کی المعارف ص ١٢٧ ، استیعاب ج۲ ص ٥١٧ ، اصابہ ج۲ ص ٥٢٦ ، ابن کثیر ج۸ ص ٤٨ ، المعبر ص ٤٩٠

بلاد اسلامی کے منبروں سے امیر المومنین پر نفرین

امام علیہ السلام کے اصحاب کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش اور جھوٹی حدیثوں کے ذریعہ نیك کردار کو بد نام کرنا نیز بد کردار کو نیك کردار کرنے کی سازش یہ ساری کی ساری معاویہ کی سیاست تھی جو تمام بلاد اسلامی میں اگ کی طرح پھیل چکی تھی ، زیاد بن ابیہ اور معاویہ کے دیگر حکمرانوں نے اس سیاست کو تر ویج دینے میں بہت مشکلات کا سامنا کیا تھا اور اس سلسلہ میں مورخین نے ان حکمرانوں کی زیادتیوں اور تبابکاریوں کو بیان بھی کیا ہے_

یہ تمام تبابکاریاں اور گندی سیاست بنی امیہ کے دور میں دیکھنے میں اتی ہے ، کیونکہ ان لوگوں نے مسلمانوں کے ذہن و دماغ کو اسی لئے حقائق سے دور رکھا تھا تاکہ تمام بلاد اسلامی کے منبروں سے حضرت علی (ع) کو برا بھلا کہا جائے اور صرف ایك سیستان کا صوبہ تھا جو معاویہ کے حکم کو نہیں مان رہا تھا اور ایك مرتبہ کے علاوہ اہل سیستان نے منبروں سے حضرت علی (ع) کو برا بھلا نہیں کہا:

اس ایك مرتبہ کے بعد سیستانیوں نے اموی ارکان خلافت سے عہد و پیمان کیا کہ ہم کو حضرت امیر المومنین (ع) پر نفرین کرنے سے باز رکھا جائے ، درانحالیکہ اسی زمانے میں شہر اسلامی کے دو مقدس ترین شہروں (مکہ و مدینہ) میں منبروں سے امام (ع) پر لعنت بھیجی جا رہی تھی (۱(

ضمیر فروش خطیبوں نے خاندان علوی (ع) کے سامنے امام (ع) بزرگوار پر لعن و طعن کی تھی جنھیں مورخین نے نقل کئے ہیں ،لیکن میں ان تمام واقعات کو چھوڑتے ہوئے صرف ایك واقعہ پیش کر رہا ہوں_

ایك مرتبہ عمر و بن عاص نے منبر سے حضرت علی (ع) کو خوب برا بھلا کہا ، جب یہ اترگیا تو اسکے بعد مغیرہ بن شعبہ منبر پر اگیا اور اس نے بھی امام (ع) کے حق میں نا زیبا کلمات زبان پر جاری کئے ، درانحالیکہ اس مجلس میں حضرت امام حسن مجتبی (ع (موجود تھے ، حاضرین نے امام (ع) سے ان دونوں (عمر و عاص، مغیرہ) کا جواب دینے کے لئے کہا:

_۱یاقوت حموی ج۵ ص ۳۸ مطبوعہ مصر

انحضرت (ص) نے ایك صورت میں جواب دینے کی پیشکش کو قبول کیا کہ اگر میں حق بات کہوں تو تم سب میری تصدیق کرنا اور اگر نا حق بات کہوں تو (العیاذ باللہ) میری تکذیب کرنا ، امام علیہ السلام اس عہد و پیمان کے بعد منبر پر گئے اور حمدالہی کے بعد عمر واور مغیرہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ، تم دونوں سے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ ایا تم دونوں بھول گئے ہو جو رسول (ص) نے مہار پکڑنے والے کو اور مرکب ہنکانے والے کو نیز سوار پر لعنت بھیجی تھی جن میں ایك فلاں شخص (معاویہ) تھا (١_ (

حاضرین نے کہا اپ سچ کہتے ہیں:

دوسری مرتبہ پھر عمر و عاص و مغیرہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

ایا تم دونوں کو معلوم نہیں ہے جو پیغمبر اسلام (ص) نے عمر و عاص کے ہر شعرکے بیت پر لعنت بھیجی تھی (٢) ، تمام لوگوں نے کہا خدا کی قسم اپ سچ کہتے ہیں (٣_ (

لیکن جو مومن اور اہلبیت علیہم السلام کے چاہنے والے تھے کبھی بھی خطبوں میں نیز جس نشست میں علی (ع) کو برا بھلا کہا جاتا تھا اس میں شریك نہیں ہوتے تھے ، اور قبل اسکے کہ خطبہ دیا جائے مسجد کو چھوڑ دیتے تھے_

یہی وجہ تھی جو معاویہ کے حکمرانوں نے حکم خدا و رسو ل(ص) کو بدل دیا تھا ، اور جس نماز میں پہلے خطبہ تھا اسکو بعد میں پڑھا گیا_

کتاب محلی میں ابن حزم رقمطراز ہیں:

بنی امیہ کی حکومت میں سب سے پہلے جو کام انجام دیا گیا وہ یہ تھا کہ خطبہ نماز کو نماز پر مقدم کر دیا گیا ، ان لوگوں نے اپنے نا مشروع فعل کی توجیہ و تاویل اس طرح کی کہ لوگ نماز ختم ہونے کے بعد چلے جاتے ہیں اور خطبہ کو نہیں سنتے ہیں_

لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ان لوگوں نے اتنا علی (ع) کو برا بھلا کہا کہ نمازی اپنی نماز تمام کر کے مسجد سے بھاگ جاتے تھے اور مسلمان کا یہ فعل صحیح معنوں میں درست و حق تھا (٤(

_١سوار ابو سفيان، مہار تھامنے والا يزيد بن ابو سفيان نيز ہنكانے والا معاويہ تھا اور پيغمبر اسلام (ص) نے ان تينوں پر لعنت بھيجى تھي
_٢عمر و عاص نے عصر جاہليت ميں ايك قصيدہ رسول (ص) كى مذمت ميں كہا تھا انحضرت نے بد دعا كر كے خدا وند عالم سے درخواست كى كہ اسكے ہر بيت پر ايك لعنت بھيجے
_٣تطہير اللسان ص٥٥
_٤محلى ج٥ ص ١٨٦ ، امام شافعى ج١ ص ٢٠٨

صحيح بخارى اور صحيح مسلم نيز حديث كى دوسرى معتبر كتابوں ميں ابو سعيد خدرى سے يوں نقل ہوا ہے_

ميں (سعيد) حاكم مدينہ مروان كے ساتھ عيد الاضحى يا عيد الفطر كى نماز عيد گاہ ميں پڑھنے گيا ، كثير بن صلت كے بنائے ہوئے منبر كے قريب جيسے ہى مروان پہونچا تو اس پر چڑھ گيا اور نماز سے پہلے خطبہ دے ڈالا ، ميں نے اسكو لاكھ روكا مگر وہ نہ مانا ، جب خطبہ ديكر مروان نيچے اترا تو ميں نے اس سے كہا كہ خدا كى قسم ، تم نے تو دين و شريعت كو بدل ڈالا ہے

مروان نے كہا ، اے ابو سعيد جن چيزوں كو تم بنام دين سمجھتے ہو وہ تمام كى تمام دنيا سے اٹھ گئي ہيں_

ابو سعيد نے كہا ، خدا كى قسم ، ان بدعتوں سے بہتر يہ تھا كہ كچھ جانتے ہى نہيں ، مروان نے كہا ، اگر نماز سے پہلے خطبہ نہ ديتے تو لوگ ميرے خطبے كو ہرگز نہيں سنتے اسى وجہ سے ميں نے نماز سے پہلے خطبہ ديديا ہے (١(

بعض لوگوں كا لعنت سے گريز

خلافت اموى كے حكام و مامورين نے صرف عام لوگوں سے حضرت على (ع) پر لعنت نہيں بھجوائي ، بلكہ اصحاب رسول (ص) جو اسلام كى معرفت ركھنے كيوجہ سے زيادہ مستحق پيروى تھے ان سے بھى كہا كہ ميرے حكم كو مانيں اور على (ع) پر لعنت بھيجيں_

سہل بن سعد كہتے ہيں:

ايك روز ال مروان (١) كے ايك حاكم نے مدينہ ميں مجھے طلب كيا اور ہم سے كہا كہ تم على (ع) پر لعنت بھيجو ، ميں نے حاكم مدينہ كى بات كو ٹھكرا ديا_

حاکم نے کہا اچھا ابو تراب(ع) پر لعنت بھیج دو_

سہل نے کہا ، حضرت علی (ع) کو سارے ناموں میں سب سے زیادہ محبوب نام ابو تراب(ع (تھا اور جب لوگوں نے اس نام سے یاد کیا تو اپ بہت خوش ہوئے_

حاکم مدینہ نے کہا _ مجھے اس نام کی داستان سے مطلع کرو اور خوش ہونے کا سبب بتائو ، میں نے کہا ایك مرتبہ پیغمبر(ص (

_١بخاری ج٢ ص ١١١ ، مسلم ج٣ ص ٢٠ ، سنن ابی داو د ج١ ص ١٧٨ ، ابن ماجہ ج١ ص ٣٨٦ ، بیہقی ج٣ ص ٢٩٧ ، مسند احمد ج٣ ص ٢٠
_٢مقصود مروان بن حکم ہو گا

اسلام جناب سیدہ(ع) کے گھر تشریف لائے اور علی (ع) کو وہاں موجود نہ پاکر اپنی بیٹی سے پوچھا کہ تمھارے چچا زاد بھائي کہا ں ہیں_

فاطمہ(ع) نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان تھوڑا سا سخت کلامی ہو گئي ہے اور اسکے بعد انھوں نے گھر میں ارام نہیں کیا اور باہر چلے گئے_

انحضرت (ص) نے ایك شخص سے کہا کہ جا کر دیکھوکہ علی (ع) کہا ں ہیں اس نے جب مسجد میں حضرت علی (ع) کو لیٹے ہوئے دیکھا تو رسول اکرم (ص) سے جا کر کہا کہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں ، جب رسول اکرم (ص) نے علی (ع) کو خاك میں اٹے ہوئے دیکھا تو بڑی مہر بانی سے انکے جسم سے خاك کو جھاڑا اور کہا ، اٹھو ابو تراب ، اٹھو ابو تراب(١)

ابو تراب کے معنی مٹی کو دوست رکھنے والا ہے بنی امیہ نے یہ گمان کر لیا تھا کہ علی (ع) کی یہ کیفییت ذلیل و حقیر ہے درانحالیکہ انکو یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ یہ لقب خود علی (ع) کے کمال کی دلیل ہے جو اس طرح رسول (ص) اپ سے لطف و مہربانی سے پیش ارہے تھے ، ورنہ بنی امیہ لوگوں سے یہ نہ کہتے کہ ابو تراب(ع) پر لعنت بھیجو_

عامر بن سعد جو خود اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے کہتا ہے:

ایك مرتبہ معاویہ نے میرے باپ (سعد) کو اپنی خدمت میں بلایا اور ان سے کہنے لگا کہ تم علی (ع) کو برا بھلا کیوں نہیں کہتے ہو ؟

میرے باپ نے جواب دیا کہ _ اے معاویہ جب تك مجھے یہ تین حدیثیں یاد رہیں گی کبھی علی (ع) کو برا بھلا نہیں کہہ سکتا ، اور رسول (ص) کی یہ حدیثیں میری نظر میں عرب کے سرخ رنگ کے اونٹوں سے زیادہ قیمتی ہیں_

_۱جب رسول (ص) ایك جنگ (تبوك) میں جا رہے تھے اور علی (ع) کو ساتھ نہ لے گئے اور انکو شہر مدینہ کے منافقوں سے نپٹنے کے لئے چھوڑ دیا تھا تو اس وقت علی (ع) نے بہت گریہ کیا اور انحضرت (ص) سے فرمایا : اے رسول(ص) خدا مجھے عورتوں اور بچوں کے درمیان چھوڑ کر جاتے ہیں تو میں نے اپنے کانوں سے رسول(ص) اکرم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا " اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الّا انہ لا نبی بعدی"

_۱صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲٤

ترجمہ : ایا تم راضی نہیں ہو کہ تمھارا وہی مرتبہ ہے جو موسی کے لئے ہارون کا تھا فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئي نبی ہونے والا نہیں ہے_

_۲دوسری مرتبہ جنگ خیبر میں کہتے ہوئے سنا تھا"لاعطینّ الرایة غدا رجلاً یحب الله و رسولہ و یحبہ الله و رسولہ "

ترجمہ : کل میں اس مرد کو علم دوں گا جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول (ص) اسے دوست رکھتے ہیں ،ہم تمام لوگ گردنوں کو بلند کر کے رسول (ص) خدا کو دیکھنے لگے اپ (ص) نے فرمایا : علی (ع) کہاں ہیں ؟

حاضرین ان کو بلانے کے لئے دوڑے جبکہ علی (ع) کے انکھوں میں شدید درد تھا وہ اسی حالت میں پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں لائے گئے ، انحضرت (ص) نے ان کی انکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا پھر علم جنگ انکے ہاتھوں میں دیا جسکے بعد خدا وند عالم نے انکو فتحیابی سے ہمکنار کیا_

مجھے وہ بھی وقت یاد ہے جب یہ ایت نازل ہوئي تھی ،کہ" فقل تعالوا ندع ابنا ئنا الخ_

ترجمہ : پس ان سے کہو کہ ائو اس طرح فیصلہ کر لیں کہ ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لائو ، پیغمبر(ص) اسلام نے علی (ع) ، فاطمہ(ع) ،

حسن(ع) ، حسین(ع (کو بلایا اور کہا ، اے میرے مالك یہی ہمارے اہلبیت(ع) ہیں

_

مسعودی سعد بن وقاص اور معاویہ کی ملاقات کو طبری سے یوں نقل کرتا ہے

_

جب معاویہ حج کرنے کے لئے مکہ ایا تو سعد بن وقاص سے طواف کعبہ کے وقت ملاقات ہوئي ، جب طواف کر چکا تو سعد کو لیکر دار الندوہ (جو عصر جاہلیت میں بزرگان قریش کے اجتماع کی جگہ تھی) ایا اور سعد سے کہا کہ تم علی (ع) پر لعنت بھیجو ، معاویہ کی اس بات پر سعد کو اتنا غصہ ایا کہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور کہا:

اے معاویہ ، تو مجھے اسی لئے لیکر ایا ہے تاکہ علی (ع) جیسے شخص پر لعن و طعن کروں خدا کی قسم ، اگر علی کے فضائل و کمالات میں سے ایك فضیلت میرے اندر ہوتی تو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب و قیمتی ہوتی)١(

مسعودی نے اس واقعہ کو لکھنے کے بعد ایك عبارت پیش کی ہے جو اس واقعہ سے تھوڑا سا فرق رکھتی ہے_

_١صحیح مسلم ج٧ ص ١٢٠ ، ترمذی ج ١٣ ص ١٧١ ، مستدرك ج٣ ص ١٠٩ ، اصابہ ج٢ ص ٥٠٢

سعد نے معاویہ سے کہا کہ ، خدا کی قسم ، جب تك زندہ رہو نگا تیرے گھر میں قدم نہیں رکھوںگا یہ کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے)١(

ابن عبد ربہ اندلسی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

امام حسن (ع) مجتبی کی شہادت کے بعد معاویہ خلیفہ بن کر مکہ حج کرنے گیا پھر مدینہ کی طرف رخ کیا اسکی اس سفر میں یہ خواہش تھی کہ مسجد النبوی (ص) کے منبر سے علی (ع) کو برا بھلا کہے_

معاویہ کے اطرافیوں نے اس سے کہا ، اس شہر (مدینہ) میں فاتح ایران اور با عظمت صحابی سعد بن وقاص رہتے ہیں ، وہ اس کام کو ہرگز ہونے نہیں دیں گے

لہذا بہتر یہی ہے کہ انکے پاس جا کر ان سے پوچھ لیا جائے_

مامورین معاویہ، سعد کے پاس گئے جیسے ہی انھوں نے سنا تو ان لوگوں سے کہا _ اگر اس کام کو انجام دیا گیا تو یاد رکھو جس مسجد کے در سے علی (ع) کو برا بھلا کہا گیا اس در میں ہرگز قدم نہیں رکھےںگے_

یہ بات اس وقت واضح ہوگی جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ مدینہ میں مسجد نبوی (ص (کے بارے میں گفتگو ہوئي تھی یا کوئي اور مسجد تھی_

معاویہ سعد کے نفوذ کے سامنے مات کھا گیا اورجب تك وہ زندہ رہے معاویہ اس کام کو انجام نہ دے سکا_

لیکن جب سعد بن وقاص اس دنیا سے چلے گئے تو معاویہ نے مدینہ کے اندر بار دیگر سعی و کوشش کی اور امام علی (ع) کو مسجد نبوی (ص) کے منبر سے گالی دي_

یہی وہ دور تھا جس میں معاویہ نے اپنے تمام کارندوں کو خط لکھا اور حضرت علی) ع) پر تمام بلاد اسلامی کے منبروں سے لعن و طعن کروائي_

زوجہ رسول (ص) ام سلمی نے کئي خطوط معاویہ کے پاس بھیجے جن میں ان باتوں کو لکھا اے معاویہ ، تو تمام منبروں سے علی (ع) اور انکے ساتھیوں پر نفرین کروا رہا ہے جبکہ یہ نفرین خدا و رسول (ص) پر ہو رہی ہے_

میں قسم کھاتی ہوں کہ خدا اور پیغمبر(ص) اسلام اسکو دوست رکھتے تھے ، مگر ام سلمی کے خط نے کوئي خاص اثر معاویہ پر نہیں ڈالا

_١مروج الذهب ج٣ ص ٢٤

بلکہ اس نے ان خطوط کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا تھا _ (١_ (

معاویہ کا اخری ہدف

جب بھی معاویہ اپنے حسب و نسب اور اپنے خاندان کے کرتوت پر (جو اسلام کے مقابلے میں جنگ کی تھی)نظر دوڑاتا تھا تو شرم و حیاء کے مارے اسکا سر جھك جاتا تھا اور یہ تمام چیزیں اسکی حیرانی و پریشانی کی باعث بن جاتی

تهيں ، كيونكہ ايك طرف اسلام نے اس كو اور اسكے خاندان كو ضرب كارى لگا كر ذلت و رسوائي كے كھنڈر ميں ڈال ديا تھا_

دوسرى طرف اس كے ديرينہ رقيب بنى ہاشم شہرت كے فلك چہارم پر جا رہے تھے ، يہ تمام مشكلات اسكے ذہن و دماغ پر پہاڑ كى طرح بوجھ بنى ہوئي تھى ، جنكو ہلكا كرنے كے لئے اس نے اصحاب پيغمبر (ص) سے جنگ كى تھى_

ليكن ان تمام جنگوں ميں امير شام معاويہ كى يہى كوشش رہى كہ كہيں سے اپنے كينے كا اظہار نہ ہو كيونكہ ابھى حكومت نئي ہے ورنہ جان و مال خطرے ميں پڑ جائے گا ، ليكن جب ايك دن مغيرہ بن شعبہ كے ساتھ تنہائي ميں بيٹھا، چونكہ دونوں عصر جاہليت سے اپس ميں دوست تھے نيز سالہا سال دونوں سياہكاريوں و تباہكاريوں ميں ايك دوسرے كا ہاتھ بٹا رہے تھے تو معاويہ نے اپنى سياست كو فاش كر ديا_

كتاب الموفقيات ميں زبير بن بكار ، مطرف بن مغيرہ ، سے نقل كرتے ہيں ، ميں اپنے والد (مغيرہ) كے ساتھ شام گيا ہم دونوں كا قيام معاويہ كے يہاں تھا ميرے والد ہر روز امير شام معاويہ كے پاس جا يا كرتے تھے اور جا كر گھنٹوں باتيں كيا كرتے تھے اور جب معاويہ كے پاس سے اتے تھے تو سارى باتوں كو بيان كرتے تھے _ايك دن معاويہ كے پاس سے ائے تو ميں نے كھانا حاضر كيا ، ليكن انھوں نے نہيں كھايا ، ميں اپنے دل ميں سوچنے لگا كہ كہيں ہم سے كوئي خطا تو سرزد نہيں ہو گئي ہے_

لہذا ميں نے اپنے باپ (مغيرہ) سے سوال كيا كہ اج كى شب اپ كيوں اتنا كبيدہ خاطر ہيں_

ميرے باپ نے جواب ديا كہ ، اے ميرے لال ، اج ہم خبيث ترين و كافر ترين شخص كے پاس سے ارہے ہيں_

_١عقد الفريد ج٣ ص ١٢٧

ميں نے پوچھا وہ كون ہے ؟

ميرے باپ نے كہا ارے وہى معاويہ ہے اج اسكى مجلس اغيار سے خالى تھى ، تو ميں نے اس سے كہا كہ اے امير المومنين اپ تو اپنے ہدف تك پہونچ گئے ہيں

_

لہذا اس بوڑھاپے میں عدل و انصاف سے کام لیجئے اور اپنے رشتہ داروں (بنی ہاشم (پر رحم و کرم کیجئے تاکہ لوگ اپکی تعریف و تمجید کریں_

خدا کی قسم ، اب ان لوگوں سے کسی چیز کا خوف نہیں ہے_

اس پر معاویہ نے کہا ، جو کچھ تم نے کہا ہے بہت مشکل ہے ، ابو بکر تخت خلافت پر ائے عدل و انصاف کیا تمام زحمتوں کو برداشت کیا مگر خدا کی قسم ، ايك موذن بھی ان کا نام اذان میں نہیں لیتا ہے_

عمر خلیفہ بنے دس سال کی طویل مدت تك سختیوں کو جھیلا مرنے کے بعد كوئي بھی ان کا نام لیوا نہیں ہے_

اخر میں ہمارے بھائي عثمان تخت خلافت پربرا جمان ہوئے جو نسب کے اعتبار سے كوئي بھی ان کا ہم پلہ نہیں ہے اور جو کچھ کرنا تھا انھوں نے انجام دیا لیکن ان کے ساتھ کیسا حادثہ پیش ایا جسکی وجہ سے مار ڈالے گئے ، مگر ان کا بھی كوئي نام نہیں لیتا ہے ، اور لوگوں نے انکی کار کردگی کو بالائے طاق رکھ دیا ہے درانحالیکہ اس مرد ہاشمی (محمد(ص)) کا نام موذن ہر روز پانچ مرتبہ تمام بلاد اسلامی کے گلدستہ اذان سے لیتا ہے کہ

اشہد ان محمد رسول(ص) اللہ_

اے مغيره تم ہی فیصلہ کرو کہ ایسی صورت میں کون سا اچھا کام اور کس کا نام باقی رہ سکتا ہے_

خدا کی قسم ، جب تك اس نام کو نہ مٹادونگا اس وقت تك چین و سکون سے نہیں بیٹھوںگا (١) رسول خدا (ص) کی شہرت

عامہ سے معاویہ کا سینہ اگ کی بھٹی ہو رہا تھا (کیونکہ معاویہ کے بھائي ، ماموں اور دوسرے رشتہ داروں کو جنگ بدر میں مارا تھا) لہذا اس نام کو مٹانے کے لئے اس نے ان دو سیاستوں انتخاب کیا ، اسکی پہلی سیاست یہ تھی جس کا خلاصہ یہ ہے ، کہ بنی ہاشم کی ايك فرد بھی زمین پر زندہ نہ رہے یہ بات صرف میں نہیں کہہ رہا ہوں ، بلکہ اسکی وضاحت خود مولائے

_١مروج الذهب ج ٩ ص ٤٩ ، شرح نہج البلاغہ ج١ ص ٤٦٣

کائنات امیر المومنین (ع) نے بھی کی ہے کہ خدا کی قسم معاویہ چاہتا ہے کہ بنی ہاشم کی ایك فرد بھی روئے زمین پر باقی نہ رہے اور خدا کا نور بجھ جائے درانحالیکہ خدا وند عالم اپنے نور کو تمام عالم میں پھیلا کر رہے گا چاہے کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے (۱(

معاویہ کی دوسری سیاست یہ تھی کہ بنی ہاشم کے نام و نشان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے اسی لئے جھوٹی حدیثوں اور سیرت و تاریخ کا ایك بڑا کارخانہ کھولا تاکہ ان کی منقصت کر کے کردار کو بد نام کر دیا جائے اور بنی امیہ کی فضیلت و منزلت کا پر چار کیا جائے ، یہی وجہ تھی کہ اس نے رسول (ص) کی لعنت والی حدیث جو خود اسکے اور ابو سفیان یا خاندان اموی کی کسی ایك فرد جسیے عمر و بن عاص کے سلسلے میں تھی کے مقابلے میں رسول اسلام (ص) سے جھوٹی حدیث منسوب کر کے لوگوں کے درمیان پر چار کرائي کہ ، بارالہا میں انسان ہوں_

اگر غصے کی حالت میں کسی پر غلطی سے لعنت بھیجدی ہے یا اسکی مذمت کر دی ہے تو اس لعن و تشنیع کے بدلہ میں اسکے گناہوں کو معاف کر دے تاکہ پاك و پاکیزہ ہو جائے_

ان جعلی حدیثوں نے معاویہ کے حق میں شمشیر برّان کا کام کیا ، ایك طرف رسول اکرم (ص) نے جو کچھ ا س کے یا اس کے خاندان والوں کے سلسلے میں کہا تھا جو حقیقت میں سچ تھا ان حدیثوں سے اس نے داغدار دامن کو پاك و صاف کر لیا_

دوسری طرف پیغمبروں (ص) کو ایك معمولی انسان دکھایا کہ انھوںنے جو کچھ کہا تھا وہ سب غصے میں کہا ، جبکہ اپ لوگ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ خدا وند عالم نے اپنے رسول(ص) کے اخلاق و کردار کی کتنی تعریف و تمجید کی ہے ، اور انکو انك لعلی خلق عظیم سے یاد کیا ہے ، اور اپکے متعلق سورہ ال عمران میں ارشاد فرمایا ہے ، "فبما رحمة من الله لنت لهم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولك "نیز دوسری جگہ کہا کہ ، انکی تمام باتیں وحی الہی کا سر چشمہ ہیں " وما ینطق عن الهوی ان هو الّا وحی یوحی " سورہ نجم ایت۳_۳

معاویہ کی اس بری سیاست کو ہر کس و نا کس نہیں سمجھ پایا تھا یہی وجہ

تھی جو سادہ لوح افراد تھے اور وہ اپنی ذات سے بے بہرہ تھے اسکی اواز پر دوڑنے لگے ، اور معاویہ کی ہاں میں ہاں ملانے لگے ، اور جو ضمیر فروشوں نے اسکے حکم سے بناوٹی حدیثیں تیار کی تھیں انھیں ہر جگہ بیان کرنے لگے اگر چہ معاویہ نے اپنے اندر ونی کینے کو لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کیا

_١مروج الذھب ج٣ ص ٢٨

لیکن اپنی نا پاك تمنائوں کو کھلے عام انجام دیا ہاں،اس نے ایك طرف عثمان اور ان کے ہمراہیوں کا کھل کر ساتھ دیا_ اور دوسری طرف علی (ع) اور ان کے خاندان والوں نیز ان کے چاہنے والوں پر کہ جنھوں نے اس کی سیاہکاریوں میں ہاتھ نہیں بٹایا تھا ظلم و ستم کا پہاڑ ڈھایا ، اور کسی کو اذیت دی تو کسی کو قید خانے میں ڈلوایا تو کسی کو زندہ در گور کیا گیا ، ہماری بحث کی محور ام المومنین عائشه کی ذات ہے کہ جس وقت انسانیت سولی پر چڑھائي جا رہی تھی اور شیعیان علی (ع) کو شکنجوں اور قید خانوں کی اذیتوں میں مبتلا کیا جا رہا تھا اپ اسوقت بھی ارکان حکومت اموی کی نظر میں باعث صد احترام تھیں اور معاویہ نے جو امیر المومنین (ع (سے جنگ کی تھی تو اس میں بھی اپ نے معاویہ ہی کا ساتھ دیا تھا ،جب اپ حضرات نے یہاں تك ان کی کارکردگی کو ملاحظہ فرما لیا تو اس بات کو بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ انھوں نے معاویہ کی جعلی حدیثوں کے کار خانے میں کتنا حصہ لیا ہے_

سعد بن ہشام نے حکیم بن افلح سے عائشه کے گھر جانے کو کہا ، اس نے کہا کہ ہم ان کے یہاں ہر گز نہیں جائیں گے ، میں نے عائشه کو جب دو گروہوں (حزب علوی اور حزب عثمان) میں اختلاف چل رہا تھا تو ان کو مداخلت کرنے سے منع کیا لیکن انھوں نے میری بات نہیں مانی اور اپنی ڈگر پر چلتی رہیں (١) یہ جو افلح نے عائشه کے بارے میں کہا کہ حزب علوی (ع) اور حزب عثمان کے اختلاف میں مداخلت كي، اس کا مطلب کیا ہے ؟

اپ نے پہلے دیکھا نیز ائندہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ عائشه نے ان حالات میں عثمان کے پارٹی کی خوب تعریف و تمجید کی اور ان کے حق میں رسول اسلام(ص) سے جھوٹی حدیثوں کو منسوب کر کے بیان کیا تھا_

انھوں نے حزب علوی (ع) کی خدمت میں یقیناً حدیثیں گڑھی ہو نگی ، ان ہی

باتوں کی وجہ سے حکیم افلح نے انکو منع کیا لیکن انھوں نے اسکی بات پر کان نہیں دھرا_

_١مسند احمد ج٦ ص ٥٦ ، تہذیب التہذیب ج٢ ص ٤٤٤

عائشه کی ایك حدیث

احمد بن حنبل اپنی مسند میں نعمان بن بشیر سے نقل کرتے ہیں:

معاویہ نے مجھے ایك خط دیکر عائشه کے یہاں بھیجا ، میں نے اس خط کو عائشه کی خدمت میں پیش کیا تو اپ نے فرمایا ، اے میرے لال ، میں نے جو کچھ پیغمبر(ص) اسلام سے سنا ہے اس کو تم سے بیان نہ کروں ؟

نعمان نے کہا ، ضرور بیان کیجئے:

عائشه نے کہا ، ایك روز ہم اور حفصہ رسول (ص) کی خدمت میں بیٹھی ہوئي تھی کہ اپ(ص) نے فرمایا کہ کتنا اچھا ہوتا کہ کوئي بات کرنے والا اجاتا_

عائشه نے کہا اے رسول خدا (ص) ہم اپنے باپ (ابو بکر) کو بلا دیں

انحضرت (ص) نے کچھ جواب نہیں دیا

رسول (ص) نے بار دیگر اپنی خواہش بیان کی حفصہ نے کہا ہم اپنے باپ (عمر)کو بلادیں حضور (ص) خاموش رہے_

اس کے بعد رسول اسلام (ص) نے ایك شخص کو بلایا اور چپکے سے اسکے کان میں کچھ کہا وہ ادمی چلا گیا ، تھوڑی دیر بعد عثمان اگئے ، انحضرت(ص) نے ان سے خوب باتیں کیں ، گفتگو کے درمیان میں نے سنا کہ حضور(ص) یہ فرما رہے ہیں_

اے عثمان ، عنقریب خدا وند متعال تمہارے جسم پر ایك لباس (خلافت) پہنانے والا ہے اگر لوگوںنے اس لباس کو تم سے چھیننے کی کوشش کی تو تم اسکو ہر گز نہ اتارنا_

رسول(ص) خدا نے اس فقرے کو تین بار دہرایا

نعمان بن بشیر کہتا ہے کہ میں نے کہا:

اے ام المومنین یہ حدیث عثمان کی مخالفت کرتے وقت اور لوگوں کو انکے خلاف بھڑکاتے وقت یاد نہیں رہی تھی_

عائشه نے کہا اے نعمان میں اسکو ایسا بھول گئي تھی گویا کبھی سنا ہی نہیں تھا(١)

یہ واقعہ اس زمانہ میں پیش ایا کہ خلیفہ وقت معاویہ نے عائشه کو خط لکھا اور نعمان اس کو لیکر گیا اور یہ اس کا منتظر ہے کہ یہ

_١مسند احمد ج٦ ص ١٤٩

جواب دیں ایسے وقت میں رسول (ص) کی ایك حدیث عائشه کو یاد ائي ہے اور قاصد سے بیان فرمائي کہ رسول (ص) نے عثمان کے بارے میں وصیت کی تھی کہ ائنده کا خلیفہ عثمان ہے پھر لباس خلافت کو ہرگز جسم سے نہ اتارنا_

غور طلب بات یہ ہے کہ اس خط سے حدیث کا کیا ربط ہے ؟

ایا معاویہ نے اپنے خط میں ان سے سفارش کی تھی کہ عثمان کا دفاع کریں ؟

یا یہ کہ جب قاصد امیر شام معاویہ کے یہاں پلٹ کر جائے تو انکی حدیث کو معاویہ سے بیان کرے ؟

یا کوئي دوسری بات تھی ؟

ایا ممکن ہے کہ جو عائشه ایك طویل مدت تك عثمان سے جھگڑا کرتی رہیں اور لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکاتی رہیں یا اسی قسم کی دوسری باتیں جو معاویہ کے زمانے میں پیش ائیں ، اور لوگوں سے بیان کیا تھا اسکی وجہ صرف اتنی ہے کہ معاویہ کے زمانے میں عائشه ایك کنیز کی طرح زندگی گذار رہی تھیں_

اور جو کچھ جھوٹی حدیثیں اپنے باپ یا عمر و طلحہ نیز خاندان کی فضیلت میں بیان کی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ معاویہ کی حدیث گڑھنے والی سیاست کو

کامیاب بنا کر اس کو خوش کرنا تھا اور اس سلسلہ میں انھوں نے اپنے رشتہ دار اور چاہنے والوں کے فضائل کو نشر کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور بھی لگایا تھا اسی لئے محاورہ بھی ہے کہ جسکو چوٹ لگتی ہے اسی کو درد ہوتا ہے " لیست الثکلی المستاجرہ"

ہم نے ان بحثوں میں نہ کسی کے فضائل کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے اور نہ ہی میرا مقصد کسی کی عیب جوئي کرنا تھا ، بلکہ ہمارا واحد ہدف یہ تھا کہ ان حدیثوں کی جانچ پڑتال کی جائے جو رسول اسلام (ص) سے جھوٹ منسوب کر کے بیان کی گئي ہیں جسکو انشاء اللہ اس کتاب کی اخری بحث میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

تحقیق اور نتیجہ

ہم نے اس سے پہلے زندگانی عائشه کی اچھی طرح تحقیق کی تاکہ ان کی سیاسی و اجتماعی اور معاشراتی کارناموں کے ساتھ انکے اغراض و مقاصد سامنے اجائیں ، اب اس کے پس منظر میں ان چیزوں کو پیش کروں گا کہ وہ کون سی چیز باعث بنی جنھوں نے حدیث نقل کرنے پر بر انگیختہ کیا تھا۔

اگر اس کا خلاصہ کیا جائے تو یہ ہو گا کہ ، عائشه ايك تیز طرار عورت کے ساتھ ساتھ ايك بہترین خطیبہ تھیں جس کے ذریعہ عالم و جاہل سب کے افکار و قلوب کو جذب کر لیتی تھیں، ايك بہترین سیاستدان تھیں جس کی وجہ سے لشکر عظیم کو کنٹرول کر لیتی تھیں ، ان کا عوام میں اتنا اثر و رسوخ تھا کہ ايك اشارے پر لوگوں کو خلیفہ وقت کے خلاف ایسا بھڑکا دیا کہ انھوں نے اسکی بساط حکومت کو پلٹ دیا۔

عائشه جاہ و حشم کی بھوکی عورت کا نام ہے جس کو حاصل کرنے میں کسی چیز سے خوف نہیں کھایا تھا ، بلکہ کسی نہ کسی طرح اس کو حاصل کر کے رہیں ، انھوں نے اپنے چاہنے والوں کے ساتھ اتنا مہربانی کی کہ حد سے اگے بڑھ گئیں۔

اپنے خاندان اور اپنے مخالفوں کی نسبت اتنی کینہ توز تھیں کہ ان کے دشمنوں سے مرنے مارنے پر اجاتی تھیں ، المختصر یہ کہ ایسی عورت تاریخ میں

ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملے گی ، اگر کوئي بات اپنے خاندان یا چاہنے والوں کے حق میں کہہ دی تو وہ سب کے زبان پر چڑھ جاتی تھی ، اور تاریخ کے صفحات میں زندہ جاوید ہو جاتی تھی تاکہ لوگوں کے لئے مشعل راہ بن جائے اور انے والی پیڑیاں انکی معرفت و شہرت سے پہچان لیں_

اگر کوئي بات اپنے دشمنوں کو شکست دینے کے لئے بیان کر دی تو تاریخ نے ہمیشہ کےلئے اپنے دامن میں جگہ دیدی ، یا یوں کہوں کہ اگر اس نے کسی کی حمایت یا مخالفت میں کوئي بات کسی سے کہہ ڈالی تو یہ بات مسافروں و کاردانوں کے ذریعہ ایك دوسرے تك پہونچ جاتی تھی اور لوگ اس کو حدیث سمجھ کر ایك شہر سے دوسرے شہر تحفہ سمجھ کرلے جاتے تھے اخر میں یہ باتیں کتابوں میں منتقل ہو گئیں اور انے والی نسلوں نے ان باتوں کو حدیث کا نام دے دیا_

یہ تمام باتیں خود ام المومنین عائشه کی عظمت و منزلت کی بڑی دلیلیں ہیں ، ہم نے جب عائشه کے چہرے کو تاریخ کی حقیقت میں دیکھا اور جن لوگوں نے ان کی ذات کو عظمت کے سانچے میں ڈھال کے پیش کیا تو ان دونوں میں بہت

فرق پایا ، لیکن جن لوگوں نے ان کی عظمتوں کا گیت گایا ہے ان سے میری ایك درخواست ہے کہ عائشه کے بطن سے ایك رسول (ص) کا بیٹا دکھا دیجئے ، البتہ یہ دونوں فضیلتیں حقیقت سے کوسوں دور ہیں_

ہمیں صدر اسلام کی شخصیتوں کی اپنی طرف سے تعریف نہیں کرنی چاہیئے ، کیونکہ ایسی صورت میں مدح و ثنا ء ایك خیالی ہو کر رہ جائیگی جسکی کوئي حیثیت نہیں ہے ، ہماری پیش کی ہوئي ساری باتیں حقیقت سے تعلق رکھتی ہیں_

زندگانی عائشه کی تحقیق کا مقصد

ہم نے بارہا کہا اور اخر میں پھر کہتا ہوں کہ ام المومنین عائشه نے اپنے مقاصد تك پہونچنے کے لئے دو زبردست چیزوں کا سہارا لیا تھا_

_١عائشه نے اپنی پوری زندگی میں زوجہء رسول (ص) نیز ام المومنین کے لقب کا سہارا لیا اور اس سے اپنی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کروائي ، اور اس

موثر حربے کو استعمال کر کے اپنے مخالفوں کی زد و کوب کی اور اپنے چاہنے والوں کی ہمت افزائي کی_

۲وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے پیغمبر(ص) اسلام سے ان کی حدیث نقل کی ، یا اپنی قابلیت جھاڑنے کے لئے زوجیت کا فائدہ اٹھا کر جھوٹی حدیثیں گڑھیں ، عائشہ نے جن جگہوں پر رسول (ص) کی بیوی ہونے کے ناطے فائدہ اٹھایا ہے اس کو اس مختصر بحث میں بیان کرنا بہت مشکل ہے ، لیکن نمونے کے طور پر دو تین حدیثیں پیش کر رہا ہوں

_۱مسلم اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں:

عائشہ فرماتی ہیں : جب رسول خدا (ص) بستر مرگ پر تھے تو انھوں نے ہم سے فرمایا:

اے عائشہ _ اپنے باپ (ابو بکر)اور بھائي کو بلا لائو تاکہ ایك وصیت لکھدوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں لوگ ارزو نہ کرنے لگیں اور کہنے والے یہ نہ کہنے لگیں کہ میں خلافت کا زیادہ مستحق تھا ، درانحالیکہ ، خدا اور مومنین ابو بکر ہی کو چاہتے ہیں_

_۲صحیح بخاری میں ہے کہ : عائشہ فرماتی ہیں ، جب رسول خدا (ص) پر مرض نے شدت پکڑلی تو عبد الرحمن بن ابو بکر سے فرمایا : ہڈی یا کوئي تختی لے ائو تاکہ میں ابو بکر کے حق میں نوشتہ لکھدوں تاکہ میرے بعد کوئي اس (ابوبکر) سے خلافت کے

سلسلے میں جھگڑا کرنے نہ لگے ، عبد الرحمن ادھر تختی وغیرہ لینے گئے تو پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا :اے ابو بکر خدا اور مومنین تمھارے سلسلہ میں تھوڑا سا بھی اختلاف نہیں رکھتے ہیں_

اپ نے دیکھا کہ عائشہ نے ان دو حدیثوں سے اپنے باپ کی حکومت و خلافت کو رسول (ص (کی بیماری سے ملتے جلتے واقعات سے کس طرح ثابت کر دیا اور اپنے باپ کی خلافت کے لئے دو دلیلیں پیش کر دیں_

_۳جب عائشہ کے روابط عثمان سے مسالمت امیز تھے تو ان کی خوب مدد

کی اور ان کی حکومت کی حمایت میں بولتی رہیں ، اور زوجیت رسول (ص) سے فائدہ اٹھا تے ہوئے عثمان کے حق میں ایك حدیث بھی گڑھ ڈالی تھی ، جس کو صحیح مسلم نے عائشہ سے نقل کیا ہے کہ:

میں رسول (ص) کے ساتھ ایك چادر میں ارام کر رہی تھی کہ ابو بکر اگئے ، پیغمبر(ص) اسلام نے انکو اندر بلا لیا ، پھر تھوڑی دیر بعد عمر بن خطاب چلے ائے رسول(ص) اسلام نے انکو بھی اسی حالت میں بلالیا ; لیکن جب حضرت عثمان ائے تو رسول خدا (ص) چادر سے باہر اگئے پھر عثمان کو گھر میں بلایا ، جب عثمان چلے گئے تو میں نے رسول(ص) اسلام سے سوال کیا کہ یا رسول(ص) اللہ جب ابو بکر اور عمر ائے تو اپ چادر کے اندر لیٹے رہے لیکن جب عثمان ائے تو اپنے کو چادر سے باہر کر لیا ، اس میں کیا راز ہے ، پیغمبر(ص) اسلام نے فرمایا : چونکہ عثمان ایك شرم و حیا کا پیکر ہے لہذا میں ڈرا کہ اگر اسی حالت میں عثمان سے ملاقات کر لیتا تو وہ شدت شرم سے مجھ سے بات نہ کر پاتا_

_٤صحیح مسلم نے اسی حدیث کو دوسری طرح سے عائشہ کا یوں بیان نقل کیا ہے:

ایك دن پیغمبر(ص) اسلام میرے ساتھ چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے ، جیسے ہی عثمان ائے تو رسول (ص) نے مجھ سے کہا اے عائشہ تم اپنا لباس وغیرہ ٹھیك کر لو ، میں نے کہا ، یا رسول(ص) اللہ ، ابو بکر اور عمر کے انے پر اپ نے مجھ سے لباس ٹھیك کرنے کو نہیں کہا لیکن جب عثمان ائے تو اپنے ہوش و حواس کو کھو دیا نیز ان سے ملاقات کرنے کے لئے اپنے جسم پر لباس بھی پہن لیا_

٥صحیح مسلم میں دوسری روایت یوں نقل ہوئي ہے

عائشہ کہتی ہیں ، جیسے ہی میں نے رسول خدا (ص) سے پوچھا تو اپ (ص) نے فرمایا : اے عائشہ ، میں عثمان سے حیا کیوں نہ کروں اور اسکا احترام کیوں نہ بجالائوں ، خدا کی قسم _ عثمان کے شرم کے اگے فرشتوں کے سر جھك جاتے ہیں_

عائشہ نے رسول (ص) کی بیوی ہونے کے ناطے حکومت عثمان کی خوب

حمایت کی لیکن زیادہ دن نہیں گذرا کہ اسی زوجیت رسول کے ذریعہ انکو شکست دینے کی ٹھان لی تھی ، اور حکومت عثمان کا تختہ الٹنے کے لئے رسول(ص) کا کرتہ لیکر مسجد میں چلی ائیں اور انکے خلاف تقریر کی_

اے مسلمانو یہ پیراہن رسول (ص) ہے ابھی کہنہ نہیں ہوا ہے لیکن عثمان نے انکی سنت کو بدل کرفرسودہ بنا ڈالا ہے_

ايك مرتبہ حکومت عثمان کو الٹنے کے لئے پیغمبر(ص) اسلام کی نعلین مبارك لیکر مسجد میں اگئیں _ اور تیسری مرتبہ رسول (ص) کي داڑھی کے بال کو لوگوں کی خدمت میں پیش کیا ، ان واقعات سے اپ نے ملاحظہ فرمایا کہ عائشه نے عثمان کے خلاف کبھی رسول(ص) کی نعلین مبارك تو کبھی داڑھی کے بال تو کبھی پیراہن رسول (ص) کے ذریعہ انکی حکومت کو گرانے کی کوشش کی تھی ، اور ان تمام چیزوں سے لوگوں کے جذبات و احساسات سے کھیلنا چاہا ، کیونکہ روابط خراب ہونے کے بعد عائشه کے اغراض و مقاصد دوسرے تھے جو زوجیت رسول (ص) سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی چال چل رہی تھیں_

قتل عثمان کے بعد تاریخ کے صفحات پلٹے تو ان پرانی باتوں کو بالکل بھول گئیں اور بار دیگر انکے فضائل کو بیان کرنے میں جٹ گئیں اور زوجیت رسول (ص) سے اس میدان میں بھی خوب فائدہ اٹھایا کیونکہ اس وقت انکے اغراض و مقاصد اور سیاست دوسری تھی_

٦جب معاویہ نے تمام حکمرانوں کو یہ حکم دیدیا تھا کہ عثمان کی تعریف کی جائے اور انکے فضائل و کمال کو بیان کرنے کے لئے جھوٹی حدیث کا کار خانہ کھول دیا جائے تو اس وقت عائشه فرستادہ معاویہ سے عثمان کے سلسلہ میں ايك شگفت امیز حدیث نقل کرتی ہیں کہ رسول (ص) نے ايك مصاحب کی خواہش کی تو میں نے اپنے باپ (ابو بکر) کو پیش کیا حفصہ نے اپنے باپ (عمر) کو بڑھایا ، لیکن پیغمبر(ص) اسلام نے ہم دونوں کی پیشنہادوں کو ٹھکرا دیا ، پھر ایك شخص کو بلایا اور اہستہ سے کچھ اس کے کان میں کہا ، تھوڑی دیر بعد عثمان گھر میں اگئے تو رسول(ص) خدا نے ان سے خوب باتیں کیں اور میںنے خود سنا ہے کہ اپ(ص) نے فرمایا تھا ، اے عثمان خدا وند عالم عنقریب تمہارے جسم پر ايك لباس (خلافت) پہنانے والا ہے ، اگر لوگ اس پیراہن کو اتارنے کی کوشش کریں تو تم ہرگز نہ اتارنا

_٧عائشه نے مسئلہ رضاعت میں اپنی خاص رائے پیش کی اور کہنے لگیں ،

پانچ مرتبہ دودھ پلانے سے رضاعی محرمیت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنی بہنوں اور عورتوں کو اس کا حکم دیا تھا ، اور اس اکلوتے فتوے سے فائدہ یہ اٹھانا چاہتی تھیں کہ جو

لوگ معاشرے میں با رسوخ ہیں وہ انکے پاس ائیںجائیں اسی بنا پر اس شرعی بہانے کو تلاش کیا تاکہ لوگ ان پر کوئي انگلی نہ اٹھا سکیں ، مگر دیگر ازواج رسول (ص) نے ان پر اعتراض کر دیا اور کہنے لگیں رضاعت اس وقت محقق ہو گی جب طبق معمول انجام دی جائے نہ کہ پانچ یا دس بار دودھ دینے سے پیدا ہو گی ـ

عائشه نے کہا ، جب ایہ الکبیر عشرا رسول پر نازل ہوئي کہ دس بار دودھ پلانے سے پردہ ساقط ہو جاتا ہے تو اسکو ايك پتے پر لکھ کر تخت کے نیچے رکھ دیا تھا لیکن جب رسول (ص) بیمار ہو گئے اور ہم لوگ انکی تیمار داری میں لگے ہوئے تھے تو ايك بکری گھس گئي اور وہ پتے کو کھا گئي (١(

صحیح مسلم میں جو دوسری روایت عائشه سے نقل ہوئي ہے وہ یہ ھیکہ ، قران میں یہ ایت (عشر رضعات یحرمن) رسول کے زمانے میں موجودتھی پھر یہ ایت (خمسون معلومات (سے منسوخ کر دی گئي ، پھر عائشه تعلیقہ لگاتی ہیں کہ ، جب رسول (ص) اس دنیا سے چلے گئے تو یہ قران میں تھی اور لوگ اسکی تلاوت بھی کرتے تھے (٢(

ام المومنین عائشه کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ مرتبہ دودھ پلانے سے محرمیت پیدا ہو جائے گی ، اور میرے فتوے کی دلیل قران کی ایت تھی اور اس ایت کی رسول (ص (کے زمانے میں تلاوت بھی ہوئي لیکن اس کے بعد اس ایت کو بھلا دیا گیا (٣(

اپ نے چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں یہ ساری کی ساری نمونہ تھیں جو عائشه نے زوجیت رسول(ص) سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گڑھی تھیں اور معاشرے کو تحفے میں پیش کی تھیں اگر اپ ان کی حدیثوں کی چھان بین کریں گے تو دیکھیں گے کہ ازواج پیغمبر(ص) میں سے کسی اور نے ان کی روایت نہیں کی ہے اور انھیں کی جعلی حدیثوں کی وجہ سے اج پیغمبر(ص) اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ دھندلا نظر ارہا ہے ، اور ان ہی حدیثوں نے انحضرت(ص) کو ايك معمولی

انسان بنا دیا ہے_

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اس زمانے سے لیکر اج تك تمام مسلمان (سوائے شیعوں کے (رسول اکرم (ص) کی سیرت و

_١مسند احمد ص ٢٦٩ ، سنن ابن ماجہ کتاب نکاح حدیث نمبر ١٩٤٤
_٢صحیح مسلم کتاب رضاع ص١٠٧٥
_٣تعجب کی بات یہ ھیکہ عائشےہ کی دس مرتبہ دودھ پلانے والی ایت بکری کھا گئي لیکن پانچ مرتبہ والی ایت کے سلسلے میں کچھ نہیں کہا ایا اسکو بھی جانور نے کھا لیا تھا یا کوئي اور مصیبت ٹوٹ پڑی تھی ؟ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

حیات کو عائشہ ہی کی روایتوں میں تلاش کرتے ہیں_

یہ مسئلہ غور طلب ہے کہ پیغمبر(ص) اسلام کی واقعی شخصیت ایك مسلمان سے ڈھکی چھپی رہے کیونکہ حاکمان وقت کی یہی کوشش تھی کہ اگر رسول (ص) کی معرفت ہو تو ام المومنین عائشہ کی حدیثوں سے ہواور اس میں کسی دوسرے کا دخل نہ ہو_

جبکہ اپ حضرات نے دیکھا کہ ان جھوٹی حدیثوں نے کس طرح رسول (ص) اسلام کی حقیقی شخصیت کو مجروح کر کے بالکل نیست و نابود کر دیا ہے_

ان تمام باتوں کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر رسول(ص) اسلام کی ذات کو پہچاننا ہے تو سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے عائشہ کی حدیثوں کو کھنگالا جائے تب جا کر رسول(ص) کے چہرے سے تاریك و تحریف کے ضخیم پردے خود بخود اٹھ جائینگے ، اور یہ بھی جان لیجئے کہ اسلام حقیقی کی شناخت موقوف ہے رسول (ص) اسلام کی واقعی ذات پر_

اسی لئے میںنے اس کتاب میں عائشہ کی زندگی کو تاریخ کے ائینے سے پیش کیا ہے اور انشا اللہ پھر انکی حدیثوں کی چھان بین کروں گا_

اس تحقیق کی راہ میں تمام عائشہ کے چاہنے والوں سے معافی مانگتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ لوگ مجھے معاف بھی کر دیں گے کیونکہ میرا ہدف صرف اتنا تھا کہ رسول(ص) خدا، دین اور قوانین الہی کی صحیح معرفت ہو جائے اسی لئے ہم نے اس خارداروادی میں قدم رکھا ہے ، تاکہ اسکے ذریعے دین کی کوئي خدمت ہو جائے_

ہم نے اس کتاب میں پہلی فصل میں زندگانی عائشہ کی جانچ پڑتال کی ہے اور فصل دوم میں انکی احادیث کو ملاحظہ فرمائیں گے ، بس خدا سے یہ دعا ہے کہ وہ میری اس خدمت کو قبول کرلے_

ایك حدیث کے سلسلے میں علماء اہلسنت کی توجیہیں:

اس بحث کے اخر میں بہتر یہ ہے کہ تھوڑا سا اس حدیث کے سلسلے میں جس کا میں نے پہلے وعدہ بھی کیا تھا چھان بین کر لیا جائے ، اور جو علماء اہلسنت نے اس حدیث کے سلسلے میں تاویلیںکر کے اس سے مطابقت کرنے کی ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اس کو ملاحظہ فرما لیجئے_

ایك حدیث صحیح مسلم کے اندر یوں نقل ہوئي ہے

رسول اسلام (ص) نے فرمایا : میرا حرم مدینہ میں کوہ ثور سے لیکر کوہ عیریا عایر تك ہے (۱(

اس کے ذریعہ راویوں نے زور لگاکر مکہ کی طرح مدینہ میں بھی حرم و حدود حرم کو بیان کیا ہے ، لیکن اس کام کو کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے ، کیونکہ ایك حرم کی حد کوہ ثور کو بنایا ، درانحالیکہ کوہ ثور مکہ میں ہے جس میں پیغمبر(ص) اسلام ہجرت کرتے وقت اسی پہاڑ کے غار میں چھپے تھے (۲) اور مدینہ کے اندر اس نام کا کوئي پہاڑ نہیں ہے ، جیسا کہ بزرگ دانشوروں نے اسکی وضاحت بھی کی ہے جن میں چند یہ ہیں_

_۱مصیب زبیری جو مدینہ کے رہنے والے تھے اور وہاں کے بہت بڑے عالم دین تھے انھوں نے ۳٦ھ میں وفات پائي ، وہ اس حدیث کے ذیل میں کہتے ہیں کہ کوہ ثور مدینہ میں نہیں ہے (۳(

_۲علامہ شہیر ابو عبید قاسم بن سلام متوفی ۲۲٤ھ لکھتے ہیں کہ ، یہ روایت اہل عراق کی ہے اور مدینہ والے ثور نام کے پہاڑ کو نہیں جانتے ہیں کوہ ثور مکہ میں ہے ، میرا گمان یہ ھیکہ اس حدیث میں در اصل کوہ احد تھا ، جو غلطی سے کوہ ثور لکھدیا گیا ہے (٤(

ابو عبید کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ روایت اہل عراق نے نقل کیا ہے ، جنکو

یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ کوہ ثور مکہ میں ہے یا مدینہ میں_

_۳قاضی عیاض متوفي۵٤٤ ھ جنھوں نے صحیح مسلم کی شرح کی ہے

_٤صاحب معجم ما استعجم بکری متوفی ٤۷۸ھ جو بہت بڑے جغرافیہ دان تھے

_۵حافظ ابوبکر محمد بن موسی حازمی ۵٤۸ھ جو علم حدیث میں ماہر تھے (۵)

_٦صاحب نہایة اللغة علامہ ابن اثیر جزری متوفی ٦۰٦ھ (٦)

۱صحیح مسلم باب فضل المدینہ حدیث نمبر ۹۹۵۰ ٤٦۷
_۲طبری ج۲ ص ۳۷۸ ، ہشام ج۱ ص ٤۸۵ ، انساب الاشراف ج۱ ص ۲٦۰ ، ابن اثیر ج۲ ص ۷۳
_۳فتح الباری ج٤ ص ٤۵۳
_٤فتح الباری ج٤ ص ٤۵۲
_۵صحیح مسلم باب فضل المدینہ ج۹ ص ۱٤۳ ٦_نہایة اللغة ج۱ ص ۲۲۹

_۷یاقوت حموی جنھوں نے ٦۲٦ھ میں وفات پائي ہے (۱)

ان تمام دانشوروں نے صراحتاً لکھا ہے کہ مدینہ میں ثور نام کا کوئي پہاڑ نہیں تھا_

لہذا علماء اہلسنت نے اس حدیث کی توجیہ و تاویل کرنے میں خرافات کی باتیں تحریر کی ہیں جن میں علماء حدیث کے رہبر و پیشوا ، بخاری متوفی ۲۵٦ھ میں جنھوں نے اپنی صحیح کے اندر ایك حدیث لکھی لیکن اس میں کوہ ثور کے نام کے بجائے اس عبارت کو پیش کیا کہ " المد ینة حرم ما بین عائرالی کذا " (۱) یعنی مدینہ کا حرم کوہ عائر سے لیکر فلاںمقام تك ہے ، درانحالیکہ اسی حدیث کے سلسلے میں صحیح مسلم نے (کذا) کی جگہ لفظ ثور کو استعمال کیا ہے _

اس حدیث کے سلسلے میں بخاری کو چھوڑ کر اور دانشوروں نے بھی نا درست توجیہ و تفسیر کی ہے ایك دانشور کہتا ہے : شاید پیغمبر(ص) اسلام نے مدینہ کے کسی دو پہاڑوں کا نام رکھا ہو گا دوسرا لکھتا ہے ، شاید پیغمبر(ص) اسلام کا مقصد مدینہ کے حدود حرم کو معین کرنا تھا اسی لئے اپ نے مکہ کے

دو پہاڑوں کے فاصلے سے تشبیہ دی ، کیونکہ کوہ ثور مکہ میں ہے نہ کہ مدینہ میں_

تیسرا کہتا ہے ، راوی نے غلطی سے کوہ ثور کہدیا ہے کیونکہ مدینہ میں کوہ احد ہے نہ کہکوہ ثور_

چوتھے نے روایت کے اندر پہاڑ کا نام ہی نہیں لکھا تاکہ کوئي اعتراض نہ کرے اور ان کے علاوہ دوسروں نے اس حدیث کی توجیہ و تاویل دوسرے ہی انداز میں کی ہے ، اور یہ تاویل کا سلسلہ تقریبا سات صدی تك وسیع پیمانے پر چلتا رہا ، چنانچہ محدث حنبلی عبد السلام بن محمد بن مزروع بصری متوفی ٦٦٩ھ نے اس حدیث کا زبر دست حل نکالا ، اور مدینہ میں کوہ احد کے نزدیك ایك کوہ ثور کو پیدا کر دیا پھر اعتراض کے خوف سے یہ لکھدیا کہ اہل مدینہ اس پہاڑ کو جانتے ہیں ،پھر عبد اللہ مطری متوفی ٧٦٥ھ نے اپنے والد بزگوار محمد مطری سے انھیں مطالب کو یوں نقل کیا کہ ، اہل مدینہ پشت در پشت کوہ احد کے بغل میں ثور نام پہاڑ کو جانتے ہیں اور یہ پہاڑ سرخ رنگ کا اور بہت چھوٹا ہے_

گویا سب سے پہلے مدینہ میں کوہ ثور کو ابن مزروع نے کشف کیا پھر اسکے بعد عبد اللہ مطری نے اسکے انکشاف سے اپنی نئي تحقیق پیش کی لیکن حافظ اور عالم علم الحدیث یحی نووی متوفی ٦٧٦ھ نے اپنی مشہور شرح میں اس قسم کی کوئي بات نہیںلکھی ، جبکہ ان کے پہلے والے بزرگ عالموں نے اس حدیث کی توجیہ و تاویل کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا

_١معجم البلدان ج٢ ص ٨٦ مطبوعہ بیروت
_٢صحیح بخاری کتاب الحج باب حرم مدینہ

تھا جسکو اپ نے پہلے ملاحظہ فرما لیا ہے ، پھر عالم لغت علامہ ابن منظور متوفی٧١١ ھ نے اپنی کتاب لسان العرب میں لفظ ثور میں مدینہ کے پہاڑ کا تذکرہ نہیں کیا ، جبکہ یہ دونوں ایك بڑے عالم اور ماہر علم حدیث و لغت تھے_

یا یہ کہا جائے کہ یہ دونوں اس جغرافیائي انکشاف سے باخبر نہ ہو سکے یا انھوں نے ان لوگوں پر اعتماد نہیں کیا_

البتہ اپ یہ بھی جان لیں کہ یہ دونوں عالم زمانے کے اعتبار سے ابن مزروع

کے بعد تھے ، اگر ان دونوں نے اپنی کتابوں میں ان کے انکشاف و اختراع کو جگہ نہیں دی تو پھر اوروں نے کیسے اپنی کتابوں ،میں لکھ مارا _ جیسے

_١محب الدین طبری متوفی ٦٩٤ھ نے کتاب الاحکام میں

_٢فیروز ابادی متوفی ٨١٧ ھ نے کتاب قاموس میں

_٣ابن حجر عسقلانی متوفی ٨٥٢ھ نے فتح الباری میں

_٤زبیدی متوفی ١٢٠٥ھ نے تاج العروس میں ابن مزروع کی چھوڑی ہوئي پھلجھڑی کو لکھا ہے لیکن ہمارے زمانے کے علماء کی غیرت اس حدیث کی توجیہ و تفسیر کرنے میں گذشتہ عالموں سے زیادہ بڑھ گئي ہے ، اور اس پر اتنا زور ازمائي کی کہ کوہ ثور کی حقیقت کو جاننے کے با وجود اس کو مدینہ کے جغرافیائي نقشے میں لاکر گھسیڑ دیا ، جیسے مولف کتاب اثار المدینہ استاد عبد القدوس نے صفحہ ١٣٩ میں کوہ ثور کو مدینہ کے نقشہ میں پیش کیا ہے ، اور ان سے ڈاکٹر محمدھیکل نے کتاب منزل الوحی کے صفحہ ٥١٢ میں اسی نقشے کو چھاپا ہے ، پھر کتاب کے صفحہ ٤٤٠ پر لکھتے ہیں کہ میں نے اس نقشے کو کتاب اثار المدینہ سے حاصل کیا ہے (١(

مختصر یہ ہے کہ سب سے پہلے ساتویں صدی میں کوہ ثور کو مدینہ میں پیش کیا گیا اور چودہویں صدی میں پہلی مرتبہ جغرافیائي نقشے میں کوہ ثور داخل کر دیا گیا_

واللہ علی ما نقول وکیل
سید مرتضی عسکري

١شرح صحیح مسلم تحقیق محمد فواد عبد الباقی مطبوعہ لبنان ص ٩٩٨ ٩٩٥